بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اتارا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہمنے اتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کر کر اُسکے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور جنہوں نے پکڑے ہیں اُس سے ورے حمایتی کہ ہم اُنکو پوجتے ہیں اسواسطے کہ ہمکو پہنچا دین اللہ کیطرف پاس کے درجے بیشک اللہ چکا دیگا اُن میں جس چیز میں جھگڑتے ہیں البتہ اللہ راہ نہیں دیتا اُسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلق میں جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا **ف** بیٹیاں کیونکر چن لیتا چنی چیز لیتا بیٹے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ اُتارنا اس کتاب کا یعنے قرآن عظیم کا اللہ تبارک و تعالے کے پاس سے ہے سو یہ وہ حق ہے جسمیں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے کما قال عز و جل وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ وقال تعالے وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ اور اسجگہہ اللہ جل و علا نے یون فرمایا ہے تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم یعنے اُتارنا اس کتاب کا طرف سے اللہ کے ہے ایسا اللہ کہ منیع الجناب ہے یعنے اسکی بارگاہ عالیجاہ ہے وہان تک کسی کی گذر نہیں اور حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال و شرع و قدر میں فرماتا ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین اسکا یہ مطلب ہے کہ تو عبادت کر اُسی اکیلے کی جسکا کوئی شریک نہیں ہے اور اُسی طرف خلق کو بلا اور انکو اعلام کرے کہ عبادت لائق نہیں ہے مگر واسطے اُسی اکیلے کے اور اسکا نہ کوئی شریک ہے نہ عدل و ضد اسی لیے یون فرمایا الا للہ الدین الخالص یعنے وہ نہیں قبول کرتا ہے اعمال میں سے مگر اس عمل کو جسمیں کہ عامل نے اللہ وحدہ لا شریک لہ کے واسطے اخلاص کیا ہے

قال تعالی وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰئِكَةِ أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ
وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ قولہ عزوجل إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ یعنے اللہ پاک راہ نہین بتاتا ہے طرف ہدایت کے اُس شخص کو جسکا قصد کذب
وافترا ہے اللہ تعالی پر اور اُسکا دل کافر ہے اُسکی آیتون حجتون برہانون کا پہر اللہ پاک نے یہ آیت
بیان فرمائی کہ اُسکے واسطے اولاد نہین ہے جیسا کہ جاہلین مشرکین ملائکہ مین اور یہود و نصارے
کے معاندین حق مین حضرت عزیر و عیسے علیہما السلام کے دعوے کرتے ہین پس ارشاد فرمایا لَوْ أَرَادَ
اللّٰهُ الآیۃ یعنے اگر اللہ پاک اسکا ارادہ فرماتا تو بات برخلاف اُنکے زعم و دعوے کے ہوتی یہ ایک
شرط ہے جسکا نہ وقوع لازم آتا ہے نہ اسکا جواز بلکہ وہ تو محال ہے مقصود اس سے صرف انکا حال
بتانا ہے اُنکے زعم و دعوے مین کما قال عزوجل لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا
إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ یہ سب باب شرط سے ہے اور تعلیق شرط
کی مستحیل پر جائز ہے واسطے مقصد متکلم کے قولہ تعالے سُبْحَانَهُ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنے اللہ
متعالی و منزہ و مقدس ہے اس سے کہ اُسکے واسطے اولاد ہو کیونکہ وہ تو وحد و فرد و صمد ہے جسکے
روبرو ہر شے غلام ہے اور اُسکی نیاز مند ہے اور وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے جسنے کہ اشیاء
کو مقہور کیا ہے تو وہ اُسکے واسطے مطیع و منقاد و ذلیل و خاضع و متواضع ہوئین تبارک و تعالے
عما یقول الظالمون والجاحدون علوا کبیرا ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ تنزیل الکتاب
مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی جو کہ اسم اشارہ ہے ای ہذا تنزیل الکتاب ابو حیان نے
کہا کہ مبتدا مقدر لفظ ہو ہے تاکہ راجع ہو طرف ان ہو الا ذکر للعالمین کے گویا کسینے کہا کہ یہ ذکر
کیا شے ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ہو تنزیل الکتاب الخ کسیے کہا کہ تنزیل مبتدا ہے اور خبر اُس کی جا
مجرور ہے جو کہ اسکے بعد ہے اے تنزیل الکتاب کائن من اللہ العزیز زجاج و فرا اسی طرف گئے ہین
فراء و کسائی نے یہ بہی جائز رکہا ہے کہ منصوب ہو بنا بر مفعول بہ واسطے فعل مقدر کے ای اتبعوا او
اقرءوا تنزیل الکتاب یعنے پیروی کرو تنزیل کتاب کی یا اسکو پڑہو فرا نے کہا نصب بنا بر اغرا بہی
جائز ہے اے الزموا یعنے لازم پکڑو تنزیل کتاب کو کتاب سے مراد قرآن شریف ہے مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ
الْحَكِيمِ وجہ اول کی بنا پر صلہ ہے تنزیل کا یا خبر بعد خبر ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یا متعلق
ہے محذوف سے اس بنا پر کہ وہ حال ہے اسم اشارہ مقدر نے اسمین عمل کیا ہے ای ہذا تنزیل
الکتاب کائنا من اللہ الآیہ یعنے یہ اتارنا ہے کتاب کا در انحال کہ ہونے والا ہے طرف سے اللہ کے

قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے گواہی دینا ہے لا الہ الا اللہ کی پہر اللہ عزوجل نے عابدین
اصنام کیطرف سے خبر دی جو کہ مشرکون سے ہین کہ وہ یون کہتے ہین ہم نہین پوجتے ہین اُنکو
مگر اسواسطے کہ پہنچا وین ہمکو اللہ کیطرف پاس کے درجے یعنے بتون کے پوجنے پر اُنکو یہی بات
باعث ہوتی ہے کہ انہون نے قصد کیا طرف بتون کے اُنکو ملائکہ مقربین کی صورتون پر بنایا اپنے
خیال مین پہر اُن صورتون کو پوجا اسلیے کہ اس پوجنے کو قائم مقام اسکے ٹہرایا کہ وہ فرشتون
کو پوجتے ہین تاکہ وہ اُنکے واسطے سفارش کرین اللہ کے پاس اُنکی مدد کرنے مین اور روزی
دینے مین اور دنیا کے کامون مین جو انکو پیش آتے ہین رہا معاد تو اسکے تو وہ جاحد و منکر تہے
قتادہ و سدی و مالک نے زید بن اسلم و ابن زید سے الا لیقربونا الی اللہ زلفٰے کی تفسیر مین روایت
کیا ہے تاکہ وہ سفارش کرین واسطے ہمارے اور قریب کردین ہمکو اُسکے پاس درجے مین اسی
لیے وہ اپنے لبیک پکارنے مین جبکہ حج کرتے جاہلیت مین تو یون کہا کرتے تہے لَبَّیْکَ
لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ یہ وہی شبہ ہے جسپر مشرکون نے قدیم وجدید
زمانے مین اعتماد کیا ہے اور اللہ کے رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اسکا رد لیکر آئے اور اس سے
نہی کی اور اسطرف دعوت فرمائی کہ عبادت تنہا واسطے اللہ وحدہ لا شریک لہ کے کیجاوے
اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ مشرکون نے اپنی جی سے اسکو نکالا ہے اللہ تعالے نے نہ تو اسمین
اذن دیا ہے نہ اس سے راضی ہے بلکہ اُسکو مبغوض رکہا ہے اور اُس سے نہی فرمائی ہے
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ وَمَا اَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ اور یہ خبر دی ہے
کہ جو فرشتے آسمانون مین مقربین وغیر مقربین ہین وہ سب کے سب غلام ہین اللہ پاک کے
واسطے خضوع و عاجزی کرتے ہین اُسکے پاس سفارش نہین کرتے مگر اُسکے اذن سے واسطے اس شخص
کے جسکو اُسنے پسند کیا اور وہ اللہ سبحانہ وتعالے کے پاس ایسے نہین ہین جیسے امیر لوگ
اپنے بادشاہون کے پاس ہوتے ہین کہ اُنکے پاس سفارش کرتے ہین بغیر اُنکے اذن
کے اُس بات مین جسکو بادشاہ محبوب رکہین اور جسکا وہ انکار کرین پس تم اللہ کے واسطے مثلین مت
بیان کرو اللہ سبحانہ ان باتون سے نہایت درجہ عالی و برتر ہے کہان وہ اور کہان یہ کہا و نیز قولہ
تعالی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَہُمْ فِیْ مَا ہُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ یعنے اللہ پاک قیامت کے دن فیصلہ کریگا درمیان
خلائق کے جسدن کہ وہ رجوع ہو کر اُسکے پاس جائینگے اور ہر عامل کو اُسکے عمل کا بدلہ دیگا

اس بنا پر کہ مخلصاً دین کیطرف مسند ہے بطریق مجاز کسی نے کہا کہ ابن ابی عیلہ پر یہ بات لازم
ہے کہ مخلصاً کو بفتح لام پڑہتے جملہ الا للہ الدین الخالص مستانفہ ہے اپنے ماقبل کی تقریر
وتاکید کرتا ہے ماقبل مین یہی امر باخلاص کا ذکر ہے یعنے جو دین کہ شرک وغیرہ کی ملونی سے
خالص ہے وہ اللہ پاک کے واسطے ہے اور اسکے ماسوی جو دین ہین وہ اللہ کے دین خالص نہین
ہین جسکا انہوں نے امر فرمایا ہے یزید رقاشی رض کہتے ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے ہین واسطے التماس ذکر کے سو کیا ہمارے
واسطے اسمین کچھ اجر ہے تو آپنے فرمایا نہین پھر انہوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم مال دیتے ہین واسطے التماس اجر و ذکر کے سو کیا ہمارے واسطے کچھ اجر
ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے مگر اس شے کو جو خالص کی گئی ہو واسطے اسکے پھر یہہ
آیت پڑھی اخرجہ ابن مردویہ حضرت حسن نے فرمایا کہ دین اسلام ہے جبکہ اللہ پاک نے
اپنی عبادت کا امر فرمایا بوجہ اخلاص اور یہ کہ دین خالص اسکے واسطے ہے نہ اسکے غیر کے تو
شرک کا بطلان بیان کیا جو کہ اخلاص کے مخالف ہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ موصول سے مراد مشرکین ہین اور محل اسکا رفع ہے بنا بر ابتدا خبر
اسکی ان اللہ یحکم بینہم ہے اور جملہ ما نعبدہم لیقربونا الی اللہ زلفی محل نصب مین ہے بنا بر حال
بہ تقدیر قول و استثنا مفرغ ہے اعم علل سے معنے یہ ہین کہ وہ مشرک جنہوں نے واسطے
اللہ کے عبادت خالص نہین کی بلکہ اسکو ملایا ساتھ عبادت اسکے غیر کی اس حال مین کہ وہ
کہنے والے ہین ہم نہین پوجتے ہین انکو واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر اسلیے کہ وہ
قریب کر دین ہمکو طرف اللہ کے قریب کرنے کر پس زلفی اسم ہے قائم کیا گیا ہے بمقام
مصدر یعنی نعبدہم مین ضمیر راجع ہے طرف ان چیزون کے جنکو وہ پوجا کرتے تھے یعنے
ملائکہ و حضرت عیسی و حضرت عزیر اور بت اولیا سے یہی مراد ہین زلفی سے مراد شفاعت
ہے جیسا کہ واحدی نے مفسرین سے نقل کیا ہے قتادہ نے کہا جسوقت انسے کہا جاتا کہ
کون ہے تمہارا رب و خالق اور کسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور کسنے اتارا آسمان سے پانی تو وہ
کہتے کہ اللہ نے پھر انسے کہا جاتا کہ تم جو بتونکو پوجتے ہو اسکے کیا معنے ہین تو کہتے تاکہ وہ قریب کر دین ہمکو طرف
اللہ کے قریب کرنے کر اور اسکے پاس ہمارے واسطے شفاعت کرین کلبی نے کہا کہ اس کلام کا جواب سورۂ احقاف مین ہے
فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً حضرت ابن مسعود و ابن عباس و مجاہد رض
کی قرات مین قالوا ما نعبدہم ہے قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنے بیشک اللہ فیصلہ
کریگا درمیان اہل ادیان کے قیامت کے دن اس دین مین کہ جسمین وہ اختلاف کرتے ہین ساتھ

جوکہ عزیز حکیم ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ حرف با سببیہ ہے متعلق ہے انزال سے یعنی اُتاری
ہمنے طرف تیری کتاب بسبب حق کے اور اثبات و اظہار حق کے یا بسبب داعیہ اقتضاے حق
کے واسطے انزال کے یا متعلق ہی محذوف سے جو کہ حال ہے فاعل سے اے متلبسین بالحق یا حال ہے مفعول
سے اے متلبسا بالحق مراد حق سے ہر وہ شئے ہی جو کتاب مین ہے یعنی اثبات توحید و نبوت و معاد و
انواع تکالیف مقاتل نے کہا اللہ تعالے فرماتا ہے لم ننزلہ باطلا لغیر شئے یعنے ہمنے اسکو نہین اُتارا
ہے بیکار و بیفائدہ بلکہ اُس مین دین و دنیا کے فوائد بے شمار ہین اب رہی یہ بات کہ کتاب نازل
کرنے کا مضمون کیون دو جملون مین ادا کیا اور کتاب کو دو بار ذکر کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اول تو کتاب
منزل کی شان بیان کی کہ وہ اللہ پاک کیطرف سے اُتاری گئی ہے جو کہ اپنے ملک مین عزت و غلبے
والا ہے اور اپنے کام مین حکیم ہے بعد اسکے اُس شخص کا بیان کیا جسپر وہ اُتاری گئی اور اُس شئے
کا جو اسپر واجب ہے یا یون کہو کہ اول تو مثل عنوان کے ہے واسطے کتاب کے اور ثانی واسطے بیان
اُس شئے کے ہے جو کتاب مین ہے تو اب کچھ تکرار نہین ہے یا یون کہو کہ مراد کتاب ثانی سے بعینہ
وہی کتاب اول ہے بجائے ضمیر کے جو اظہار کیا سو منظور اس کتاب کی تعظیم ہے اور اسکی شان کا
مزید اعتنا و اہتمام تبیین سے یون کہا ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب مین تکریر تعظیم ہے بسبب اسکے
کہ اسکو ایک اور جملے مین ظاہر کیا ہے اسکے انزال کی نسبت کرکے طرف اُس ذات کی جو اپنے
نفس کی تعظیم کرنے والا ہے حرف فا قولہ تعالی فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ مین واسطے ترتیب
مابعد کے ہے ماقبل پر اور نصب مخلصا کا بنا بر حال ہے فاعل اعبد سے اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے
عمل سے اللہ پاک کی ذات کا قصد کرے دین سے معنے طاعت و عبادت ہی اور سر عبادت کا
اللہ کی توحید ہے اور یہ کہ اسکا کوئی شریک نہین ہے یعنی جبکہ کتاب اللہ عزیز حکیم کیطرف سے حق کے
ساتھ تیرے اوپر اُتاری گئی ہے کون حق جو کہ اثبات توحید ہے تو تو اللہ کی عبادت کر اس
حال مین کہ تو خالص و محض کرنیوالا ہو عبادت کو شرک و ریا سے ساتھ توحید کے اور صاف
پاک کرنے شرک کے آیت کریمہ مین دلیل ہے وجوب نیت پر اور اُسکے خالص کرنے پر ملونیون سے
کیونکہ اخلاص امور قلبی سے ہے جو کہ نہین ہوتے ہین مگر ساتھ اعمال قلب کے سنت صحیحہ مین آیا
ہے کہ ملاک امر یعنے اصل کام کے اقوال و افعال مین نیت ہی جسطرح کہ اس حدیث شریف مین
ہے کہ انما الاعمال بالنیات اور اس حدیث پاک مین کہ لا قول ولا عمل الا بالنیۃ جمہور نے الدین کو
منصوب پڑھا ہے اس بنیاد پر کہ مخلصا کا مفعول ہے اور ابن ابی عبلہ نے اُسکے رفع سے

کوئی مثل نہین ہے اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف قیاس استثنائی کے اسکا صغرےٰ
نتیجہ دونون محذوف ہین دونون کی تقریر یہ ہے لکنہ لم یصطف فلم یرد اتخاذ الولد یعنے اللہ پاک
نے اتخاذ ولد نہین کیا غیر اسکے جسکے شان مین مشرکون نے کہا ہے کہ وہ ابن اللہ ہے تین ہین
ایک تو ملائکہ دوسرے حضرت عیسےٰ تیسرے حضرت عزیر علیہم السلام اور یہ نفی انکے اقرار سے واسطے باقی
خلائق کے شامل ہے پس سنے اتخاذ ولد نہین کیا تامل پہر جب اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ وہ منزہ ہے
اولاد سے باین طور کہ وہ الٰہ واحد قہار ہے تو بعد اسکے اپنی وہ صفتین ذکر کین جو اسپر دال ہین پس
ارشاد فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ
فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ بنائے آسمان اور زمین
ٹہیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور دن کو رات پر اور کام لگایا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹہیری مدت
پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا بنایا تم کو ایک جی سے پہر بنایا اسی سے اسکا جوڑا اور اتارے
تمہارے واسطے چوپایون سے آٹھ نر مادہ بناتا ہے تمکو ماں کے پیٹ مین طرح پر طرح بنانا تین اندہیرون کے
بیچ وہ اللہ ہے رب تمہارا اسکا راج ہے کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے پہر کہان سے پہیرے جاتے ہو
ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے تو ٹوٹ انہین پڑتا ف ایک پیٹ ایک رحم ایک
جہلی وہ جہلی ساتہہ نکلتی ہے لنتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ خالق
ہے ان چیزون کا جو آسمانون مین ہین اور زمین مین اور وہ مالک ہے ملک کا اور اس مین تصرف کرنیوالا
ہے بدلتا رہتا ہے انکی رات کو اور دن کو یکور لیل و نہار کے یہ معنی ہین کہ انکو کام مین لگا رکہا ہے ہر ایک
ایکدوسرے کے پیچہے چلتے رہتے ہین سستی نہین کرتے ان مین سے ہر ایک دوسرے کو تیز طلب کرتا رہتا ہے کقولہ
تعالیٰ و تبارک يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا یہ معنے ہین اس قول کے جو حضرت ابن عباس و مجاہد رح و
قتادہ و سدی وغیرہم سے مروی ہے لاجل مسمی کے یہ معنے ہین کہ ایک مدت تک جو اللہ کے
نزدیک معلوم ہے پہر وہ قیامت کے دن پوری ہو جاوے گی ہو العزیز الغفار کا یہ مطلب ہے کہ
کہ وہ باوجود اپنی عزت و عظمت و کبریا کے بڑا بخشنے والا ہے اسکو جسنے اسکی نافرمانی کی ہے
پہر اسنے توبہ کی اور اسکی طرف رجوع ہوا خلقکم من نفس واحدۃ کا یہ مطلب ہے کہ باوجود اسکے کہ
تمہاری جنسین صنفین زبانین رنگ مختلف ہین تمکو ایک نفس سے پیدا کیا یعنے حضرت آدم سے پہر

وشرک کرے کیونکہ ہر گروہ دعوے کرتا ہی کہ حق اُسکے ساتھ ہے پھر جزا دیگا ہر ایک کو جس جزا کا وہ
مستحق ہے پس مومنون کو تو جنت مین داخل کریگا اور کافرونکو نار مین کسی نے کہا کہ بینہم کے یہ معنی ہین
کہ فیصلہ کریگا درمیان دین خالص کرنیوالون کے اور اُنکے جنہون نے خالص نہین کیا اول کو اسلیے حذف کیا کہ
سیاق اُسپر دال ہے کسی نے کہا کہ درمیان متنازعین کے فریقین سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ
كَفَّارٌ یعنے اللہ راہ نہین بتاتا ہے اپنے دین کی اور نہ توفیق دیتا ہے حق کی طرف راہ پانے کی اُس شخص
کو جو کہ جھوٹھا ہے اپنی اس دعوے مین کہ آلہہ اُسکو قریب کردینگے طرف اللہ کے اور کفار ہے یعنی اُس
نے کفر کیا ہے بسبب اسکے کہ اُنکو معبود ٹھیرایا ہے اور اُنکو شریک کا قرار دیا ہے واسطے اللہ پاک کے اسلیے
وہ گم کرنیوالا ہے بصیرت کا غیر قابل ہے راہ پانیکا کیونکہ اُسنے فطرت اصلی کو بگاڑ ڈالا ہے بسبب
اصرار و استمرار کرنیکے گمراہی مین کفار صیغہ مبالغہ ہے دال ہے اس بات پر کہ اُن لوگون کا کفر غایت کو
پہنچا ہوا ہے حضرت حسن و اعرج نے کذاب کو مثل کفار کے بصیغہ مبالغہ پڑھا ہے اور یہ قرارت
حضرت انس سے بھی مروی ہے یہ جملہ تعلیل ہے حکم مذکور کی جملہ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ الآیۃ مقرر و موکد ہے ابطال
قول مشرکین کا کہ ملائکہ دختران خدا ہین جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے اسلیے کہ یہ جملہ متضمن ہے
اس بات کو کہ حق مین اللہ پاک کے ولد کا ہونا علے الاطلاق محال ہے پس اگر اللہ چاہتا کہ کرلے اولاد
تو البتہ کرلینا اولاد کا حقیقۃً ممتنع ہوتا اور یہ بن نہ آتا مگر باینطور کہ چن لیوے اُس شی سے جسکو پیدا
کرتا ہے یعنی اختیار و پسند کرے اپنی خلق کے جملے سے جس شی کو کہ چاہے اسکا پسند کرنا کیونکہ
اُسکے سوا کوئی موجود نہین ہے مگر وہ اُسکا مخلوق ہے اور یہ ٹھیک نہین ہے کہ مخلوق خالق کی
اولاد ہو کیونکہ باہم اُن مین مجانست نہین ہے اب کچھ باقی نہین رہا مگر یہ کہ اُسکو چن لیوے غلام کرکے
جسطرح کہ بجاے اتخاذ کے اصطفار کے ساتھہ تعبیر کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے پس معنی آیت کے
یہ ہوے کہ اگر وہ چاہتا کہ کرے اولاد تو اس سے واقع ہوتی ایک شی جو کہ اتخاذ ولد سے نہ ہوتی بلکہ وہ
جو ہوتی سو یہی چن لینا واسطے اپنی بعض مخلوقات کے اسی لیے اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس
کی اتخاذ ولد سے علی الاطلاق تنزیہ فرمائی پس ارشاد فرمایا سُبْحٰنَهٗ یعنے تنزیہ و تقدیس ہے واسطے
اُسکے اولاد کر لینے سے یہ تو تنزیہ ہوئی بحسب ذات پھر اپنی تنزیہ فرمائی بحسب صفات پس فرمایا
ہو اللہ الواحد القہار یعنے وہ مستجمع ہے ساری صفات کمال کا متوحد ہے اپنی ذات مین کوئی اسکا
مماثل نہین ہے قاہر ہے اپنی ساری مخلوقات کا اور جو ذات پاک ان صفتون کے ساتھہ متصف
ہے اُسکے حق مین وجود اولاد کا محال ہے کیونکہ ولد اپنے والد کا مماثل ہوتا ہے حالانکہ اللہ پاک کا

ج

يُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ منتہے نقصان کا نو گھڑیاں اور منتہے زیادت کا پندرہ ساعت کسی نے کہا ہے یعنی
ہذا یکر علی ہذا و ہذا یکر علی ہذا کر و استغنا بغۃ یعنے رات حملہ کرتی ہے دن پر اور دن حملہ کرتا ہے رات پر پے
در پے حملہ کرنا رغب نے کہا مراد تکویر سے وارث اسکی ہے یعنی گردش دنیا اسکا اور ملانا اُسکے بعض کا بعض سے
مثل کور العمامۃ انتہے یعنی جس طرح کہ پگڑی کے پیچ ایک دوسرے پر ملائے جاتے ہین کسی نے کہا تکویر
لف ولی ہے یعنی لپیٹنا اور موڑنا حضرت ابن عباس رض نے تکویر کی تفسیر تحمل کی ہے بالجملہ یہ تکویر جو اس آیۃ
مین مذکور ہے اس سے اشارہ کیا ہے طرف چلنے سورج کے اپنے مطالع مین اور گھٹنا رات اور دن کا اور بڑھنا دونو
کا امام رازی رح فرماتے ہین کہ نور و ظلمت دو لشکر ہین بڑے اور ہر دن یہ اسپر اور وہ اسپر غالب ہوتا ہے
پھر اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اُسنے سلطان نہار و سلطان لیل کو مسخر کیا ہے مراد سورج چاند ہین پس فرمایا
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ یعنے اُسنے دونون کو اپنے حکم کا مطیع و منقاد کیا ہے ساتھ طلوع و غروب کے
واسطے منافع عباد کے پھر اس مسخر کرنے کی کیفیت ذکر فرمائی کہ اُنکو کسطرح مسخر کیا فرمایا كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى
یعنے ہر ایک چلتا رہتا ہی اپنے فلک مین یہانتک کہ دنیا تمام ہو اور یہ قیامت کا دن ہی اجل مسمی ہے
پوری گفتگو سورۂ یس مین گذر چکی ہے أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ کلمۂ الا حرف تنبیہ ہے یعنی آگاہ و ہشیار
باش اس جملے کو اسکے ساتھ اسلیے شروع کیا ہے کہ منظور ظاہر کرنا کمال اعتنا و اہتمام کا ہے ساتھ مضمون
جملہ مذکورہ کے معنے یہ ہین کہ اے بندو ہشیار ہو جاؤ خواب غفلت سے جاگو پس اللہ ہی ہے غالب ستر
کرنیوالا اپنی خلق کے گناہون کا ساتھ مغفرت کے پھر اللہ پاک نے اپنی عجیب قدرت و بدیع صنعت سے
ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا نفس سے
مراد حضرت آدم ع اور زوج سے مراد حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام ہین کلمہ ثم ذکر فرمایا تاکہ یہ
بات معلوم ہو جائے کہ پیدا کرنا حضرت حوا کا مترتب ہی حضرت آدم ع کے پیدا کرنے پر اور وہ اس سے
متراخی ہے کیونکہ وہ حضرت آدم ع سے پیدا کی گئی ہین۔ اور عطف یا تو مقدر پر ہے اور وہ صفت
ہے نفس کی فراء و زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے خلقکم من نفس خلقها واحدة ثم جعل منها زوجها یعنے پیدا کیا
تمکو ایک نفس سے ایسا نفس کہ پیدا کیا اسکو ایک پھر بنایا اُس سے اسکا جوڑا یہ بھی جائز ہے کہ واحدہ کے
معنے پر عطف ہو اے من نفس انفردت بالایجاد ثم جعل الخ رہی یہ بات کہ عطف ثم کے ساتھ خلق کو پیرایہ
جعل مین ادا کیا اور لفظ خلق نہ فرمایا سو مقصود اس سے یہ بات جتانا ہے کہ حضرت حوا کے پیدا کرنے کو
حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے زیادہ تر دخل ہے آیتین کہ وہ ظاہر باہر نشانی دال ہو کمال قدرت پر
کیونکہ حضرت آدم ع کا پیدا کرنا تو اللہ پاک کی عادت پر ہے جو کہ مستمر ہے اسکی خلق مین اور بی بی حوا کا

بنایا اُسی سے اسکا جوڑا یعنے حضرت حوا علیہا السلام کقولہٖ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِی
خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً قولہ تعالیٰ وَ
اَنْزَلَ لَكُم مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ یعنے اور پیدا کیے واسطے تمہارے چارپایون کی پشت سے آٹھ نر مادہ یہ
وہی ہین جو کہ سورہ انعام مین مذکور ہین ثَمَانِيَةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ
آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ اِن كُنتُمْ صَادِقِينَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ الآیۃ قولہ تعالیٰ يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ
اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ یعنی مقدر کیا تم کو تمہاری مان کے پیٹ مین ایک خلق بعد ایک خلق کے ہوتا ہے ایک تمہارا اول تو نطفہ
پھر ہوتا ہے خون بستہ پھر ہوتا ہے گوشت کا ٹکڑا پھر پیدا کیا جاتا ہے تو ہوتا ہے گوشت و ہڈیان
و پٹھے اور رگین اور پھر کی جاتی ہے اسمین روح تو ہوجاتا ہے ایک اور خلق فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
الْخَالِقِينَ قولہ تعالیٰ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلٰثٍ یعنے رحم کے اندھیرے مین اور مشیمہ کی تاریکی مین مشیمہ وہ جھلی ہے
جو کہ مثل پردے کے اوپر بچے کے ہوتی ہے بچے پر اور اندھیرے پیٹ کے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و
ابو مالک و ضحاک و قتادہ و سدی و ابن زید نے اسی طرح کہا ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یعنے یہ ذات جسنے
آسمانون کو اور زمین کو اور ما بینہما کو پیدا کیا اور تمکو اور تمہارے باپ دادون کو بنایا یہی رب ہے اسکے
واسطے ملک و تصرف ہے ان سب مین لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے وہ ہی کہ لائق نہین ہے عبادت مگر واسطے
اسی وحدہ لا شریک لہ کے فَاَنّٰى تُصْرَفُونَ یعنے پھر تم کیونکر پھرتے ہو اسکے ساتھ اسکے غیر کو تمہاری
عقلون کو کہان لیجاتے ہین ف فتح البیان کا بیان خالق یہ ہے کہ اُسنے آسمانون کو اور زمین کو
پیدا کیا ہے ساتھ حق کے یعنے انکو باطل و بے کار و بیفائدہ نہین بنایا ہے اور جس ذات پاک کی یہ خلق
عظیم اسکی خلق ہو محال ہے کہ اسکے واسطے کوئی شریک ہو یا جورو یا اولاد پھر آسمان و زمین مین اپنے
تصرف کرنے کی کیفیت بیان کی اور ارشاد فرمایا يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ الآیۃ تکویر لغت مین یہ ہے کہ
ڈالدینا بعض شئے کا بعض پر جب کوئی متاع و سامان کو ایک دوسرے پر ڈالدے تو محاورہ عرب
مین یون کہین گے کہ کوّر المتاع اسی معنے سے کور العمامۃ ہے پس تکویر لیل علی النہار کے معنی ڈہانکنا
رات کا ہے دن کو یہانتک کہ اسکی روشنی جاتی ہے اور تکویر نہار علی اللیل کے ڈہانکنا دن کا ہے رات کو
یہانتک کہ اسکی تاریکی چلی جاوے اور یہی معنے ہین اس آیت کے يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ
حَثِيثًا قتادہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے ضحاک نے کہا یعنے ڈالتا ہے رات کو دن پر اور دن کو رات پر
یہ معنے قریب قول اول کے ہین کسی نے کہا معنے آیت کے یہ ہین کہ جو رات میں سے کم ہوا وہ دن مین
داخل ہوا اور جو دن سے کم ہوا وہ رات مین داخل ہوا یہی معنے ہین اس آیت کے يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ ق

قتادہ و سدی نے کہا کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر عظم پھر لحم ابن زید نے کہا یہ معنی ہین کہ پیدا کیا تمکو پیدا
کرنے کو تمہاری ماؤن کے شکمون مین بعد پیدا کرنے تمہارے کے آدم کی پشت مین فِي ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنی
تین تاریکیون مین مجاہد وغیرہ کا قول گزر چکا ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ ظلمت مشیمہ کی اور ظلمت رحم کی اور ظلمت
رات کی ابو عبیدہ نے کہا کہ ظلمت مرد کی پشت کی اور ظلمت عورت کے شکم کی اور ظلمت رحم کی رحم تو پیٹ کے
اندر ہے اور مشیمہ رحم کے اندر ہے ابن الاعرابی نے کہا کہ جس شے مین بچہ ہوتا ہے اسکو مشیمہ و غلاف و کیس
کہتے ہین مشیمہ کی جمع مشیم بحذف ہا و مشایم آتی ہے در غیر انسان کی مشیمہ کو سلی بولتے ہین جملہ یخلقکم
الخ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان ہے اطوار مختلفہ کا جو کہ انسان کی خلق مین ہوتے ہین جنکو وہ
متضمن ہے قولہ تعالے ذٰلِكُمُ اشارہ ہے طرف اللہ پاک کے باعتبار اسکے افعال سابقہ کے اور اسم
شریف اللہ اسکی خبر ہے اور ربکم خبر دیگر اور لہ الملک تیسری خبر لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چوتھی خبر یعنے
یہ ذات پاک جسکے افعال بدیع کا ذکر ہوا اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے مالک حقیقی دنیا و آخرت مین
اسی کا ہے اسمین اسکے غیر کی کسی طرح کی شرکت نہین ہے نہین ہے کوئی معبود مگر وہ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ یعنی
جب وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہے تو پھر تم کیونکر اسکی عبادت سے پھرتے ہو اور اس سے اسکے غیر کی
عبادت کیطرف کسطرح رجوع ہوتے ہو یا یہ معنی ہین پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو راہ حق سے بعد اسی
بیان شافی کافی کے جبکہ اللہ پاک نے ان نعمتون کا ذکر کیا کہ جنکا اوسنے اپنے بندون پر انعام فرمایا
اور اپنی بدیع صنع و عجیب فعل سے اونکے واسطے وہ کام بیان کیے جو کہ ہر عاقل پر اس بات کو واجب
کرتے ہین کہ اسپر ایمان ہی لے آئے تو بعد اسکے یہ دھمکی دی اور اپنی بے نیازی بیان فرمائی

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ
اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝

اگر تم منکر ہو گیے تو اللہ پروا نہین رکھتا تمہاری اور پسند نہین کرتا
اپنے بندون کی منکری اور اگر حق مانوگے تو اسے تمہارے لیے پسند کریگا اور نہ اوٹھاویگا کوئی اٹھانے
والا بوجھ دوسرے کا پھر تمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے تھے مقرر
اسکو خبر ہے جیون کی بات کی اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسکی
طرف پھر جب بخشے اوسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا اس کام کو پہلے سے

پیدا کرنا صفت مذکورہ اُسکے ساتھہ عادت جاری نہین ہوئی ہے اسلیے کہ اللہ پاک نے کسی انثی کو کسی مرد کی پسلی سے بغیر
پیدا کیا ہے سوا آدم کے اسکی تفسیر سورۂ اعراف مین پورے طور پر گذر چکی ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت باہرہ و افعال قاہرہ
سے جو کہ دال ہین ذکر پر ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ یہ جملہ معطوف
ہے خلقکم پر انعام کے پیدا کرنے کو انزال کے پیرایہ مین اسلیے ادا فرمایا کہ مروی یون ہے کہ اللہ تعالے نے انعام کو جنت
مین پیدا کیا پھر انکو زمین کیطرف اتارا پس اس صورت مین انزال حقیقۃً ہوگا جسطرح کہ اس آیت مین فرمایا گیا
ہے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ اسلیے کہ حضرت آدم جسوقت زمین کیطرف اتارے گئے تو لوہا انکے
ساتھہ نازل کیا گیا یہ بھی احتمال ہے کہ نسبت انزال کیطرف انعام کے مجاز ہو اسطرح کہ چوپاے چونکہ زندہ نہین رہ
سکتے مگر نبات سے اور نبات کی زندگی بھی پانی سے ہوتی ہے اور پانی آسمان سے اتارا جاتا ہے تو چوپایے
گویا کہ آسمان سے اتارے گئے کیونکہ انکے سبب کا سبب منزل من السماء ہے اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہتے
ہین اسی باب سے یہ آیت ہے قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا اور جسطرح اس شعر مین سبب پر اطلاق کیا ہے

اِذَا نَزَلَ السَّمَاءُ بِاَرْضِ قَوْمٍ	رَعَیْنَاهُ وَاِنْ کَانُوْا غِضَابًا

چونکہ نبات کا سبب پانی ہے اسلیے رعی کی نسبت پانی کیطرف کر دی ہے حالانکہ مراد چرانا گھاس
کا ہے نہ پانی کا کسی نے کہا کہ اَنْزَلَ بمعنے انشا و جعل ہے یا بمعنے اعطی ہے کسی نے کہا کہ خلق کو
انزال قرار دیا اس لیے کہ خلق جو ہوتی ہے سو بسبب ایک امر کے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہو
ہے ثمانیۃ ازواج وہی ہین جو آیۂ انعام مین مذکور ہین جسکا ذکر سابقًا ہو چکا ہے مراد انہین سے چار دون
جگہہ نر و مادہ ہین زوج وہ شے ہے جسکے ساتھہ دوسرا اُسی کی جنس کا ہو جو اُسکے ساتھہ مزاوجت کرے
اور دونون سے نسل کا حصول ہو پس لفظ زوج کا مفرد پر بولا جاتا ہے جبکہ اُسکے ساتھہ دوسرا ہو اُسی کی
جنس کا جو اُس سے منفک ہو اور اُنسے نسل حاصل ہو اور اسیطرح لفظ زوج کا اثنین پر بھی بولا جاتا ہے
پس وہ مشترک ہے اور اسجگہہ مراد اطلاق اول ہے اس آیت کی تفسیر سورۂ انعام مین گذر چکی ہے پھر اللہ پاک نے
اپنی قدرت بدیع سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا یَخْلُقُکُمْ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ حمزہ نے اسکو بکسر ہمزہ
و میم پڑھا ہے اور کسائی نے بکسر ہمزہ و فتح میم اور باقی قراء نے بضم ہمزہ و فتح میم یعنے اللہ پاک تمکو پیدا
کرتا ہے تمہاری ماؤن کے پیٹون مین اس پیدایش کی انسان کے ساتھہ تخصیص کیون فرمائی حالانکہ
اسمین انسان و حیوان دونون مشترک ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ عاقل کو غیر عاقل پر تغلیب دی ہے دوسرے یہ کہ
انسان کو باقی خلق پر شرف ہے خلقًا مصدر مؤکد ہے خلق اور کا من بعد خلق اسکی صفت ہے ای خلقًا
کائنًا من بعد خلق یعنے پیدا کرتا ہے تمکو پیدا کرنا ایسا پیدا کرنا کہ کائن ہے بعد ایک پیدا کرنے کے

پذیرہ نکیے اور اُسکے فاعل کو ثواب دیوے اور اُسکی مدح کرے بلکہ خفگی کرنیوالے کا فعل کرتا ہے بایںطور
کہ اُس سے منع فرماتا ہے اور اُسپر ذم کرتا ہے اور اُسکے مرتکب کو عقاب فرماتا ہے اگرچہ وہ اُسکے ارادے
سے ہے کیونکہ کوئی شے اُس سے خارج نہین ہوئی ہے ابو السعود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عدم رضا ساتھ
کفر اپنے بندون کے بسبب اُنکی منفعت و دفع مضرت کے ہے واسطے رحمت کے اُنپر نہ اس لیے کہ وہ اُس سے
ضرر پذیر ہوتا ہے انتہی مفسّرین نے اس آیت مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ اپنے عموم پر ہے اور
کفر اللہ پاک کو پسندیدہ نہین ہے بہر حال چنانچہ ظاہر یہی ہے یا خاص ہے اور معنی یہ ہین کہ پسند
نہین کرتا ہے واسطے اپنے مومن بندون کے کفر کو تخصیص کی طرف حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما گئے ہین اور عکرمہ و سدی وغیرہما نے اُسپر اُنکی متابعت کی ہے پھر اس آیت مین ایک اور
اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ارادہ کرتا ہے اللہ پاک کفر کافر کا اور اُسکو پسند نہین کرتا ہے
دوسرون نے کہا کہ نہ اُسکا ارادہ کرتا ہے نہ اُسکو پسند فرماتا ہے اس قسم کے امر کی تحقیق مین طول طویل
گفتگو ہے جو لوگ اس آیت کی تخصیص کے قائل ہین اور ارادے کے مثبت ہین مع عدم رضا سے
اُنھون نے اس بات سے استدلال کیا ہے جو کہ قرآن شریف کی بہت سی آیتون مین ثابت ہوئی ہے کہ
اللہ پاک گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا اور وَمَا تَشَاۤءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَاۤءَ
اللّٰهُ اور اسکی مثل قرآن شریف مین بہت سی آیتین ہین جو اسکے معنی کے مؤدی ہین حضرت ابن عباسؓ
نے اِنْ تَكْفُرُوْا الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی وہ کفار کہ نہین ارادہ کیا اللہ نے کہ پاک کرے اُن کے
دلون کو تو وہ کہین لا الٰہ الا اللہ پھر فرمایا وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یہ اُسکے مخلص بندے ہین جنکے حق مین
فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ سو لازم کردی اُنکو شہادت لا الٰہ الا اللہ کی اور محبوب
کردیا اُسکو طرف اُنکی اَخرجہ ابن جریر پس کلمہ عباد لفظ مین عام معنی مین خاص ہوگا کما قال تعالیٰ
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ مراد بعض عباد ہین عکرمہ نے کہا پسند نہین کرتا ہے واسطے اپنے مسلمان
بندون کے کفر کو قتادہ نے کہا واللہ نہین پسند کیا اللہ نے واسطے کسی بندے کے اُسکی [illegible] کو اور
نہ اُسکو امر کیا ساتھ اُسکے اور نہ بلایا اُسکو طرف اُسکے ولیکن پسند کیا واسطے تمہارے اپنی طاعت کو اور
امر کیا تمکو ساتھ اُسکے اور منع کیا تمکو اپنی معصیت سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ پسند نہین کرتا
ہے واسطے اپنے بندون کے کفر کو تو یہ بیان کیا کہ وہ پسند کرتا ہے واسطے اُن کے شکر کو پس ارشاد
فرمایا وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ یعنے اور اگر تم شکر کروگے تو پسند کرے گا واسطے تمہارے شکر کو
جسپر وَاِنْ تَشْكُرُوْا سے دلالت کی گئی ہے یعنے وہ ثواب دیگا تمکو شکر پر اللہ تعالےٰ نے اُسکے لیے

اور ٹھیراوے اللہ کو برابر اورون کو تا بہکاوے اُسکی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنی ناشکری
کے تھوڑے دنون تو ہے آگ والون مین انتہی ف اللہ پاک طرف سے اپنی ذات مقدس
کی خبر دیتا ہے کہ وہ اپنی ماسوا مخلوقات سے غنی و بے نیاز ہے کما قال موسی علیہ الصلوۃ والسلام
إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ صحیح مسلم مین ہے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے اے میرے بندو اگر اول تمہارے اور آخر تمہارے اور انس تمہارے اور جن تمہارے
ہوتے فاجر تر دل پر کسی مرد کے تم مین سے تو کم نہ کرتا یہ میرے ملک سے کسی شے کو وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ
کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اپنے بندون کے واسطے کفر کو نہ محبوب رکھتا ہے اور نہ اُسکا امر فرماتا ہے وَإِنْ
تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ یعنی اور اگر شکر کروگے تو اُسکو تمہارے واسطے محبوب رکھیگا اور زیادہ دیگا تمکو اپنے
فضل سے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یعنی نہ اوٹھائیگا کوئی نفس طرف سے کسی نفس کے کچھہ بلکہ ہر کوئی مطالبہ
کیا جائیگا ساتھہ کام اپنے نفس کے إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ کا یہ مطلب ہے کہ اس سے کوئی پوشیدہ
شے مخفی نہین ہے وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجت کی وقت تضرع وزاری کرتا ہے
اور اللہ وحدہ لاشریک لہ سے فریادرسی چاہتا ہے کما قال تعالیٰ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ
إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہان
یون فرمایا ہے ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ یعنی راحت و آسودگی کی حالت
مین اس دعا و تضرع کو بھول جاتا ہے کما قال تعالیٰ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا
أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ قولہ تعالیٰ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ
سَبِيلِهِ یعنی عافیت کی حال مین اللہ کے ساتھہ شرک کرتا ہے اور اوسکے واسطے انداد ٹھیراتا ہے پس
جس شخص کا یہ حال و طریقہ و مسلک ہے اس سے یون کہدے کہ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے کما قال سبحانہ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ وقال
تعالیٰ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ
ہے کہ اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ غنی ہے تم سے یعنی وہ تمہارا محتاج نہین ہے نہ تمہاری
ایمان کا اور نہ اسکا کہ تم اُسکی عبادت کرو اسلیے کہ وہ تو غنی مطلق ہے اور باوجود اسکے کہ کفر کافر کا
اُسکو ضرر نہین دیتا ہے جسطرح کہ ایمان مومن کا اُسے نفع رسان نہین ہے پھر بھی وہ پسند
نہین کرتا ہے واسطے کسی کے اپنے بندون مین سے کفر کو اور نہ اسکو محبوب رکھتا ہے نہ اُسکا
امر فرماتا ہے اور نہ اسکے ساتھہ فعل راضی کا کرتا ہے بایطور کہ اُسمین اذن دیوے اور اُسپر قرار

اس آدمی کے وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا یعنے اور ٹھیراے واسطے اللہ کے شریک بتون سے یا
غیر بتون سے فریادرسی چاہنے لگے اور انکو پوجے سدی نے کہا کہ مراد انداد ہین رجال سے بھروسا
کرے اُنپر اپنے سارے کامون مین لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ یعنی تاکہ بھکاوے لوگون کو اللہ کی راہ کو
جو کہ اسلام و توحید ہے جمہور نے لِیُضِلَّ بضم یا اور ابن کثیر و ابو عمرو نے بفتح یا پڑھا ہے یہ دونون سبعیہ ہین
اور حرف لام واسطے عاقبت کے ہے یعنی چونکہ خود گمراہ ہونا یا دوسرے کو گمراہ کرنا دونون نتیجہ تھے
اُسکے انداد ٹھیرانے کے اس لیے اسکی تعلیل اُن دونون کے ساتھہ ٹھیک ہوگئی اگرچہ وہ غرض نہین
ہین مطلب یہ ہے کہ انجام فعل کی تشبیہ دی گئی علت غائی سے جو کہ فعل کے واسطے ہوتی ہی اس بات
مین کہ علت غائی مترتب ہوتی ہے فعل پر پس انجام فعل مین لام علت کا استعمال کیا گیا بطریق استعارہ
تبعیہ کے جس طرح کہ اس آیت مین ہے فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَکُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اسی
طرح یہان ہے کہ بت پوجنے والون نے بتون کو اللہ پاک کا شریک اس لیے نہین ٹھیرایا تہا کہ خود
گمراہ ہون یا دوسرے کو گمراہ کرین لیکن چونکہ اُسکا انجام یہی ہوا تو گویا اُنکو اسی واسطے شریک ٹھیرایا
تہا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ جو اس صفت کا ہی اُسے یہہ
تہدید سناوین قُلْ تَمَتَّعْ بِکُفْرِکَ قَلِیْلًا کہہ تمتعًا قلیلًا او زمانًا قلیلًا یعنی برت لے اپنے کفر کے ساتھہ تھوڑا
برتنا یا تھوڑے دنون کیونکہ دنیا کا برتنا تو قلیل ہی ہے گو ہزار برس ہی کی عمر کیون نہو زجاج نے
کہا کہ اسکا لفظ تو امر کا لفظ ہے اور معنی اسکے تہدید و وعید ہین اسمین خبر دینا ہے اس بات کی کہ
کفر ایک نوع کی تشفی ہے جسکی کوئی سند نہین ہی اور ناامید کرنا ہے کافرون کو آخرت مین تمتع اُٹھانے
سے ہی لیے اسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ بطریق استیناف واسطے مبالغہ کے
یعنی تیرا مصیر و مرجع تو عنقریب آگ کی طرف ہونیوالا ہے اور تو اسکا ملازم ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کو
اُسکے لوگون مین سے معدود ہوگا یہ علت ہی قلت تمتع کی اور اسمین ایک نہایت عظیم الشان تہدید ہے
کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین عتبہ بن ربیعہ کے کسی نے کہا شان مین ابو حذیفہ مخزومی
کے کسی نے کہا عام ہے ہر کافر کے بارے مین قواعد شریعت غرا سے یہی زیادہ تر موافق ہے بالجملہ
جبکہ اللہ پاک نے اخلاص عبادت کا اپنے واسطے امر کیا اور یہ بیان فرمایا کہ دین خالص نہین ہے مگر اسکی
واسطے اور جنہون نے اسکو چھوڑ کر اور حمایتی ٹھیرا لیے ہین اُنکو یہ تہدید کی کہ وہ فیصلہ کریگا درمیان
اُنکے اور موحدون کے اور اپنی الوہیت کی دلیلین ذکر کین یہانتک کہ یون فرمایا ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ اور اسکی
ساتھہ الوہیت یعنی استحقاق عبادت کو اور ربوبیت بمعنی مالکیت کو مبدا پر قصر کیا یہ وہی ذات ہی

شکر کو صرف اسواسطے پسند فرمایا ہے کہ وہ سبب ہے انکی سعادت کا دنیا و آخرت مین کما قال سبحانہ
وتعالیٰ وَلَئِن شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ نہ اس لیے کہ وہ اُس سے منتفع ہوتا ہے ابو جعفر وغیرہ نے
باسکان ہا ے یرضہ پڑہا ہے اور ابن ذکوان وغیرہ نے اشباع ضمہ کیا ہے ہا پر اور باقی قرا نے
اختلاس کیا ہے یہ سب قراتین سبعیہ ہین پھر یہ بات بیان فرمائی کہ کفر کافر کا اصلا سرایت نہین کرتا
ہے اسکے غیر مین پس فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی یعنے نہ اوٹھائے گا کوئی نفس اُٹھانے
والا گناہ کا بوجھ دوسرے نفس کا اس آیت کی تفسیر پورے طور پر اول گزر چکی ہے پھر تہدید شدید
فرمائی ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ مَّرۡجِعُکُمۡ الآیہ یعنے پھر طرف رب تمہارے کے ہے رجوع تمہارا سو وہ تمکو خبر
دیگا اُس خیر و شر کی جو تم کرتے تھے پھر اس خبر دینے کی یہ علت ذکر فرمائی کہ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوۡرِ یعنے وہ تمہارے اعمال کی تمکو خبر دیگا اس لیے کہ وہ تو جانتا ہے اُس شے کو جسے
دل چھپاتے ہین پھر جسکو ظاہر کرتے ہین اسکو کس طرح نہ جانیگا غرض یہ ہے کہ اُسکے نزدیک
ظاہر و مخفی سب برابر ہے پھر اللہ پاک نے کافر کے تذبذب کا ذکر فرمایا وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّہٗ مُنِیۡبًا اِلَیۡہِ مراد انسان سے کافر ہے اور ضر سے مراد مطلق ایذا و تکلیف کوئی سی ہو
کیونکہ لفظ مطلق ہے تو کوئی معنی نہین ہین کہ کسی فرد خاص کے ساتھ اسکی تقیید کرین اور مس اعراض
مین مجاز ہے اور جواب اِذَا کا دعا الخ ہے یعنی جسوقت لگی کافر آدمی کو کوئی ضرر اُسکے جسم مین یا مال
مین یا اہل مین یا اولاد مین بلا و مرض ہو یا فقر یا خوف یا شدت و سختی تو پکارے اپنے رب کو
اُسکی طرف رجوع ہوکر اور اس سے فریادرسی چاہکر دفع مین اُس بلا کے جو اُسپر نازل ہوئی اور جس مردے
یا زندے یا بت وغیرہ کو اول پکارتا تھا اور اُس سے فریادرسی چاہتا تھا راحت و آرام مین اسکو
چھوڑکر اس لیے کہ وہ جانتا ہے اس بات کو کہ یہ سب اُسکے کشف ضر پر قادر ہونے سے علیحدہ ہین
ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعۡمَۃً مِّنۡہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ جب کوئی شخص کسی شخص کو کسی شے
کا مالک کردے تو محاورے مین یون بولتے ہین کہ خَوَّلَہُ الشَّیۡءَ یعنے اُسنے مالک کردیا اس کو اُس شے
کا تخویل کا استعمال جزا مین نہین کیا جاتا ہے بلکہ ابتدا سے عطیہ مین یعنے پھر جسوقت عطا کرے
اور مالک بنائے اسکو کسی نعمت کا اپنی طرف سے تو بھول جائے اُس ضر کو جسکے دور کرنے
کیطرف اللہ کو پکارا کرتا تھا قبل اسکے کہ عطا کرے اسکو وہ شے جو اوسے عطا کی کسی نے کہا
کہ بھول جائے اُس دعا کو جسکے ساتھ تضرع و زاری کیا کرتا تھا یا بھول جائے اپنے رب کو جسکو
پکارتا تھا اور اسکی طرف تضرع کرتا تھا پھر اس نے شرک باللہ کیطرف بڑھ جاتا ہے یہ معنی ہین

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک شخص پر داخل ہوئے اور وہ حالت موت میں تھا تو آپ نے اس سے فرمایا تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے تو اُسنے عرض کیا میں امید رکھتا ہون اور ڈرتا ہون پس آپ نے فرمایا ہے کہ جمع ہوتی یعنی رجا و خوف دل میں کسی بندے کے مثل اس موطن میں مگر اس وقت مگر عطا فرماتا ہے اسکو اللہ عزوجل وہ شی جسکی امید رکھتا ہے اور امن دیتا ہے اسکو اس شر سے جس سے ڈرتا ہے وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ سَيَّارِ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا ابن ابی حاتم نے یحییٰ بکار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہ پڑھتے تھے أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ الآیہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں حضرت ابن عمرؓ نے جو یہ فرمایا وہ بسبب کثرت نماز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بسبب انکی قراءت کے یہانتک کہ انہون نے بہت وقت قرآن شریف ایک رکعت میں پڑھا ہے جسطرح کہ ابو عبیدہ نے اسکو اُنسے روایت کیا ہے اور شاعر نے کہا ہے ع

يُقَطِّعُ اللَّيْلَ تَسْبِيحًا وَقُرْآنًا	ضَحُّوا بِأَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُودِ بِهِ

امام احمد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے سو آیتین پڑھین ایک رات مین تو لکھا جاے گا واسطے اُسکے قنوت رات کا وَكَذَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قوله تعالى قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنی کیا برابر ہوگا شخص اور وہ شخص جو اس سے قبل ہے ان لوگون مین سے جنہون نے انداد ٹھیرائی واسطے اللہ کے تاکہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ یعنی ان دونون مین فرق وہی شخص جانتا ہے جسکو عقل ہے واللہ اعلم ف فتح البیان کا بیان فتح یہ ہے کہ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ الآیہ اس کلام کے تتمہ سے ہے جسکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہنے کا امر کیا گیا ہے معنی یہ ہین کیا یہ کافر خوب تر ہے حال و مآل مین یا وہ شخص جو کہ قیام کرنیوالا ہے ساتھ طاعات اللہ کے راحت و تکلیف مین رات کی گھڑیون مین استمرار و دوام کرنے والا ہے اُسپر قصر کرنیوالا نہین ہے اللہ پاک کی پکارنے پر وقت نزول ضرر و سختی کے اُسپر حضرت حسن وغیرہ نے أَمَّنْ بتشدید پڑھا ہے اور نافع وغیرہ نے بہ تخفیف اول کی بنا پہ کلمہ ام داخل ہے من موصولہ پر اور میم اول دوسرے میم مین ادغام کی گئی ہے اور ام متصلہ ہے اور اسکا معادل محذوف ہے ای الکافر خیر ام الذی ہو قانت کسی نے کہا کہ منقطعہ مقدر بل و ہمزہ ہے ای بل امن

چاہیئے یعنی حال میں تو بیان اور بیان کیا کہ کفار کے طریقے باہم متناقض ہیں سو لیے کہ جس وقت انکو سختی
پہنچتی ہے تو اسکا دفع اللہ پاک سے طلب کرتے ہیں کیونکہ رہ جاتے ہیں کہ سختی کو وہی دور کرتا ہے اور بت
پتھر وغیرہ رسا نہیں ہیں اور معبود اکمل کا نہیں ہے مگر اللہ اور جب اللہ پاک اس سختی کو انسے دور کر دیتا
ہے تو پھر رجوع کرتے ہیں طرف پوجنے بتوں کے بسبب اسکے کہ باطل وہم اور فاسد خیال انکے مقتضا سے غفلت
کے کو منہ پھیر سمجھ کرتے ہیں مقتضاے عقل یہی ہے کہ سب حالات میں انسان کی طرف التجا کی جاوے سو
اور ... ہوتے ہیں ایک شی پر ٹھہرتے نہیں ہیں پھر جب اللہ پاک مشرکوں کی صفتیں ذکر کر چکا
اور ... بات کو وقت دفع ہونے مکروہات کے حالت اختیار میں غیر اللہ کو پکڑتے ہیں ... مومنین متقین
کے احوال کی شرح بیان کی پس ارشاد فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ
وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ
بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہی گھڑیوں رات کی سجدہ کرتا اور کھڑا رہتا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا
ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہیں جنکو عقل ہے
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے کیا وہ شخص جسکی یہ صفت ہو مثل اس شخص کے
ہو جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اسکے واسطے انداد ٹھیرائے برابر نہیں ہوتے ہیں نزدیک اللہ تعالیٰ
کے کما قال تعالیٰ لَيْسُوْا سَوَاءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَهُمْ
يَسْجُدُوْنَ اور اس جگہ یوں فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا یعنی ہر حال سجود میں اور
حال قیام میں اسی لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس شخص نے جو اس طرف گیا ہے کہ قنوت صرف
خشوع ہے نماز میں تنہا قیام نہیں ہے جیسے کہ اور لوگ اس طرف گئے ہیں یعنی تنہا قیام کو بغیر لحاظ خشوع
کے قنوت کہتے ہیں ثوری نے عن فراس عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے
کہ قانت مطیع ہے اللہ عزوجل کا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابن عباس وحسن و
سدی وابن زید نے کہا کہ اٰنَاءَ الَّيْلِ جوف اللیل ہے ثوری نے عن منصور روایت کیا ہے کہ یہ قنوت
درمیان مغرب وعشا کے ہے حضرت حسن وقتادہ نے کہا کہ آناء اللیل اول واوسط وآخر شب ہے قوله
تعالیٰ يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ یعنی اپنے عبادت کے حال میں ڈرنے والا اور امیدوار
رحمت کا رہتا ہے عبادت میں خوف ورجا کا ہونا ضروری ہے اور مدت حیات میں خوف ہی
غالب ہو اسی لیے اللہ پاک نے ضد آخرت کو اول ذکر کیا ہے اور بعد اسکے رجاے رحمت کو پھر جب
احتضار کا وقت ہو تو چاہیے کہ رجا ہی غالب ہو خوف پر جیسا کہ امام عبد بن حمید نے حضرت انس

بنا بر حال یعنی اس حال مین کہ ڈرتا ہے عذاب آخرت تو یہ قول سعید بن جبیر و مقاتل کا ہے
و یرجو رحمتہ ربہ یعنی پس جمع کرتا ہے درمیان خوف و رجا کے یہ دونون جمع نہین ہوتے کسی شخص کے
دلمین مگر اُسنے مراد پالی کہا ہے کہ یہان عبارت محذوف ہے تقدیر یہ ہے کہ کمن لا یفعل شیئا من ذلک
جو جملے کہ سیاق کلام اسپر دال ہے یعنی کیا وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے مثل اس شخص کے ہے جو انہین
سے کچھ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ اسجگہ رحمت سے مراد مغفرت ہے کسی نے کہا جنت یہ آیت اسپر دال ہے کہ
جانب رجا اکمل و اولی ہے اسکی کہ اللہ پاک کی طرف نسبت کیجاوے اول گذر چکا ہے کہ حضرت ابن
عمر رض نے یہ آیت پڑہی اور کہا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مین ایک روایت مین انسے یہ
ہے کہ حضرت عثمان رض کے حق مین نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ اُنسے ایک اور بات کہین جسکے باعث حق باطل سے ظاہر ہو جاوے پس فرمایا قُلْ هَلْ
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الآية یعنی تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین وہ لوگ جو یہ جانتے ہین کہ جس بعث و
ثواب و عقاب کا اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ لوگ جو اسکو نہین جانتے ہین یا یہ معنی ہین
کہ جو لوگ جانتے ہین اُس شے کو جسکو اللہ تعالی نے اپنے رسولون پر نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جو اُسکو
نہین جانتے ہین یا مراد علماء و جہال ہین ہر شخص جسکو عقل ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ درمیان علم و جہل
کے اور عالم و جاہل کے برابری نہین ہے زجاج نے کہا یعنی جسطرح کہ برابر نہین ہوتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین
اور وہ لوگ جو نہین جانتے ہین اسی طرح مطیع و عاصی برابر نہین ہوتے ہین کسی نے کہا کہ مراد الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ سے وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر عمل کرتے ہین کیونکہ اُس سے نفع لینے والے وہی ہین اس لیے
کہ جسنے عمل نہ کیا تو وہ مثل جاہل کے ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے آیت کو عمل سے شروع کیا اور علم سے
ختم فرمایا اس لیے کہ عمل باب مجاہدات سے ہے اور علم باب مکاشفات سے اور یہ نہایت ہے پس جب انسان
کو یہ حاصل ہو گیا تو اُسنے دلالت کی اسکے کمال و فضل پر إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ یہ جملہ منجملہ کلام مامور بہ
نہین ہے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے ہے بعد امر کرنے کے ساتھ اُن قوارع مذکورہ کے جو کہ کفر و معاصی سے
زاجر و مانع ہین مقصود اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ قوارع اور جھڑکیان کافرون کے دلون مین
اثر نہین کرتی ہین اس لیے کہ انکی عقلین مختل ہین معنی یہ ہین کہ اللہ کے وعظ و نصیحت سے وہی نصیحت
پذیر ہوتے ہین جو کہ صاحب عقول صافیہ و قلوب نیرہ ہین اور وہی اُنمین تدبر و تفکر و غور کرتے ہین
یہ لوگ مومنین ہین نہ کفار کیونکہ وہ اگرچہ اسکے مدعی ہین کہ انکی عقلین ہین لیکن وہ کالعدم ہین پھر جب

ہو قانت کا انکار ہوا اور دوسرے کی بنیاد پر ہمزہ واسطے استفہام کے ہے اور ہمزہ تقدیر میں ہے اور مقابل اسکا محذوف ہے ای امن ہو قانت کمن کفر فراء نے کہا اس قراءت میں ہمزہ نداکا ہے اور کلمہ من منادی ہے مراد اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنکو قل تمتع بکفرک قلیلا کہنے کا حکم ہوا اور تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت قل تمتع الخ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت انک من اصحاب الجنۃ جو لوگ ہمزے کو نداکا کہتے ہیں اُن میں سے فراء ہیں ابو حیان نے اسکو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ یہ بات اپنے ماقبل وما بعد سے اجنبی ہے ابو حیان سے پہلے ابو علی فارسی اس تضعیف کی طرف جا چکے ہیں اور ابو حاتم واخفش نے اس قراءت پر اصل ہی سے اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ اعتراض بیجا ہے کیونکہ جب روایت ثابت ہو چکی تو درایت باطل ہو گئی اسجگہ قانت کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے کسی نے تو کہا کہ مطیع ہے کسی نے کہا خاشع یا اپنی نماز میں قیام کرنیوالا کسی نے کہا کہ دعا کرنیوالا ہے صحیح اسمیں یہ ہے کہ اصل قنوت کی طاعت ہے پس جو کچھ اسمیں کہا گیا ہے وہ سب طاعت میں داخل ہے آناء اللیل آناء جمع ہے انی بالکسر وبالقصر کی جیسے معا کی جمع امعاء آتی ہے کسی نے کہا کہ واحد اسکا انو ہے محاورے میں بولتے ہیں مضی من اللیل اِنیان واَنوان یعنی رات کی دو گھڑیاں گزر گئیں مراد آناء اللیل سے رات کی ساعات واوقات ہیں کسی نے کہا رات کا جوف کیونکہ یہ مقبول وقت ہے شعر

	میانہ نیم شبے دفع صد بلا بکند		دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	

کسی نے کہا کہ مغرب وعشا کے درمیان کا وقت ہے کسی نے کہا کہ اول واوسط وآخر شب ہے مفسرین کے اقوال گزر چکے ہیں ساجدا وقائما منصوب ہیں بنا بر حال یعنی قانت ہے رات کی گھڑیوں میں اسحال میں کہ جمع کرنیوالا ہے درمیان سجدے کے اور قیام کے نماز میں سجود کو قیام پر اس لیے مقدم کیا کہ عبادت میں اسکو زیادہ تر دخل ہے یہ آیت اسپر دال ہے کہ قیام لیل کو دن پر ترجیح ہے اور وہ اس سے افضل ہے اس لیے کہ رات زیادہ تر ساتر ہے تو ریا سے زیادہ تر دور ہے اور اسلیے کہ رات کی تاریکی فکر کو جمع کرتی ہے اور نگاہ کو اشیا کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتی ہے اور جب دل اشیاء خارجیہ میں مشغول ہونے سے فارغ ہوجاے گا تو مطلوب اصلی کی طرف متوجہ ہوگا وہی خشوع ہے نماز میں اور پہچاننا اسکا جسکے واسطے نماز پڑھتا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ رات وقت خواب کا اور مظنہ راحت کا ہے تو اسکا قیام نفس پر زیادہ شاق ہوتا ہے تو ثواب بھی اسمیں اکثر ہوتا ہے قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے جو شخص محبوب رکھے کہ آسان کرے اللہ اسپر وقوف کو قیامت کے دن تو چاہیے کہ دیکھے اسکو اللہ رات کی تاریکی میں یحذر الآخرۃ محل نصب میں

شعر حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ کا

بہتر جسب کہ بعض بندون پر اپنے وطن مین طاعات و احسان کا کرنا مشکل تہا تو ہو کوئی ایسا ہو اللہ پاک
نے اسکو ہجرت کا ارشاد کیا پس فرمایا وَأَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ یعنی اللہ کی زمین کشادہ ہے اور اسلیے
بہت سی شہر ہین پس چاہیے کہ جس جگہ اسکو اللہ کی طاعت اور اسکے حکم پہ عمل کرنا اور اسکی نہی سے
بچنا ممکن ہو وہان ہجرت کر جائے جیسا کہ انبیا و صالحین کا طریقہ ہے کیونکہ تفریط مین صدا اسکے لیے
کوئی عذر نہین ہے سورہ نسا مین ہجرت پر پورے طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ اسجگہ مراد
ارض سے زمین جنت ہے اللہ پاک نے اسکی کشادگی مین اور اسکی نعیم کی فراخی مین انکو رغبت دلائی ہے
جسطرح کہ اس آیت مین ہے جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ کبہی جنت کا نام ارض رکہا جاتا ہے
قال تعالی وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ قول
اول اولی ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مکے سے کوچ کر جاؤ اور شہرون کو اٹھ جاؤ اور انبیاء و صالحین کی پیروی
کرو انکی ہجرت کرنے مین طرف غیر بلاد کے تاکہ اپنی نیکی پر اور نیکی اور اپنی طاعت پر اور طاعت زیادہ کرین
اسمین اشارہ کرتا ہے ہجرت کرنے پر اس شہر سے جسمین معاصی ظاہر ہوتے ہین کسی نے کہا جو کوئی کسی
شہر مین معاصی کا امر کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہانسے بہاگ جای پہر جب کہ اللہ پاک نے وہ ثواب
بیان کیا جو کہ نیکی کرنے والون کے لیے ہے جبکہ وہ نیکی کرین اور اسمین یہ امر ضروری تہا کہ فعل طاعت پر
اور شہوات نفس کے روکنے پر صبر ہو تو صبر کی فضیلت اور اسکی عظیم قدر کی طرف اشارہ کیا پس
ارشاد فرمایا إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ کہ صبر کرتے ہین اپنے وطن
چہوڑنے پر اور اپنے کنبے قبیلے کی مفارقت پر اور اللہ کی طاعت مین اور زیادہ نیکیان کرنے مین
جو بلاؤن کی برداشت کرتے ہین اور محنت و مشقت اوٹہاتے ہین انہین کو انکے صبر کے مقابلے مین اور
تنگی کو پہنچنے مین انکا ثواب پورا بے حساب دیا جائے گا یعنی اسکے حصر کو کوئی حصر کرنیوالا قادر نہ ہوگا
اور نہ کوئی حساب کرنے والا اسکے حساب کی طاقت رکہیگا اگرچہ وہ اللہ پاک کے نزدیک معلوم و شمار
کیا ہوا ہے عطا نے کہا کہ نہ عقل اسکی طرف راہ پاویگی اور نہ وصف و بیان کو اس تک رسائی
ہوگی مقاتل نے کہا کہ اجر انکا جنت ہے اور انکے ارزاق اس مین بغیر حساب ہین حضرت علی بن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر مطیع کے واسطے لایا جائے گا ماپ کر اور تولا جائے گا تول کر مگر صابرین
فانہ یحثی لہم حثیا یعنی انکو لپین بہر بہر کر دیا جائے گا مروی ہے کہ بلا والے لائے جاوینگے تو نہ انکے
واسطے ترازو کہڑی کی جائے گی اور نہ انکے لیے دفتر کہولا جائے گا اور بہایا جائے گا انپر اجر بہاتا تک
کہ دنیا مین عافیت والے تمنا کرینگے کاش انکے جسم مقراضون سے کترے جاتے بسبب اس فضل کے جسکو اہل

اللہ پاک نے مساوات کی نفی کے درمیان عالم وجاہل کے اور یہ بات بیان فرمائی کہ نصیحت پذیر
وہی ہوتے ہین جو کہ عقل والے ہین تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اسکے مومن بندون
کو یہ حکم دین کہ اسکے تقوی وایمان پر جمے رہین پس ارشاد فرمایا قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ
أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ ○ وَأُمِرْتُ لِأَنْ
أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ○ تو کہہ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہون نے
نیکی کی اس دنیا مین انکو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے ٹھہرنے والون ہی کو ملتا ہے انکا نیگ ان
گنت تو کہہ مجھکو حکم ہے کہ بندگی کرون اللہ کو نری کرکے اسکی بندگی اور حکم ہے کہ مین ہون سب سے پہلے حکم بردار
انتہی ف اللہ پاک نے مومن بندون کو امر فرماتا ہے کہ اسکی طاعت وتقوی پر مستمر ودائم رہین جن لوگون
نے اس دنیا مین نیک عمل کیا انکے واسطے بھلائی ہے انکی دنیا وآخرت مین وارض اللہ واسعۃ کی تفسیر
مین مجاہد نے کہا ہے کہ اسمین ہجرت کرو اور جہاد کرو اور بتون سے الگ ہو جاو شریک عن سعید عن عطا
روایت کیا ہے کہ جس وقت تم اسکی معصیت کیطرف بلائے جاو تو بھاگ جاو پھر یہ آیت پڑھی أَلَمْ تَكُنْ
أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا اوزاعی نے کہا کہ صابرون کے واسطے تولا جائے گا نہ ناپا جائیگا
نہ ان پر غرفہ بلکہ انکو تو لپ بھر بھر کر اجر دین گے اپ قول کا کیا ذکر ہے ابن جریج نے کہا مجھے یہ
بات پہونچی ہے کہ ہرگز انکے عمل کا ثواب انپر حساب نہ کیا جائیگا ولیکن وہ تو انپر زیادہ دیے جاینگے
سدی نے کہا إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ الآیہ یعنی جنت مین قولہ تعالی إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ الآیہ کا یہ
مطلب ہے کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے واسطے اخلاص سے عبادت کرون قولہ تعالی وَأُمِرْتُ
لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ سدی نے کہا یعنی من امتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
کا بیان فلاح یہ ہے یعنی اے وہ لوگ جنہون نے سچی کی اللہ کی توحید ڈرو اپنے رب سے باین طور کہ اس کی
طاعت کرو اسکے معاصی سے بچو اسکے حکمون کا امتثال کرو اسکے لیے خالص ایمان لاو شرکائی اس سے نفی
کرو اور مراد یہ ہے کہ تو انسے یہ میرا قول بعینہ کہدے پھر جب اللہ پاک نے مومنون کو تقوی کا امر کیا تو جو
فائدہ اس تقوی مین ہین وہ انکے واسطے بیان کیے ارشاد فرمایا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الآیہ یعنی جن لوگون نے
نیک عمل کیے اس دنیا مین بوجہ اخلاص انکے واسطے ایک حسنہ عظیم ہے یعنی جنت فی ہذہ الدنیا متعلق
بہ احسنوا ہے کسی نے کہا کہ حسنۃ سے اس بنا پر کہ وہ بیان ہے حسنہ کے مکان کا تو معنی یہ ہون گے کہ واسطے
انکے جنہون نے نیکی کی عمل مین حسنہ ہے دنیا مین ساتھ صحت وعافیت وظفر وغنیمت کے قول اول اولی ہے

آیا ہے کہا تو نظر نہین کرتا ہے طرف ملت اپنے باپ و دادا و سرداران قوم کے کہ وہ لات و عزیٰ
کو پوجتے ہین کہ تو اُس ملت کو اخذ کرے پس اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی امر آیت کے معنے اول سورت
مین گزر چکے ہین پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ دوبارا انکو اسکی خبر دین
کہ انکو اس بات کا حکم کیا گیا ہے کہ وہ اول ہوون اُن لوگون کے جنہون نے اطاعت وانقیاد و گرویدگی
کی پس فرمایا وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ یعنے مجھے حکم ہے واسطے اس بات کے کہ مین ہوون اول
اسلام لانے والون کا اس امت سے اور آپ ایسے ہی تھے کیونکہ آپ ہی نے پہلے پہل اپنے آبا کے دین
کی مخالفت کی اور توحید کیطرف دعوت فرمائی معنی اولیت کے سبقت بسبب الزمان ہین پس مراد سبقت
سے سبقت بسبب عزت ہے کیونکہ افضل یہ بات ہے کہ جو شخص اپنے غیر کو کسی نیک عبادت کی طرف بلائے تو
اول خود اپنے نفس کو اُسکی طرف رجوع کرے اور اس سے خوگر ہو یہانتک کہ غیر مین اثر کرے جیسا کہ انبیا
و صالحین کا طریقہ ہے بخلاف ملوک و متجبر لوگون کے کہ وہ اپنے غیر کو اس بات کا حکم دیتے ہین جسکو آپ
نہین کرتے اس لیے باطن مین اسکا اثر نہین ہوتا ہان ظاہر مین بخوف جور و ظلم فی الجملہ ہوتا ہے حرف لام
تعلیل کا ہے ای امرت بما امرت به لاجل ان اکون کسی نے کہا کہ زائدہ ہے واسطے تاکید کے والاول اولے
پھر اللہ پاک نے آپ کو امر کیا کہ سب امت کو خبر دین اپنے ڈرنے کی عذاب سے بر تقدیر عصیان کے
پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا
لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ
مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ یعنی تو کہہ مین ڈرتا ہون
اگر حکم نہ مانون اپنے رب کا ایک بڑے دن کی مار سے تو کہہ مین اللہ کو پوجتا ہون نری کر کر اپنی بندگی
اسکے واسطے اب تم پوجو جسکو چاہو اُس کے سوائے تو کہہ بڑی ہار وہ جو ہار بیٹھے اپنی جان اور اپنا
گھر قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے صریح ٹوٹا اُنکے واسطے اوپر سے بادل ہین آگ کے اور نیچے سے بادل
اُسپر یہ ڈراتا ہے اللہ اپنے بندون کو اے بندو میرے تم مجھ سے ڈرو انتہی ف حافظ ابن کثیر
کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ حالانکہ تو اللہ کا رسول ہے بیشک مین
ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے مراد روز قیامت ہے یہ ایک شرط
ہے اور معنی اسکے تعریض کرنا ہے اپنے غیر کو بطریق اولی و اخری قل اللہ اعبد الآیۃ یہی تہدید ہے اور اس سے
بری ہونا ہے قولہ تعالی قل ان الخسرین الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ پورا ٹوٹا پانیوالے وہی ہین جنہون نے زیان کیا

بلا حساب میں سے نکتہ جملہ الذین آمنوا ہملت ہو امر بتقوی کی یعنی اس امر کا امتثال واجب ہے
اس لیے کہ جنہون نے احسان کیا ان کے واسطے ایک بڑا حسنہ ہے رہی یہ بات کہ احسنوا فرمایا
اتقوا نہ کہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ تقوی احسان کے باب سے ہے
اور دونون باہم ایک دوسرے کو لازم ہین پھر اسی تقوے مامور بہ مین رغبت دلانے کو انما یوفی
الصابرون فرمایا اور انما یوفی المتقون نہ کہا اس لیے کہ مقصود آگاہی بخشنا ہے اس امر پر کہ متقی گو
فضیلت صبر کے حائز ہین جسطرح کہ فضیلت احسان کے جامع ہین کیونکہ تقوی مستلزم ہے احسان و
صبر کو باوجود اسکے کہ صبر مین زیادہ آمادہ کرتا ہے مصابرت و مجاہدہ پر مہاجرت کی مشقتون کے
تحمل کرنے مین بہرحال آیۂ کریمہ دال ہے اسپر کہ صابرین کے اجر و ثواب کی نہایت نہین ہے
کیونکہ جو شے حساب کی تحت مین داخل ہوتی ہے تو وہ متناہی ہوتی ہے اور جو حساب کے نیچے داخل
نہین ہے تو وہ غیر متناہی ہوتی ہے اور یہ ایک فضیلت عظیم و مثوبت جلیل ہے جو شخص کہ اللہ پاک کے
ثواب مین راغب اور اسکے پاس کی خیر مین طامع ہے یہ فضیلت اسکو یہ تقاضا کرتی ہے کہ صبر کا بہرہ
وافر لے اور اپنے نفس کو اسکے مہار سے باندہے اور اسکی قید سے مقید کرے کیونکہ جزع و بے صبری کرنا
اس قضا کو تو رد نہین کرسکتا ہے جو کہ نازل ہو چکی ہے اور جو خیر مسلوب ہو چکی اسکو کچھ نہین لاتا
ہے اور نہ جو مکروہ واقع ہو چکا ہے اسکو دفع کرسکتا ہے اور جسوقت عاقل اس بات کا خوب تصور کریگا
جیسا کہ حق ہے تصور کا اور خوب سمجھ لیگا جیسا کہ حق ہے سمجھنے کا تو یہ جان لیگا کہ صبر کرنے والا اس بلا
پر جو اس پر نازل ہوئی اسکو اجر عظیم مل چکا اور اس خیر خطیر سے بہرہ مند ہوگیا اور غیر صابر پر قضا نازل
ہو چکی وہ چاہے یا نہ چاہے اور باوجود اسکے اس سے وہ اجر عظیم فوت ہوگیا کہ جسکا نہ اندازہ کیا جاتا ہے
نہ اسکے نہایت تک رسائی ہوتی ہے تو اسنے اپنی مصیبت کے ساتھ ایک اور مصیبت ملائی اور اسکو سوا
جزع و فزع کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

أَرَى الصَّبْرَ مَحْمُوداً وَعَنْهُ مَذَاهِبُ ۔ فَكَيْفَ إِذَا مَا لَمْ يَكُنْ عَنْهُ مَذْهَبُ
هُنَالِكَ يَحِقُّ الصَّبْرُ وَالصَّبْرُ وَاجِبٌ ۔ وَمَا كَانَ مِنْهُ لِلضَّرُورَةِ أَوْجَبُ

پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اول آنحضرت خبر دین توحید و اخلاص کی جسکا
خود انکو امر کیا گیا پس ارشاد فرمایا قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ یعنی مجھے یہ حکم ہے کہ
اللہ کی عبادت کرون ایسی عبادت جو کہ شرک و ریا وغیرہ سے خالص ہو مقاتل نے کہا کہ کفار قریش نے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کون شے تجھے باعث ہوتی ہے اس شے پر جسکو تو ہمارے پاس لیکر

کی اُسمین کچھ ملوثی نہین ہے اسکی تحقیق اول سورت مین گزر چکی ہے امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ قولہ تعالیٰ انّی امرت ان اعبد اللہ مخلصًا لہ دینی اور قولہ تعالیٰ قل اللہ اعبد
مخلصًا لہ دینی مین تکرار کے کیا معنی ہین تو ہم کہین گے کہ یہ تکرار نہین ہے کیونکہ اوّل مین تو اسکی خبر دی
ہی کہ وہ مامور ہین اللہ پاک کیطرف سی ساتھہ ایمان وعبادت کے اور دوسرے مین یہ خبر دی ہے کہ ان کو
اسکا امر کیا گیا ہے کہ نہ پوجین کسی کو سوا اللہ پاک کی قولہ تعالیٰ فاعبدوا ما شئتم من دونہ یہ
امر ہے واسطے تہدید کے اور تقریع و توبیخ و سرزنش کے یعنی تم پوجو اس شے کو جسکا پوجنا چاہو اسکو
سوا جسطرح کہ اس آیت مین ہے اعملوا ما شئتم اس آیت مین یہ خبر دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہین
پوجتے ہین کسی نے کہا کہ یہ امر اپنی حقیقت پر ہے اور آیت سیف سی منسوخ ہو گیا ہے والاوّل اولیٰ
قولہ تعالیٰ قل ان الخٰسرین الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کامل ہار بیٹھنے مین وہ لوگ ہین جو ہار بیٹھے اپنی
جانین اور اپنے گھر والے قیامت کے دن باینطور کہ اپنی جانون کو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے واسطے
آگ مین بسایا اور وہ حورین جو انکے لیے تیار کی گئین تھین اگر ایمان لاتے انکو نہ پہونچی اس لیے کہ
جو کوئی آگ مین داخل ہوا تو اسنے زیان کیا اپنی جان کا اور اپنے گھر کا اہلی جمع ہے اہل کی اصل مین
اہلون ہے یا اہلین مراد اہلیہم سے آخرت کے گھر والے ہین کسی نے کہا کہ انکی بیبیان اور خادم
کسی نے کہا انکے گھر والے جو دنیا مین تھے کیونکہ اگر وہ اہل نار سے تھے تو مقرر انکو ہار بیٹھے جیسے
اپنی جانات ہار بیٹھے اور اگر وہ اہل جنت سی تھے تو بھی وہ ان سے ایسے جاتے رہے کہ بعد اسکے کسیطرح
کا رجوع نہین ہے زجاج نے کہا کہ مراد اس سے کفار ہین کیونکہ انہون نے اپنی جانون کا خسران
کیا بسبب تخلید کے نار مین اور اپنی اہل کا خسران کیا اس لیے کہ مومنین کے داخل ہونے کی جگہ مین
داخل نہین ہوئے جنکے واسطے گھر والے ہین جنت مین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ لوگ کفار
ہین جنکو آگ کے واسطے پیدا کیا دنیا انسے زائل ہو گئی اور جنت انپر حرام کی گئی دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ
اہلیہم من اہل الجنۃ کانوا اعد والہم لو اطاعوا اللہ فغبنوہم جملہ الا ذٰلک ہو الخسران المبین مستانفہ
ہی واسطے تاکید ما قبل کے حرف تنبیہ سے جو اسکو شروع کیا سو منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ یہ خسران
وزیان جو انپر نازل ہوا عظمت و بزرگی سی اس غایت کو پہونچا ہے کہ اس سی فوق کوئی غایت نہین
ہی اسی طرح خسران کو جو معرف بالف ولام ذکر فرمایا اور اسکو موصوف بمبین کیا سو یہ بھی اسپر دال ہے
کہ انکا خسران افراد خسران سی فرد کامل ہے نہ کوئی خسران اسکی برابری کرتا ہے نہ کوئی عقوبت اسکے
تک پہنچ ہوتی ہے اول تو اللہ پاک نے بطریق ابہام اس خسران کو ہولناک کیا بعد اسکے یہ خسران جو بلا

اپنی جان کا اور اپنے گہر والون کا قیامت کے دن یعنی ایکدوسرے سے جدا ہو گئے یہ انکو کبہی ملنا
نہین ہے خواہ انکے گہر والے جنت کیطرف جائین اور وہ خود آگ کی طرف یا یہ کہ سب کے سب نار
مین بسائے جائین لیکن انکو نہ جمع ہونا ہے نہ کسی طرح کا سرور ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یعنی ظاہر
و واضح زیان کاری یہی ہے پہر اللہ تعالی نے انکا حال بیان کیا جو کہ دوزخ مین ہوگا فرمایا لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ
ظُلَلٌ الآیہ کما قال سبحانہ وتعالی لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الظّٰلِمِيْنَ وقال تعالی يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ **قولہ تعالی** ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ یعنی یہ امر جو بالحصر مذکور ہو نیوالا ہے
اسکو صرف اس لیے بیان فرمایا ہے کہ اپنے بندون کو اس سے ڈرائے تا کہ وہ محارم و مآثم سے باز
رہین يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ یعنی اے بندو میرے ڈرو میرے باس و سطوت و عذاب و نقمت سے
ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی باین طور کہ اسکے
واسطے اخلاص عبادت کو اور اسکی توحید کو اور ترک شرک کی طرف دعوت کرنے کو اور شرک والون کو
گمراہی کی طرف منسوب کرنے کو چہوڑ دون یعنی یہ سب کر کے اپنے رب کی اگر نافرمانی کرون تو مین ڈرتا
ہون روز قیامت کے عذاب سے اکثر مفسرین نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ مین ڈرتا ہون اگر مین نافرمانی
کرون اپنے رب کی باین طور کہ مشرکین نے جو مجہے غیر اللہ کے پوجنے کی طرف بلایا ہے اسمین انکا کہنا
مان لون ابو حمزہ یمانی و ابن مسیب نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اس آیت مین دلیل ہے اسپر کہ امر واسطے وجوب کے ہے کیونکہ اس سے قبل یہ ہے
کہ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ پس مراد اسی امر کا عصیان ہے اور اسمین زجر ہے غیر کو معاصی سے کیونکہ
جب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنی جلالت قدر و شرف طہارت و نزاہت منصب
نبوت کے ترسان و پرہیزان ہون معاصی سے تو آپ کا غیر تو بطریق اولی اسکا مستحق ہے پہر اللہ پاک
نے چوتہی بار اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ کفار و مشرکین کو یہ خبر دین کہ انہون نے امر کا امتثال
کیا اور اسکے حکم کے مطیع و منقاد ہوئے اور اسکی عبادت کی اور اسکے واسطے دین کا اخلاص کیا اور بلغ و آکد
پر واسطے اظہار اپنے تصلب و درشتی کے دین مین اور واسطے قطع کرنے انکی طمع نہائی کے اور واسطے تہدید
انکی تہدید کے پس ارشاد فرمایا قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِیْ تقدیم نام مبارک اللہ کی مشعر ہے انحصار
کی یعنی تو کہہ اللہ ہی کو مین پوجتا ہون نہ اسکے غیر کو نہ تو بطور استقلال اور نہ بطریق شرکت اس حال مین کہ خالص
کرنیوالا ہون واسطے اسکے اپنے دین و عبادت کو باین طور کہ وہ اللہ ہی کے واسطے ہے شرک و ریا وغیرہ

پہہ دربان نہ تہا پہر نازل ہوئی اُسکو بیان فرمایا کہ وہ یہ ہے لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ
تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ مراد ظلل سے آگ کا اطباق ہین یعنی اُنکے لیے اُنکے اوپر سے آگ کی طبق و سرادقات ہین اور
نیچے سے بہی طبقے ہین کہ اُنپر دہکتے ہین ظلل جمع ہے ظلّہ کی ظلہ وہ ہے جو سایہ کرے ابر ہو یا چہت ہو
یا اور کوئی شے آگ کی طبقات پر جو ظلل کا اطلاق کیا سو مقصود اس سے ٹہٹہا کرنا ہے یہ نہ وہ جلانے
والے ہین اور ظلہ گرمی سے بچاتا ہے غرضکہ اُنکے اوپر اور نیچے آگ کے طبقے ہین اوپر کے تو مثل چہتر کے
ہین اور نیچے کے مانند بچہونے کے نیچے کے اطباق کا نام ظلل کہا یا تو اس لیے کہ احد الضدین کا نام
دوسرے پر اطلاق کردیا یا تحتانی ظلہ چونکہ ایذا و حرارت مین فوقانی ظلہ کے مشابہ تہا اس لیے بسبب
مماثلت و مشابہت کہ اُسکو بہی ظلہ کہدیا یا اسواسطے کہ نیچے کا طبقہ سایہ کرتا ہے اُن دوزخیون پر جو
اُسکے نیچے ہین کیونکہ نار کے کئی طبقے ہین ہر طبقے مین کفار کے طوائف مین سے ایک طائفہ ہے
ذٰلِكَ مبتدا ہے يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ خبر یعنے بیان کفار کے عذاب کا نار مین جسکا ذکر ہوا ڈراتا
ہے اللہ اس سے اپنے مومن بندون کو تاکہ اُس سے ڈرین تو اُس سے بچین یہ معنی ہین يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ کے
یعنی اے میرے بندو پس بچو ان گناہون سے جو کہ ایسے عذاب کے موجب ہوئے کفار پر وجہ تخصیص عباد
کی ساتھ مومنین کے یہ ہے کہ غالبًا قرآن شریف مین اطلاق لفظ عباد کا اُنپر آتا ہے کسی نے کہا کہ مراد
کفار و اہل معاصی ہین کسی نے کہا مسلمین و کفار کو عام ہے وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ
اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ
اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اور جو لوگ بچے
شیطانون سے کہ اُنکو پوجین اور رجوع ہوئے طرف اللہ کے اُنکو ہے خوشخبری سو تو خوشی سنا
میرے بندون کو جو سنتے ہین بات پہر چلتے ہین اُسکے نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور
وہی ہین عقل والے ف چلتے ہین اُسکے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اُسکو کرتے ہین منع پر چلنا کہ اُسکو
نہین کرتے اُسکا کرنا نیک ہے اور اُسکا نہ کرنا نیک ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین عبد الرحمن
بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ آیت شان مین زید بن عمرو بن نفیل و ابو ذر و سلمان
فارسی رضی اللہ عنہم کے نازل ہوئی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اُنکو اور اُنکے غیر کو شامل ہے اُن لوگون مین سے
جو کہ بتون کے پوجنے سے بچے اور رحمن کے پوجنے کی طرف رجوع ہوئے سو یہ وہ لوگ ہین جنکو خوشخبری ہے
دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین پہر اللہ عز و جل نے فرمایا فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ الآیۃ یعنے پس خوشخبری دے اُنکو
جو کہ سنتے ہین بات کو یعنی اُسکو سمجہتے ہین اور جو شے اُسمین ہوتی ہے اُسپر عمل کرتے ہین جسطرح کہ اللہ پاک نے

کی نہ انکے اہل کی کسی جگہہ قرآن کریم مین بلکہ اُسکی اور اُسکے اہل کی کئی جگہہ مذمت کی ہے چنانچہ
بارہا اسکا ذکر کیا گیا ہے کذا فی فتح البیان غرضکہ یہ ذکر تو ان لوگون کا تہا جنکے حق مین سعادت
سابق ہو چکی تہی پہر اللہ پاک نے انکا ذکر کیا جنکے واسطے شقاوت سابق ہو چکی اور سعادت سے
محروم ہوئے پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ کَلِمَةُ الْعَذَابِ ط اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ۝
بہلا جس پر ٹہیک ہو چکا عذاب کا حکم بہلا تو خلاص کریگا آگ مین پڑے کو نہین قولہ اللہ تعالے
فرماتا ہے کیا پہر وہ شخص جسکو اللہ لکہہ چکا ہے کہ وہ شقی ہے تو قادر ہے اسپر کہ اسکو چہڑائے اس گمراہی
و ہلاک سے جسمین وہ ہے یعنے بعد گمراہ کرنے اللہ کے کوئی اسکو ہدایت نہین کرسکتا ہے اس لیے کہ مَنْ
یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اُسکے لیے کوئی ہادی
نہین ہے اور جسکو وہ ہدایت کرے تو اُسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے کذا فی ابن کثیر فتح البیان
مین ہے کہ کلمہ من موصولہ ہے محل رفع مین بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہے ای کمن یخاف او فانت تخلصہ
او تتاسف علیہ یعنی کیا پہر وہ شخص کہ ثابت ہوا اسپر کلمہ عذاب کا مثل اس شخص کے ہے جو کہ ڈرتا ہے
یا پہر تو اسکو چہڑالیگا یا تو اسپر افسوس کریگا یہ بہی احتمال ہے کہ من شرطیہ ہو اور جواب اسکا افانت
تنقذ من فی النار ہے پس حرف فا فاے جواب ہے داخل ہوا ہے جملہ جزا پر اور ہمزۂ انکار واسطے تاکید معنی کا
کے اعادہ کیا گیا ہے سیبویہ نے کہا بسبب طول کلام کے استفہام کی تکرار کی گئی ہے اور ... نے کہا معنی
ہین کیا پہر تو چہڑالیگا اسکو جسپر ثابت ہوا کلمہ عذاب کا اسجگہ مراد کلمہ عذاب سے یہ آیت ہے جسمین
اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے خطاب کیا ہے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ
قولہ تعالیٰ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ کسی نے کہا ہے یہ قول ہے اللہ پاک کا
ہؤلاء فی النار ولا ابالی معنی آیت کہ تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے کہ آپ
اپنی قوم کے ایمان لانے پر حریص تہے پس اللہ پاک نے آپکو اعلام کردیا کہ جس شخص پر قضا سابق ہو چکی
ہے اور اللہ کا کلمہ اسپر ثابت ہو چکا ہے اللہ کا رسول صلعم قدرت نہین رکہتا ہے کہ اسکو آگ سے
خلاصی دے بایں طور کہ اسکو مومن کرے عطا نے کہا مراد ابولہب ہے اور اسکا بیٹا اور وہ لوگ جو
آپکے کنبے کے ایمان سے متخلف رہے آیت مین مجاز ہے باطلاق مسبب ارادہ سبب پر تنبیہ ہے
اسپر کہ جس شخص پر عذاب کا حکم کیا گیا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو کہ نار مین واقع ہے اور آپکا کوشش
کرنا اسکے بلانے مین طرف ایمان کے سعی کرنا ہے اسکے چہڑانے مین آگ سے اصل کلام یہ ہے افانت تہدی
من ہو منغمس فی الضلال یعنی کیا پہر تو ہدایت کریگا اسکو جو کہ ڈوبنے والا ہے گمراہی مین پس نار کو ضلال

... سے داخل ہوے جنت کو اور جنت مین پس یہ موقف مین ان سوا نقف ہے انکو بشارت
... ہون ساتھ ایک نوع کے خیر ورحمت و روح وریحان سے قولہ تعالی فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِینَ الخ
عباد سے عموم ہے پس جو لوگ موصوف با جتناب طاغوت وانابت الی اللہ مین تو وہ بدخول اولاً اسی عموم
داخل ہین پس نیکھا کہ مراد اس سے وہی موصوف با جتناب اوثان وانابت الی اللہ مین پس ظاہر تھا ضمیر کا
ذکر وصف اجتناب کے لانے کے واسطے بجای ضمیر اسم ظاہر رکھا ہے معنی یہ ہین پس خوشی سنا میرے بندون
کو جو کہ سنتے ہین قول حق کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم سے پھر پیروی کرتے ہین اسکے حسن کی
یعنی محکم کی ... پیروی کرتے ہین سدی نے کہا کہ اتباع کرتے ہین بہتر اس شی کا جسکے ساتھ حکم کیے جاتے
ہین یعنی عمل کرتے ہین اس شی کے ساتھ جو اسمین ہے کسی نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ سنتا ہے حسن و
قبیح کو پھر حسن کو تو بیان کرتا ہے اور قبیح سے باز رہتا ہے تو اسکو بیان نہین کرتا کسی نے کہا کہ سنتے
ہین قرآن کو اور غیر قرآن کو پھر اتباع کرتے ہین قرآن کا کسی نے کہا کہ سنتے ہین رخصتون کو اور عزیمتون
کو پھر اتباع کرتے ہین عزیمتون کا اور چھوڑتے ہین رخصتون کو کسی نے کہا کہ عفو کو لیتے ہین اور عقوبت
کو ترک کرتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید وابوذر وسلمان اتباع
کرتے تھے جاہلیت مین احسن القول والکلام لا الہ الا اللہ کا اسکو کہا اسپر اللہ تعالی نے اپنے نبی پر یہ
آیت نازل فرمائی پھر اللہ پاک نے ان لوگون کی یہ تعریف کی اُولٰئِکَ الَّذِینَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ الآیۃ یعنی
یہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے انکو حق کیطرف پہونچایا اور یہی صحیح عقل والے ہین کیونکہ انہون نے اپنی
عقلون سے نفع پایا اور انکے ماسوا لوگون نے اپنی عقلون سے نفع حاصل نہ کیا ابن مردویہ نے
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ فَبَشِّرْ عِبَادِی الآیہ نازل ہوئی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی بھیجا تو اسنے یہ ندا کی کہ جو کوئی مرا اس حال مین کہ
شریک نہین کرتا ہے ساتھ اللہ کے کسی شے کو تو وہ جنت مین داخل ہوا پس وہ قاصد حضرت عمر
کے سامنے آیا تو انہون نے اسکو پھیر دیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ مین اس سے ڈرا کہ لوگ بھروسا
کر لین گے تو عمل نہ کرینگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جان لیتے لوگ قدر میرے
رب کی رحمت کی تو البتہ بھروسا کر لیتے اور اگر جان لیتے قدر میرے رب کے غصے کی اور اسکے عقاب کی
تو البتہ حقیر جانتے اپنے اعمال کو اس حدیث کی اصل صحیحین مین ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف ایثار اتباع کے اور ترک تقلید کے اس لیے کہ اللہ تعالی نے
متبعین کی یون ثنا فرمائی ہے کہ وہ مہدیین ہین انکا نام اولو الالباب رکھا اور تقلید کی نہ تعریف

اللہ پر اور تصدیق کی مرسلین کی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ کذا فی فتح البیان ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین خبر دی اللہ
پاک نے طرف اپنے نیکبخت بندون کے خبر دی کہ اُنکے واسطے غرفے ہین جنت مین یعنی اونچے اونچے
محل اُنکے اوپر سے اور غرفے چُنے ہوئے طبق اوپر طبق کے چنے ہوئے محکم و مضبوط و مزین بلند
عبد اللہ ابن امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے اُنکا بطون اُنکے
ظہور سے اور اُنکا ظہور اُنکے بطون سے یعنی اُنکا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے پس ایک
اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کسکے واسطے ہین آپنے فرمایا لمن اطاب الکلام واطعم الطعام وصلی
باللیل والناس نیام یعنی واسطے اُس شخص کے جسنے اچھی بات کی اور کھلایا کھانا اور نماز پڑھی رات کو
اور لوگ سوتے ہین وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ
وَقَدْ تَکَلَّمَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ فِیْہِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ امام احمد نے ابو مالک اشعری رض سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے ظاہر
اُنکا اُنکے باطن سے اور باطن اُنکا اُنکے ظاہر سے تیار کیا ہے اُنکو اللہ نے واسطے اُس شخص کو جسنے
کھانا کھلایا اور نرم بات کی اور پے درپے روزے رکھے اور نماز پڑھی اس حال مین کہ لوگ سو رہے
ہین تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُعَانِقِ الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ بِہٖ امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک اہل جنت البتہ دیکھین گے غرفے کو جنت مین جسطرح کہ تم دیکھتے ہو تارے کو آسمان
مین ابو حازم کہتے ہین جو کہ سہل سے راوی ہین پھر مین نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان
کی تو نعمان نے کہا مین نے سنا ابو سعید خدری کو وہ یون کہتے تھے جیسے تم دیکھتے ہو تارے کو
جو کہ افق شرقی مین ہے یا غربی مین اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ حَازِمٍ وَاَخْرَجَاہُ
اَیْضًا فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ مَالِکٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت البتہ دیکھین گے جنت مین اہل غرف کو جسطرح
تم دیکھتے ہو کوکب دری غارب فی الافق طالع کو بیچ تفاضل اہل درجات کے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ وہ تو نبی ہین تو آپنے فرمایا ہان قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور قوم مین جو ایمان لائین
اللہ پر اور تصدیق کی رسولون کی وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ سُوَیْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ عَنْ فُلَیْحٍ بِہٖ وَقَالَ

کی جگہ ٹہرا واسطے رکہنے سبب کے موضع سبب مین بسبب قوت اسکی امر کے بہ مجاز کے قصد مین ورد شئی
لائی گئی جو انکے مناسب ہے یعنی لفظ منقذ بعوض تہدی کے تو یہ ترشیح ہوئی مجاز کی یا مختصر طور پر یون اگر کہو
جو شخص مستحق عذاب کا ہے اسکو مثل اُس شخص کے ٹہرایا جو کہ عذاب مین ہے اور اُس کے بلانے کو طرف
ایمان کے قائمقام کیا اُسکے نکالنے کے عذاب سے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے سابق مین یہ ذکر کیا کہ اہل شقاوت
کے واسطے اُنکے اوپر سے طبق ہین نار کے اور اُنکے نیچے سے طبق ہین تو استدراک کیا اُن سے اُن لوگون
کا جو کہ اہل سعادت سے ہین پس فرمایا لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ
مَّبْنِیَّةٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ لیکن جو ڈرتے رہے اپنے
رب سے اُنکو ہین جہروکے اُنپر اور جہروکے چنے ہوئے اُنکے نیچے چلتی ہین ندیان وعدہ ہوا اللہ کا اللہ خلاف
نہین کرتا وعدہ انتہیٰ ف یہ وہی لوگ ہین جنکو یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ کا خطاب کیا گیا اور صفات مذکورہ
کے ساتھ وصف کیے گئے وہ صفات جنکا شمار کیا گیا اور سابق مین جو یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ
الآیہ مذکور ہے اُسکے مخاطب بہی یہی ہین کسی نے کہا کہ لٰکن استدراک کے لیے نہین ہے کیونکہ اس کے
قبل نفی نہین آئی ہے بلکہ یہ اضراب ہے ایک قصے سے طرف دوسرے قصے کے جو کہ پہلے کے مخالف ہو
معنی یہ ہین لیکن وے لوگ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُنکے واسطے منازل ہین جنت مین بلند اُنکے
اوپر اور منازل وہ اُنسے بہی زیادہ تر بلند یہ اس لیے ہے کہ جنت درجے ہین بعض درجے بعض کے اوپر
اور وہ درجے چنے ہوئے ہین مثل چنائی منازل کے اپنی پختگی اساس اور قوت چنائی مین اگرچہ دنیا
کی منازل بنسبت اُنکے کچھ کم نہین ہین بہتی ہین نیچے سے اُن فوقانی تحتانی غرفون کی نہرین پس مین
اُنکی بہجت و تازگی کا کمال ہے اور اُنکے رونق کی زیادتی ہے نصب وعد اللہ کا اس بنا پر ہے کہ
مفعول مطلق موکد ہے مضمون جملہ کا اس لیے کہ لہم غرف اس معنی مین ہے کہ وعدہم اللہ ذلک یعنی اللہ
پاک نے ان غرفون کا اُنسے وعدہ کیا ہے وعدہ کرنے کر مطلب یہ ہے کہ بیشک وعدہ ہے پہر جملہ لا یخلف
اللہ المیعاد سے اس وعدہ کی اور تقریر و تثبیت فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ خلاف نہین کریگا اُس خیر و شر کا
جسکا اُسنے دونون فریق سے وعدہ کیا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت دیکہین گے غرفون والون کو اپنے اوپر سے جسطرح
کہ دیکہتے ہین کوکب دری غابر کو یعنی چمکتے تارے باقی کو افق مین مشرق سے یا مغرب سے واسطے تفاضل
اُس شئے کے جو درمیان اُنکے ہے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو منازل ہین انبیا کے نہ پہونچینگے
اُنکو غیر اُنکا فرمایا ہان بلکہ قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے وہ مرد جو ایمان لائے

برسے چشمے کرکے اُسکو نکالتا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ یعنی پھر چلایا وہ پانی
زمین کے چشمون مین ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ نہین ہے زمین
مین کوئی پانی مگر وہ نازل ہوا ہے آسمان سے ولیکن رگین ہین زمین مین وہ اُسکو غائر وعمیق کردیتی ہین
پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ پس جس کسی کو یہ بات خوش کرے کہ کھاری میٹھا
ہو جائے تو چاہیے کہ اُسکو چڑھالے اسی طرح سعید بن جبیر و عامر شعبی نے کہا ہے کہ جو پانی زمین مین ہے
اُسکی اصل آسمان سے ہے دوسرا لفظ سعید بن جبیر کا یہ ہے کہ اصل اُسکی ثلج سے ہے یعنی برف سے تبرتہ پہاڑون پر
جمع ہو جاتا ہے پھر انکی تہ مین ٹھیرتا ہے پھر انکے نیچے سے چشمے پھوٹ نکلتے ہین قولہ تعالی ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا
مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ یعنی پھر نکالتا ہے اس پانی سے جو کہ آسمان سے اُترا ہے اور اُس پانی سے جو کہ زمین سے
نکلا ہے کھیتی جسکی شکلین اور مزے اور بو اور منافع مختلف ہین ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا یعنے پھر وہ کھیتی بعد
اپنی تر و تازگی و جوانی کے کہول ہوتی ہے تو تو دیکھے اُسکا رنگ زرد کہ خشکی اُس سے مخلوط ہوئی ہے ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا
یعنی پھر وہ ہو جاتی ہے خشک ریزہ ریزہ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ یعنی بیشک اسمین البتہ نصیحت ہے
واسطے ان لوگون کے جو نصیحت پذیر ہوتے ہین پس عبرت لیتے ہین اور سمجھتے ہین کہ دنیا بھی اسی طرح سبز و تر و
تازہ خوبصورت ہوتی ہے اور جوان قوی حسین جمیل بڑا بوڑہا کمزور ہو جاتا ہے اور بعد اس سب کے موت ہے
پس سعید وہ شخص ہے کہ اُسکا حال بعد اسکے طرف خیر کے ہو اللہ پاک اکثر حیات دنیا کی مثل بیان فرمایا کرتا
ہے ساتھ پانی کے جسکو آسمان سے نازل کرتا ہے پھر اُس سے کھیتیان اور میوے اوگاتا ہے پھر بعد اسکے وہ ریزہ
ریزہ ہو جاتی ہین کما قال سبحانہ و تعالی وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ
فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا کذا فی ابن کثیر

ف		
برز مینے کہ ہمے گزری ساکن ور	کہ عیون ست و خطوط ست و قد و دست و خد	
زمین ہما چشمہ خورشید جہان افروز ست	کہ ہمہ تافت بر آرا لگہ عاد و ثمود	

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ سما سے مراد سحاب ورما سے مراد مطر یعنی آب باران سلکہ کے معنی ہین
ادخلہ و سکنہ ینابیع سے مراد عیون و مسالک و مجاری ہے رکایا یعنی چشمے اور راہین ور کنوین ینابیع جمع ہے ینبوع
کی ماخوذ ہے نبع الماء ینبع سے اور ینبوع کہتے ہین پانی کے چشمے کو اور وہ زمین کی درارین جنسے پانی اوبلتا
ہے یا خود آب جاری معنی یہ ہین کہ اُتارا اللہ نے ابر سے یا آسمان سے پانی پھر داخل کیا اور ٹھیرایا اُسکو
زمین مین ور کردیا اُسکو اُسمین چشمے بہتے ہوئے یا کردیا اُسکو ینابیع یعنی ان جگہون مین جنسے پانی
اُبلتا ہے پس دوسرے معنی کی بنا پر ینابیع منصوب ہے بنزع خافض یعنی فی ینابیع اصل مین تھا پھر کلمہ فی

حسن صحیح امام احمد نے ابو مدلہ مولی ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ابو مدلہ نے سنا حضرت
ابو ہریرہ رضہ کو وہ کہتے تھے کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جس وقت آپکو دیکھتے ہین تو ہمارے دل نرم ہو جاتے
ہین اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہین پھر جس وقت ہم آپ سے جدا ہوتے ہین تو دنیا ہمکو پسند آتی ہے اور ہم سونگھتے
ہین عورتون کو اور اولاد کو آپنے فرمایا اگر تم رہتے ہر حال پر اوپر اُس حال کے جسپر تم میرے پاس ہو تو البتہ مصافحہ
کرتے تم سے فرشتے اپنی ہتیلیون کے ساتھہ اور البتہ زیارت کرتے تمہاری تمہارے گھرون مین اور اگر تم گناہ
نکرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل ایک قوم کہ وہ گناہ کرتی تا کہ انکو بخشے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے
جنت کا حال بیان فرمائین کیا ہے اسکی بنا آپنے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی
کی اور گارا اسکا مشک اذفر ہے اور کنکریان اسکی موتی اور یاقوت اور مٹی اسکی زعفران جو شخص اسمین داخل
ہوگا نعمت مین رہیگا محتاج نہوگا اور ہمیشہ جیئے گا اور مریگا نہین پرانے نہونگے اسکے کپڑے اور فنا نہوگی
اسکی جوانی تین آدمی ہین کہ انکی دعا رد نہین کی جاتی ہے امام عادل اور روزہ دار یہانتک کہ افطار کرے اور
دعا مظلوم کی اٹھائی جاتی ہے ابر پر اور کھولے جاتے ہین واسطے اسکے دروازے آسمانون کے اور فرماتا
ہے رب تبارک و تعالی قسم ہے مجھے اپنی عزت کی البتہ مین مدد کرونگا تیری اگرچہ بعد ایک وقت کے ہو وروی
الترمذی وابن ماجہ بعضہ من حدیث سعد ابی مجاہد الطائی وکان ثقۃ عن ابی المدلۃ وکان ثقۃ
یہ قولہ تعالی تجری من تحتہا الانہر یعنی چلینگی نہرین درمیان غرفون کے جسطرح چاہینگے اور جہان
چاہینگے وعد اللہ یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا ایک وعدہ ہے کہ اللہ نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اپنے مومن بندون
سے ان اللہ لا یخلف المیعاد بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے جنت کا ذکر کیا اور اسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اسکی طرف
رغبت و شوق کا موجب ہوتا ہے تو اسکے بعد دنیا کا ذکر کیا اور اسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اس سے نفرت و بے رغبتی
کرنیکا باعث ہوتا ہے پس اسکی سرعت زوال و قرب اضمحلال بیان کرنے کے واسطے ایک تمثیل ذکر کی مع اسکے کہ اللہ
پاک کی قدرت باہرہ و صنعت بدیعہ کے انواع سے اسمین ایک نوع کا ذکر ہے پس ارشاد فرمایا الم تر ان اللہ انزل

من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یہیج فتراہ مصفرا ثم
یجعلہ حطاما ان فی ذلک لذکری لاولی الالباب ﴿۲۱﴾ تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پس چلایا وہ
پانی چشمون مین زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی رنگ بدلتی اسپر پھر آتی تیاری پر تو تو دیکھے اسکا
رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو چورا بیشک اسمین نصیحت ہے عقلمندون کو ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اصل
پانی کی زمین مین آسمان سے ہے کما قال عزوجل وانزلنا من السماء ماء طہورا پس جب آسمان سے پانی اتارا
تو اسکو زمین مین مستور کیا پھر اسکو گردش دیتا ہے زمین کے اجزا مین جسطرح چاہتا ہے اور جب حاجت ہوتی ہے

اس سے دین کو جسکا بعض فضل ہے بعض پر سو مومن تو زیادہ کرتا ہے ایمان و یقین کو اور جسکے دل مین مرض ہے تو وہ
خشک ہوتا ہے جسطرح کہیتی خشک ہوتی ہے وہذا بالتعبیر شبہ منہ التفسیر یعنی بنسبت تفسیر کے اسکو زیادہ تر مشابہت
ہے تعبیر سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اسمین نصیحت ہے واسطے عقل والون کے تو شرح صدر کا ذکر کیا واسطے
اسلام کے اس لیے کہ کامل انتفاع اسی شرح صدر سے حاصل ہوتا ہے پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ
الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ بہلا جسکا سینہ
کہولدیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اُجالے مین ہے اپنے رب کیطرف سے سو خرابی ہے اُنکو جنکے دل سخت ہین اللہ
کی یاد سے وہ پڑے پہرتے ہین بہکے صریح اللہ نے اوتاری بہتر بات کتاب آپسمین ملتی دوہرائی ہوئی بال کہڑے
ہوتے ہین اُس سے کہال پر اُن لوگون کے کہ ڈرتے ہین اپنے رب سے پہر نرم ہوتی ہین اُنکی کہالین اور اُنکے دل اللہ
کی یاد پر یہ ہے راہ دینا اللہ کا اسطرح راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور جسکو راہ بہلا دے اللہ اُسکو کوئی نہین سمجہانیوالا
ف کتاب آپسمین ملتی یعنی خوبی مین کوئی آیت کم نہین دوہرائی ہوئی یعنی ایک مطلب کئی طرح سے تقریر کیا گیا
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ الآیہ یعنی کیا پہر وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کہولدیا واسطے
اسلام کے سو وہ ایک روشنی پر ہے اپنے رب کیطرف سے برابر ہوتا ہے یا ور وہ شخص جو کہ سخت دل ہے حق سے
دور پڑا ہوا ہے ہرگز نہین کما قال تعالیٰ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ
كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی اُنکے
دل نرم نہین ہوتے وقت ذکر اللہ کے اور خشوع و عاجزی کرتے ہین نہ یاد رکہتے ہین نہ سمجہتے ہین وہ ہین صریح گمراہی
مین قولہ تعالیٰ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ الآیہ یہ مدح ہے طرف سے اللہ عز وجل کی اپنی کتاب قرآن عظیم کی جو کہ نازل
کی گئی ہے اُسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاہد نے کہا یعنی سارا قرآن متشابہ مثانی ہے قتادہ نے
کہا آیت مشابہ ہوتی ہے آیت کا اور حرف مشابہ ہوتا ہے حرف کے ضحاک نے کہا تردید قول ہے یعنی ایک بات
بار بار کہی تاکہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سمجہین عکرمہ و حسن نے کہا کہ دوہرایا اللہ نے اسمین قضا کو حسن نے اتنا
زیادہ کہا کہ سورت مین ایک آیت ہوتی ہے اور دوسری سورت مین ایک آیت جو اُسکے مشابہ ہوتی ہے
عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مثانی سے مراد مردد ہے حضرت موسیٰ و حضرت صالح اور انبیا علیہم السلام
کا ذکر قرآن مین بہت جگہ بار بار کیا ہے سعید بن جبیر کا لفظ مثانی کی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے یہ ہے
کہ بعض قرآن بعض کی مشابہ ہوتا ہے اور بعض اسکا رد کیا جاتا ہے بعض پر یعنی ایک آیت دوسری آیت پر محمول

اسکو بند کردیا تو منصوب ہوگیا یا کردیا اسکو بہتا ہوا پانی زمین مین مقاتل نے کہا یعنی پہر کردیا اسکو
کنوین اور چشمے زمین مین ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ صیغہ مضارع کا واسطے حاضر کرنے صورت
اخراج کے ہے یعنی پہر نکالتا رہتا ہے بسبب اس پانی کے زمین سے کہیتی جسکے رنگ مختلف ہوتے ہین کوئی
زرد کوئی سبز کوئی سپید کوئی سرخ یا مراد الوان سے اصناف ہین یعنی کوئی گیہون ہے کوئی جو ہے کوئی چنا
کوئی جوار ہے انکے سوا اور اقسام کے حبوب وغیرہ لفظ زرع کا شامل ہے ان سب اشیا کو جو اُگائی جاتی
ہین یہانتک کہ مقا ت یعنی کہیلا چارا جانورونکا ہیج کہتے ہین خشک ہونے سوکہنے کو جبکہ روئیدگی
کا سوکہنا پورا ہوجاوے اور اپنی اُگنے کی جگہ سے اُسکے منتشر ہونیکا وقت آپہونچے تو اسوقت محاورہ
مین یون بولتے ہین کہ هاج النبت یہیج ہیجا جوہری نے کہا هاج النبت ہیاجا بولتے ہین جبکہ روئیدگی
خشک ہوجاوے اور جس مین کی روئیدگی سوکہہ گئی یا زرد پڑگئی تو اسکو ارض هائجہ کہتے ہین اهاجت
الریح النبت یعنی ہوا نے روئیدگی کو سوکہا دیا پہر کہتے ہین اصمعی نے کہا ہے کہ هاجت الارض تہیج جو کہتے
ہین جبکہ اُسکی روئیدگی پشت پہیرے یعنی جاتی رہے کہا اور اسی طرح هاج النبت ہی حطام کہتے ہین شی
متفقت وشکستہ کو یعنی ریزہ ریزہ ہونے والی ماخوذ ہے اس محاورہ سے کہ جب لکڑی خشکی کے باعث ریزہ
ریزہ ہوجاوے تو کہتے ہین تحطم العود اور جب جانور بڑی عمر کا ہوجاوے تو اسکو حطمہ بولتے ہین حطم متعدی
بحرکت ہوتا ہے پس کہتے ہین حطمہ حطما من باب ضرب فانحطم اور حطمہ بتشدید مبالغہ ہے جمہور نے
ثم یجعلہ کو برفع پڑہا ہے ماقبل پر معطوف کیا ہے اور ابو بشر نے بنصب باضمار ان اسکی کوئی وجہ نہین ہے
معنی یہ ہین پہر وہ کہیتی سوکہہ جاتی ہے تو تو دیکہے اُسکو بعد اُسکے سبزی و ترو تازگی کے اور حسن و رونق
کے زرد کہ اُسکی سبزی جاتی رہی اور تازگی زائل ہوگئی پہر اُسکو کر ڈالتا ہے ریزے ریزے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ
لِأُولِي الْأَلْبَابِ یعنی یہ پانچ فعل جنکا ذکر ہوا بیشک انمین البتہ تذکیر ہے واسطے صحیح عقل والون کے کیونکہ یہی
لوگ اشیا کو انکی حقیقت پر سمجہتے ہین پہر فکر کرتے ہین اور عبرت لیتے ہین اور جانتے ہین کہ حال حیات دنیا
کا سرعت انقطاع اور قرب اتمام ہونے مین اور اُسکی بہجت و رونق و نضارت کے جانے مین مثل اس کہیتی
کی ہے پس جب تفکر و اعتبار اس بات کے جاننے کا انکو نتیجہ دیگا تو وہ اس سے دہوکا نہ کہاوینگے اور نہ اُسکی
طرف مائل ہونگے اور نہ دوام نعیم دائم و حیات مستمرہ و لذت خالصہ پر اسکو اختیار کرینگے اور اس بات مین
انکو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ اللہ پاک بعث و حشر پر قادر ہے کیونکہ جو پہیر قادر ہوا وہ اسپر بہی قادر ہے
کسی نے کہا یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک نے اسکو بیان فرمایا ہے واسطے قرآن شریف کی اور واسطے صدور
من فی الارض کے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اتارا قرآن پہر اسکو داخل کیا مومنین کے دلون مین پہر نکالا اسکا

کہ بال کہڑے ہو جاتے ہین اُنکی کہالون پر اور روتی ہین اُنکی آنکھین اور ہین پکڑتے ہین اُنکے دل طرف ذکر
اللہ کے اُنکی یہ صفت نہین کی کہ اُنکی عقلین جاتی رہتی ہین اور اُنپر غشی طاری ہوتی ہے یہ جو ہے سو اہل بدع
مین ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے سُدی نے کہا ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ ای الی وعد اللہ قولہ تعم
ذلک ہدی اللہ الآیہ یعنی یہ صفت ہے اُس شخص کی جسکو اللہ نے ہدایت کی اور جو شخص اسکے برخلاف ہے تو وہ
اُنہین سے ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ف فتح البیان کا بیان شارح صدر
یہ ہے کیا پہر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع و فراخ کر دیا ہے واسطے قبول حق کے اور اُسکو کہولدیا ہے واسطے اُسکی
راہ پانیکے طرف راہ خیر کے سُدی نے کہا وسیع کر دیا اُسکے سینے کو واسطے اسلام کے واسطے خوش ہونیکے
ساتھ اسلام کے اور واسطے چین پکڑنے کے طرف اُسکے شرح صدر للاسلام عبارت ہے کامل کرنے استعداد کو
واسطے اسلام کے اسلیے کہ سینہ جگہ ہے قلب کی کون قلب جو کہ منبع ہے روح کا کون روح جس سے متعلق ہوتا
ہے نفس جو کہ قابل ہے واسطے اسلام کے پس کہلنا سینے کا مستدعی ہے دل کے کہلنے کا ہمزہ وفا بین کلام
ویسا ہے جیسا کہ افمن حق میں گزر چکا ہے کلمہ من مع اپنے ماتحت کے مبتدا ہے خبر اُسکی محذوف ہے تقدیر یہ ہے
کمن قسی قلبہ وطبع اللہ علیہ فمن شرح صدرہ فلم یتبدا اس خبر محذوف پر یہ قول دال ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم معنی یہ
ہین کیا پہر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع کر دیا ہے واسطے اسلام کے سو اُسنے اُسکو قبول کر لیا اور اُسکی
حبال چلا یعنی وہ بسبب اُس وسیع کرنے کے بیان و بصیرت و یقین و ہدایت پر ہے طرف سے اپنے رب کی وہ
اُسپر اُسکا افاضہ کرتا ہے مثل اُس شخص کے ہے جسکا دل سخت پڑ گیا اور اللہ نے اُسپر مہر لگا دی اور اُسکا
سینہ تنگ ہو گیا بسبب اُسکی سوء اختیار کے سو وہ گمراہی کے اندہیرون مین اور جہالت کی بلاؤن مین ہو گیا
قتادہ نے کہا کہ نور اللہ کی کتاب ہے اسی کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کی طرف انتہا کیا جاتا ہے زجاج
نے کہا تقدیر آیت کی یہ ہے افمن شرح اللہ صدرہ کمن طبع علی قلبہ فلم یہتد لقسوتہ یعنی کیا پہر وہ شخص جسکا
سینہ اللہ نے کہول دیا مثل اُس شخص کے ہے جسکے دل پر مہر کی گئی سو اُسنے راہ نہ پائی بسبب اُسکی سختی کے حضرت
ابن عباس رض نے فرمایا من شرح اللہ صدرہ للاسلام حضرت ابوبکر صدیق رض ہین ابن مردویہ نے حضرت ابن
مسعود رض سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ہمنے عرض کیا یا نبی اللہ کیونکر ہے
کہولنا اُسکے سینے کا آپنے فرمایا کہ جسوقت نور دل مین داخل ہوا تو وہ کہل گیا اور فراخ ہو گیا ہمنے عرض کیا پہر
اُسکی علامت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والتاہب للموت
قبل نزول الموت یعنی رجوع ہونا طرف گہر ہمیشگی کے اور جدا ہونا دہوکے کے گہر سے اور تیار ہونا واسطے موت کے
قبل نزول موت کے واخرج ابن مردویہ عن محمد بن کعب القرظی مرفوعاً ومثلہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول

ہوتی ہے بعض علما نے کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے بھی مروی ہے کہ معنی متشابہا مثانی کے یہ ہین کہ سیاقات
قرآن شریف کی کبھی تو ہوتے ہین ایک معنی مین سو یہ تو متشابہ سے ہین اور کبھی ہوتے ہین ساتھ ذکر کرنے شی کے
اور اسکی ضد کے جیسے ذکر مومنین کا پہر کافرین کا اور جیسی صفت جنت کی پہر نار کی اور جو اسکے مشابہ ہے سو یہ مثانی
سے ہے کقولہ تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ وکقولہ تعالی کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ الی ان قال
کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ وقال تعالی هٰذَا ذِکْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ الی ان قال وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ
اسکی مثل اور سیاقات سو یہ سب مثانی سے ہین یعنی دو مضمون ہین اور جب سارا سیاق ایک معنی مین ہو بعض بعض
کے مشابہ ہو سو یہ متشابہ ہے اور یہ متشابہ اس متشابہ سے نہین ہے جو اس آیت مین مذکور ہے مِنْهُ اٰیٰتٌ
مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ قولہ تعالی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ الآیہ یہ صفت ہے ابرار کی وقت
سننے کلام جبار و مہیمن و عزیز غفار کے بسبب اس وعدہ و وعید و تخویف و تہدید کے جسکو اس سے سمجھتے ہین مارے
خوف و خشیت کے پہر نرم ہوتے ہین انکے چمڑے اور دل اللہ کی یاد پر بسبب اس رحمت و لطف کے جسکی امید
اور رکہتے ہین سو یہ لوگ اپنے غیر کے مخالف ہین کئی وجہ سے انکے غیر بھی فجار ہین ایک وجہ یہ ہے کہ انکا سننا
تو تلاوت آیات کا ہے اور انکا سننا نغمات ابیات کا ہے اصوات قینات سے دوسری یہ ہے کہ جب انپر رحمٰن
کی آیتین پڑہی جاتی ہین تو ادب و خشیت و رجاء و محبت و فہم و علم سے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے
ہین کما قال سبحانہ و تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ
اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ وقال تعالی وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا یعنی انکے سننے کے وقت اپنے تشاغل و لاہی و غافل نہین ہوتے ہین بلکہ انکی
طرف کان لگاتے انکے معانی کو سمجھتے جانتے ہوتے ہین اسلیے انکے ساتھ عمل کرتے ہین اور انکے پڑہتے
وقت سجدہ کرتے ہین سو بصیرت سے نہ جہل و نادانی سے اور اپنے غیر کی متابعت سے تیسری وجہ یہ ہے کہ وقت
سماع آیات کے ادب کا لزوم کیے ہوتے ہین جسطرح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تہے کہ وقت سننے کلام اللہ تعالی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تلاوت سے بال کہڑے ہو جاتے تہے انکے چمڑون پر پہر نرم ہو جاتے تہے مع انکے دلون کے طرف ذکر کے
وہ زبردستی چیختے چلاتے نہ تہے اور نہ تکلف کرتے تہے ساتہ اس شے کے جو انمین نہ تہی بلکہ انکے پاس ثبات و
سکون و ادب و خشیت سے اسقدر تہا جسمین انکے ساتہ کوئی ملحق نہین ہو سکتا ہے اسی لیے انکو یہ رتبہ عالی نصیب
ہوا کہ رب العلی نے دنیا و آخرت مین انکی مدح فرمائی عبد الرزاق نے کہا ہمکو حدیث کی معمر نے کہا قتادہ رحمہ اللہ
نے یہ آیت پڑہی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ الآیہ کہا یہ نعت ہے یعنی صفت ہے اولیاء اللہ کی اللہ عزوجل نے انکی یہ صفت کی ہے

تھے اور انکو خبر دیتے تھے اس شی کی جو اُمین سے اُنپر نازل ہوئی تھی اسمین بیان ہے اسکا کہ احسن قول جسکا
سابق مین ذکر ہوا ہے وہ قرآن شریف ہی اسم مبارک اللہ کو مبتدا ٹھیرایا اور نزول اُسکی خبر قرار دی سو
اسمین تفخیم شان ہے احسن الحدیث کی یعنی اللہ پاک جو کہ مستجمع جمیع صفات کمال ہے اُسنے اس احسن حدیث
کو نازل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ احسن الحدیث بڑی معظم و مکرم شے ہے قرآن شریف کو جو موصوف
باحسن حدیث فرمایا سو واسطے دو وجہ کے ہے ایک تو لفظ کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن افصح واجزل
وابلغ کلام ہی ہے اور شعر کی جنس سے نہین ہے اور نہ جنس خطب و رسائل سے بلکہ وہ ایک ایسی نوع ہے
کہ اپنے اسلوب طرز مین سب کی مخالف ہی دوسرے معنی کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب
مبارک ہی کہ تناقض و اختلاف سے منزہ و مبرا ہے اور مشتمل ہے اخبار ماضین و قصص اولین و اخبار غیوب وغیرہ
وعدہ و وعید و جنت و نار وغیرہ پر کتاباً بدل ہی احسن الحدیث سے یا حال ہو اُس سے متشابہاً صفت ہی
کتاباً کی یعنی اللہ نے نازل کی خوبترین حدیث وہ کون ہے ایک کتاب ہے ایسی کتاب جسکا بعض
مشابہ ہے بعض کی حسن احکام و صحت معانی و قوت مبانی مین اور اُسکے پہونچنے مین طرف اعلی درجات
بلاغت کے اور دلالت کرنے مین منافع عامہ پر قتادہ نے کہا کہ مشابہ ہے بعض اُسکا بعض کو آیتون مین
اور حرفون مین کسی نے کہا کہ مشابہ ہے اللہ کی کتابون کو جو کہ انبیاء اللہ پر نازل کی گئی ہین مثانی دوسری
صفت ہے کتاباً کی جمع ہے مثنیٰ بضم میم و فتح ثائے مثلثہ و نون مشددہ کی یا مثنیٰ بفتح میم و تخفیف نون کے
برخلاف قیاس کیونکہ قیاس مثنیات ہی ماخوذ ہے تثنیہ بمعنی تکریر سے یعنی ایسی کتاب کہ دوہرائے جاتے
ہین اسمین قصص اور مکرر ذکر کیے جاتے ہین اسمین مواعظ و احکام کسی نے کہا کہ قرآن دوہرایا جاتا ہے تلاوت مین
نہین اسکا سامع ملول نہین ہوتا ہے اور نہ قاری اسکے پڑھنے سے اکتاتا ہے جمہور نے مثانی بفتح یائے
تحتیہ پڑھا ہے اور ہشام نے ابن عامر سے اور قنبل نے بسکون یا واسطے تخفیف کے اور واسطے ثقیل جاننے
اُسکی تحریک کے یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے ہو مثانی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قرآن سارا
مثانی ہے ایک قول انکا اول گذر چکا ہے تیسرا لفظ اُنکا یہ ہے کہ کتاب اللہ مثانی ہے ثنی فیہ الامر مرارا
یعنی دوہرایا گیا اسمین امر بار بار امام رازی نے مثانی کے معنی بیان کرنے مین فرمایا ہے کہ اکثر چیزین جو
قرآن مین مذکور ہین متکرر ہین جوڑے سے جیسے امر و نہی عام و خاص مجمل و مفصل احوال سموات و ارض
جنت و نار نور و ظلمت لوح و قلم ملائکہ و شیاطین عرش و کرسی وعد و وعید رجا و خوف مقصود اس سے بیان
ہے اس بات کا کہ ہر شے ماسوائے حق کے زوج ہے اور فرد احد حق اللہ ہی ہے اس کلام مین جو تکلف
ہے بمقصود نزول سی ہے وہ مخفی نہین ہے اب یہی یہ بات کہ کتاباً تو واحد ہے اسکی صفت مثانی جمع

ہین حضرت ابن عمر رضہ سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ ای المؤمنین اکیس یعنی کون شخص
مومنون کا زیادہ تر ہوشمند ہے آپنے فرمایا اکثر انکا ازروے ذکر کے واسطے موت کے اور خوب تر انکا واسطے اسکے
ازروے تیاری کرنے کے اور جسوقت داخل ہوا نور دل مین تو وہ فراخ و وسیع ہو گیا پس صحابہ نے عرض کیا
یا نبی اللہ اسکی کیا نشانی ہے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل نزول
الموت واخرجہ عن ابی جعفر عبد اللہ بن المسور عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ وزاد فیہ ثم قرأ افمن شرح
اللہ صدرہ للاسلام قولہ تعالی فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ فراء و زجاج نے کہا عن ذکر اللہ کما تقول
اتخمت عن طعام اکلتہ ومن طعام اکلتہ معنی یہ ہین کہ انکے دل غلیظ و جافی و سخت ہو گئے ہین قبول سے ذکر اللہ
قسوۃ وہ جمود و صلابت ہے جو دل مین حاصل ہوتی ہے محاورہ مین بولتے ہین قسی القلب جبکہ دل سخت ہو جاوے
قلب قاسی یعنی سخت دل جو کہ نرم نہین ہوتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین من اجل ذکرہ الذی من حقہ ان تشرح لہ
الصدور و تطمئن بہ القلوب یعنی انکے دل سخت ہین بسبب ذکر اللہ کے جسکے حق سے یہ بات ہی کہ اسکے واسطے سینے
کھل جائین اور اس سے دل چین پکڑین معنی یہ ہین کہ جسوقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو منقبض ہو جاتے
ہین والا دل اور جس شخص نے عن ذکر اللہ پڑھا ہے یہ قرات اسکی تائید کرتی ہے یعنی جسوقت انکے نزدیک
اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے یا اسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو انکے دلون کی سختی اور بڑھتی ہے کقولہ تعالی فزادتہم
رجسا الی رجسہم کسی نے کہا کہ نفس جب خبیثۃ الجواہر کدرۃ العنصر قبول حق سے دور ہوتا ہے تو اسکا سننا ذکر اللہ
کو سوا سختی و کدورت کے اور کچھ اسکو زیادہ نہین کرتا ہے جیسے سورج کی گرمی کہ موم کو تو نرم کرتی ہے اور نمک کو
بستہ کر دیتی ہے سو اسی طرح قرآن شریف وقت اسکے سننے کے مومنین کے دلون کو تو نرم کرتا ہے اور کافرون کو
سوا ے قسوت و سختی کے اور کچھ نہین بڑھاتا مالک بن دینار رحمہ فرماتے ہین نہین مارا گیا کوئی بندہ ساتھہ
کسی عقوبت کے کہ وہ بزرگتر ہو دل کی سختی سے اور نہین غصہ ہوا اللہ کسی قوم پر مگر کھینچ لی اسنے رحمت حضرت
ابن عمر رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت کثرت کرو کلام کی بغیر ذکر
اللہ کے پس تحقیق کثرت کلام کی بغیر ذکر اللہ کے سختی ہے واسطے دل کے اور تحقیق دورتر لوگون کا اللہ سے
قلب قاسی ہے یعنی دل سخت و درشت اخرجہ الترمذی وابن مردویہ وابن شاہین فی الترغیب فی
الذکر والبیہقی فی الشعب قولہ تعالی اولئک فی ضلال مبین یعنی یہ لوگ جنکو دل سخت ہین ظاہر
و صریح گمراہی مین ہین پھر اللہ پاک نے اپنی کتاب عزیز کے بعض اوصاف ذکر فرمائے اللہ نزل احسن
الحدیث یعنی اللہ نے نازل کی بہترین حدیث مراد قرآن شریف ہے جسمین کہ باقی احادیث سے کفایت ہے
قرآن شریف کا نام حدیث اس لیے رکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کو اسکے ساتھہ حدیث کیا کرتے

توکہا کہ وہ ویسے تھے جیسے کہ اللہ نے انکی صفت کی ہے انکی آنکھین بہتی تھین اور بال انکے چمڑون پر
کھڑے ہوتے تھے مین نے کہا کہ کچھہ لوگ یہان ہین جسوقت وہ اسکو سنتے ہین تو پکڑ لیتی آن کو اسپر غشی
بی بی اسماء نے فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ اہل عراق مین کے ایک
شخص پر انہون نے گذر کیا وہ گرا پڑا تھا تو فرمایا اسکا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ اسپر جسوقت قرآن پڑہا جاتا
ہے یا وہ ذکر اللہ سنتا ہے تو گر پڑتا ہے پس حضرت ابن عمر رض نے فرمایا بیشک ہم البتہ ڈرتے ہین اللہ سے اور گر
نہین پڑتے یہ بہی انسے مروی ہے کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے جوف مین ایک انکے کے اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا یہ کام نہ تہا حضرت ابن سیرین رض کے پاس ان لوگونکا ذکر کیا گیا جو کہ پچہاڑے جاتے
ہین جبکہ انپر قرآن پڑہا جاتا ہے تو فرمایا درمیان ہمارے اور انکے یہ شرط ہے کہ بیٹہے ایک انکا گہر کی چہت پر
اپنے دونون پانون پہیلائے ہوئے پہر اول سے آخر تک ہم قرآن پڑہا جائے پس اگر وہ اپنی جان پہینکدے
تو وہ سچا ہے نکتہ اول تو تنہا ذکر جلود کا کیا پہر دوبارہ اسکے ساتہہ قلوب کو قرین کیا اس لیے کہ محل خشیت کا
دل ہے تو اسکا ذکر متضمن ہوگیا ذکر قلوب کو کسی نے کہا کہ مکاشفہ مقام رجا مین کامل تر ہوتا ہے اس کے
مقام خوف مین اسواسطے کہ خیر مطلوب بالذات ہے اور خوف مطلوب نہین ہے اور جسوقت خوف حاصل ہو
تو اس سے چمڑے پر بال کہڑے ہو گئے اور جب رجا حاصل ہو گئی تو قلب نے اسکی طرف چین پکڑا اور چمڑا نرم پڑ گیا
بعض عارفین نے فرمایا ہے اذا نظروا الی عالم الجلال طاشوا واذا لاح لہم الجمال عاشوا قولہ تعالی ذٰلِكَ
هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ یعنی یہ کتاب جو موصوف بصفات مذکورہ ہے ہدایت ہے اللہ کی ہدایت
کرتا ہے اسکے ساتہہ جسکا ہدایت کرنا چاہتا ہے اپنے بندونمین سے کسی نے کہا کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف
خشیت عذاب اللہ و رجای ثواب اللہ کے جو اللہ نے ان لوگون کو بخشے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ
یعنی اور وہ شخص جسکے دل کو اللہ تاریک سخت و غیر قابل کرے واسطے حق کے تو نہین ہے واسطے اسکے کوئی
ہادی کہ ہدایت کرے اسکو طرف حق کے اور چہڑائے اسکو گمراہی سے جمہور نے من ہاد بغیر یا پڑہا ہے اور ابن کثیر
و ابن محیصن نے بیا پہر جب اللہ پاک نے سخت دل والون پر ایک حکم لگا دیا دنیا مین یعنی گمراہی کا تو انپر ایک
اور حکم لگایا آخرت مین یعنی عذاب کا پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط
وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ بہلا
ایک جو روکتا ہے اپنے مونہہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافون کو چکہو جو تم کماتے تھے
جہٹلا چکے ہین انسے اگلے پہر پہونچا انپر عذاب جہان سے خبر نہ رکہتے تہے پہر چکہائی انکو اللہ نے رسوائی

کیونکہ آئی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ کتاب ایک جملہ ذات تفاصیل ہے اور تفاصیل شی کے وہی جملہ شی ہے دیکھو پھر کیا
تم نہیں دیکھتے ہو کہ کہتے ہو قرآن اسباع و اخماس سُور و آیات ہے پس اسی طرح کہتے ہو کہ احکام و اقاصیص و
مواعظ مکررات ہے نظیر اسکی تمہارا یہ قول ہے کہ انسان عروق و عظام و اعصاب ہے یا یون کہو کہ منصوب ہے
بنا بر تمیز متشابہا سے جسطرح کہتے ہو کہ رایت رجلاً حسنا شمائل ای متشابہۃ مثانیہ یعنی ایسی کتاب کہ اُسکے مثانی
متشابہ ہین مطلب یہ ہے کہ جو چیزین بار بار قرآن مین مذکور ہین وہ باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہین شان نزول
اللہ نزل الآیہ کا یہ ہے کہ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ کاش آپ ہم سے حدیث بیان فرماتے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ابو السعود نے کہا مروی ہے
کہ ان الصحابۃ ملوا ملۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدثنا حدیثا حسنا فنزلت والمعنی ان فیہ مندوحۃ
عن سائر الاحادیث انتہی جملہ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ الآیہ صفت ہے کتاب کی یا اُس سے حال ہے اگرچہ وہ
نکرہ ہے لیکن صفت سے اسکو تخصیص حاصل ہو گئی ہے یا استانفہ ہے مقصود اُس سے بیان کرنا اُس تاثر کا ہے
جو اسکے سامعین کو وقت اسکے سننے کے حاصل ہوتا ہے اقشعرار کہتے ہین تقبض کو یعنی سکڑنے کو جبکہ کسی کا
چہرہ خوف کے مارے سکڑ جائے اور جمع ہو جائے اور اسکے بال کھڑے ہو جائیں تو اُسوقت محاورے مین یون بولتے
ہین کہ اقشعر جلدہ یعنی اُسکی کھال سکڑ گئی اسی معنی سے تقشعر یہ ہے معنی یہ ہین ایسی کتاب ہے کہ مضطرب ہوتی ہین
حرکت کرتی ہین سکڑتی ہین اسکے سننے سے کھالین اُن لوگون کی جبکہ اپنے رب سے ڈرتے ہین اور پکڑ لیتی ہے
اُنکو کپکپی زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جب ذکر کی جاتی ہین آیتین عذاب کی تو بال کھڑے ہو جاتے ہین اُس سے
کھال پر اُن لوگون کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہین پھر نرم ہوتی ہین کھالین انکی اور دل اُنکے جبکہ ذکر کی جاتی
ہین آیتین رحمت کی تقشعر یہ ایک تغیر ہے کہ پیدا ہو جاتا ہے انسان کی کھال مین وقت وعید و خوف خشیت
کے واحدی نے کہا یہ قول ہے سارے مفسرین کا کسی نے کہا کہ جلود سے مراد قلوب ہین لیکن قول اول اولیٰ ہے
اسواسطے کہ قلوب کا ذکر تو مابعد مین موجود ہے کسی نے کہا معنی ہین کہ جبکہ قرآن غایت جزالت و بلاغت مین
ہے پھر جس وقت اپنا عجز اُسکے معارضہ و مقابلہ سے دیکھتے تو واسطے اسکے عظام کے اور واسطے تعجب کے
اُسکے حسن و بلاغت سے اُنکے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے تلین کو متعدی بالی کیا ہے اس لیے کہ یہ متضمن ہے ایک
فعل کو جو کہ متعدی بالی ہوتا ہے گویا یون کہا گیا کہ تسکن و تطمئن الی ذکر اللہ لینۃ غیر منقبضۃ یعنی پھر ساکن ہوتے
ہین چین پکڑتے ہین طرف ذکر اللہ کے نرم ہو کر اور مفعول ذکر اسکا محذوف ہے تقدیر یہ ہے الی ذکر اللہ
رحمتہ وثوابہ وجنتہ بسبب اسکے معلوم ہونے کے حذف کیا گیا حضرت عبد اللہ بن الزبیر رض سے مروی ہے
کہا مین نے اپنی مان سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسطرح کرتے تھے جبکہ قرآن پڑھتے

کے لائق ہوں یا سنتے ہیں کہ یہ واسطے میرے ہمیشہ ہی زائل نہ ہوگی وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً یعنے میں گمان
نہیں کرتا ہوں قیامت کو کہ وہ قائم ہوگی جس طرح کہ انبیا اُس کی خبر دیتے ہیں یا میں یقین پر نہیں ہوں بعث
سے یہ بات کافرین ومنافقین کے ساتھ خاص ہے تو اب مراد انسان سے جو کہ شروع آیت میں مذکور ہے جنس
ہوگی باعتبار اُس کے غالب افراد کے کیونکہ یاس اللہ کی رحمت سے اور قنوط اس کی خیر سے اور شک بعث میں
نہیں ہوتا ہے مگر کافروں سے یا اُن سے جو کہ دین میں متزلزل ہیں اسلام بتکلف ظاہر کرتے ہیں کفر کو
پوشیدہ رکھتے ہیں وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّیْٓ میں حرف لام قسم کا ہے اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى جواب ہے قسم کا
اس لیے کہ قسم شرط پر سابق ہے یعنے البتہ اگر رجوع کیا جاؤں طرف اپنے رب کے بر تقدیر سچ ہونے قیام ساعت
کے اور حصول بعث ونشور کے جس کی انبیا ہم کو خبر دیتے ہیں تو بیشک واسطے میرے نزدیک اُس کے البتہ اچھی
حالت ہوگی نعمت وکرامت سے پس اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ دنیا کی خیر کا مستحق ہے بسبب اس خیر وخوبی کو
جو اُس میں ہے اور آخرت کی خیر کا بھی مستحق ہے بسبب اُس بات کے جس کا اپنے جی میں اعتقاد کیا اور اسکو
اپنے نفس کے واسطے ثابت کیا حالانکہ یہ ایک اعتقاد باطل وظن فاسد ہے یہ کلام کئی مبالغوں کو متضمن ہے
ایک تو قسم و اِنَّ کے ساتھ تاکید کی دوسرے دونوں ظرف مقدم کیے تیسرے صیغہ تفضیل کی طرف عدول کیا
اس لیے کہ حسنے تانیث ہے احسن کی اللہ پاک نے اس کافر کے قول کا جواب دیا فَلَنُنَبِّئَنَّ الآیہ یعنے پس
البتہ ہم خبر دینگے اُن لوگوں کو جو منکر ہوئے اُس عمل کی جو انہوں نے کیا دن قیامت کے مطلق یہ
کہ بات ویسی نہیں ہے جیسے وہ خیال کرتا ہے اُس کے واسطے تو عقاب شدید ہے چنانچہ فرمایا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ یعنے اور البتہ ہم چکھائیں گے اُن کو گاڑھے عذاب سے بسبب اُن کے گناہوں کے
یہ لام اور اول کا لام دونوں توطیہ قسم کے ہیں پھر جب اللہ پاک اُس شخص کے اقوال نقل کر چکا جس پر انعام
کیا بعد اس کے کہ اُس کو تکلیف پہونچی تھی تو اب اسکا احوال بھی بیان کیا پس ارشاد فرمایا وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ
وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ اور جب ہم نعمت بھیجیں انسان پر ٹلا جاوے اور موڑے
اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ پاک کے پاس سے پھر
تم نے اس کو نہ مانا اُس سے بہکا کون جو دور چلا جاوے مخالف ہوکر اب ہم دکھاوینگے اُن کو اپنے نمونے دنیا
میں اور آپ اُن کی جان میں جب تک کہ کھل جاوے اُن پر کہ ٹھیک ہے کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ

کرتا ہے تو پھول جاتا ہے اور بڑا ابنتا ہے اور اگر کسی بلا و نقمت کا احساس کرتا ہے تو ذلیل و خوار ہو جاتا ہے پس
ارشاد فرمایا لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ یعنے ملول نہین ہوتا ہے
انسان خیر کے مانگنے سے واسطے اپنے نفس کے اور اس کے کھینچنے سے طرف اپنے اور ہمیشہ اپنے رب سے مال کا
سوال کرتا رہتا ہے خیر سے مراد اس جگہہ مال و صحت و سلطان و غلبہ و رفعت ہے سدی کہتے ہین کہ انسان
سے مراد اس جگہہ کافر ہے کسی نے کہا ولید بن مغیرہ کسی نے کہا عتبہ و شیبہ فرزندان ربیعہ اور امیہ بن خلف
اولیٰ حمل آیت کا ہے عموم پر باعتبار غالب کے تو اب خلص عباد کا خروج اس کے منافی نہ ہوگا حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ نے من دعاء المال پڑھا اور اگر لگے اس کو برائی یعنے بلا و شدت و فقر و مرض تو بڑا نا امید ہونے
والا ہے اللہ کے روح سے بڑا آس توڑنے والا ہے اس کی رحمت سے مطلب یہ ہے کہ انسان کا اقبال خیر
کی حالت مین تو یہ حال ہے کہ نہین پہونچتا ہے طرف کسی درجے کے مگر طالب زیادتی ہوتا ہے اس پر اور
کبھی اس کی طلب سے ملول نہین ہوتا ہے اور ادبار و حرمان کے حال مین آئس و قانط ہو جاتا ہے اللہ پاک کی
رحمت سے کسی نے کہا یؤس ہے اپنی دعا کے قبول ہونے سے قنوط ہے بسبب بدگمان کے ساتھ اپنے رب
کے کسی نے کہا یؤس ہے اس گروہ کے زائل ہونے سے جو اس کو لگا ہے قنوط ہے بسبب گمان کرنے
اس کے دوام کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے یاس صفت ہے قلب کی یعنے رجا کا قطع کرنا اور قنوط ظاہر کرنا ہے
اس کے آثار کا ظاہر بدن پر صنیع محلی ترادف کے مقتضی ہے اور بعض اسی کے قائل ہین اس بنا پر دونون کا جمع
کرنا واسطے تاکید کے ہوگا یؤس و قنوط دونون صیغے مبالغہ کے ہین دلالت کرتے ہین اس پر کہ وہ شدید
الیاس عظیم القنوط ہے دو طریق سے اس مین مبالغہ کیا گیا ہے ایک تو بنائے فعول کے طریق سے جیسا کہ
ہم نے اشارہ کیا اور طریق تکریر سے مع ظہور اثر یاس کے جو کہ قنوط مین ہے کیونکہ قنوط یہ ہے کہ اثر یاس
کا اس پر ظاہر ہو پھر وہ متضائل و منکسر ہو یعنے اللہ کے فضل و رحمت سے امید قطع کرے یہ صفت ہے کافر
کی بدلیل کریمہ اِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا الآیۃ
حرف لام موطیہ قسم کا ہے لئے واللہ لئن اور لیقولن قسم کا جواب ہے چونکہ یہ قائم مقام جواب شرط کے ہو گیا اس
لیے اس کو حذف کر دیا ہے یعنے البتہ اگر ہم اس کو دین کوئی خیر و عافیت و غنا بعد شدت و مرض و فقر کے
تو البتہ وہ کہے گا ہٰذا لی یعنے یہ ایک ایسی شئے ہے کہ مین اس کا استحقاق رکھتا ہون اللہ پر اس لیے کہ وہ میرے
عمل سے راضی ہے پس یہ خیال کیا کہ یہ نعمت جس مین وہ ہو گیا اس کو پہونچی اس سبب سے کہ وہ اسی کا مستحق
ہے اور یہ نہ جانا کہ اللہ جانچتا ہے اپنے بندون کو ساتھ خیر و شر کے تاکہ ظاہر ہو جائے اس کو شاکر جاحد
و منکر سے اور صابر جازع سے مجاہد نے کہا اس کے یہ معنے ہین کہ یہ بسبب میرے عمل کے ہے اور مین اس

وَاِذَا نَظَرْتَ تُرِيْدُ مُعْتَبَرًا	فَانْظُرْ اِلَيْكَ فَفِيْكَ مُعْتَبَرٌ
اَنْتَ الَّذِيْ تُمْسِيْ وَ تُصْبِحُ	فِي الدُّنْيَا وَ كُلُّ اُمُوْرِهٖ عِبَرٌ
اَنْتَ الْمُصَرِّفُ كَانَ فِيْ صِغَرٍ	ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِشَخْصِكَ الْكِبَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ تَنْعَاهُ خِلْقَتُهٗ	يَنْعَاهُ مِنْهُ الشَّعْرُ وَ الْبَشَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ تُعْطٰى وَ تُسْلَبُ لَا	يُنْجِيْهِ مِنْ اَنْ يُسْلَبَ الْحَذَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ لَا شَيْءَ مِنْهُ لَهٗ	وَ اَحَقُّ مِنْهُ بِمَالِهِ الْقَدَرُ

یعنے جس وقت تو نظر کرے طرف کسی شے کے ارادہ کرے تو عبرت کا مطلب ہے کہ عبرت حاصل کرنے کو کسی شے کی طرف نظر کرے تو تو خود اپنی طرف نظر کر کہ تجھی مین بڑی عبرت ہے تو خود اوپرے کا پورا ایک عجیب عبرت گاہ ہے وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ تو دنیا مین شام و صبح کرتا ہے تیرے سارے کام ایک سے ایک بڑہ کر عبرت خیز ہین مگر تو اپنی طرف تو نظر بند کر لیتا ہے اپنے کامون مین غور نہین کرتا خود کو سب سے بہتر سمجھ کر علیحدہ کر لیتا ہے سارے دن عیر کا روزنامچہ لکھا کرتا ہے فلان اچھا فلان برا اگر اس طرح اپنا نامۂ اعمال لکھتا تو ایک کام کی بات تھی اور غور کرنے سے اپنا حسن و قبح معلوم ہوتا اور اپنی ہر بات ایک عبرت ظاہر ہوتی بالجملہ تو اپنی بچپین کی حالت کو غور کر کہ تو محض عاجز تھا اپنا کوئی کام نہین کر سکتا ماں باپ تیرے کام کرتے تجھے ہگانا مُتانا کھلانا پلانا سُلانا وغیرہ مین تو کچھ تصرف نہین کر سکتا تھا تجھہ مین تصرف کیا جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ نشو و نما کر کے تیرے جسم مین بڑائی آئی چھوٹے سے بڑا ہوا ہر قوی مین قوت و توانائی آئی اب اپنے سارے کام خود کرنے لگا اور اس وقت کو بھول گیا اپنے جمال و کمال و قوت پر ناز و کبر کرنے لگا گویا ہمیشہ سے ایسا ہی تھا یہ ہوتے ہوتے ضعف قوی کی صبح کاذب نمود ہوئی مرغ پیری نے بانگ دی پھر صبح صادق ہو گئی اب تیرا سارا بدن تجھے موت کی خبر دینے لگا ایک طرف سے سفید بال خبر دے رہے ہین دوسری طرف سے کھال کی چمک اور صفائی جا کر جھریان کہہ رہی ہین کہ عیش و نشاط کی بساط اٹھا ضعف و کمزوری کا فرش بچھا دو اب ان تین زمانون مین نظر کر کہ کتنا تفاوت ہے بیچ کا زمانہ جس کا ہر پیر فریفتہ و دیوانہ ہے اس مین تیرے زور و قوت و ہمت و جود و شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہمسرون سے خوب لڑتا بھڑتا دشمنون سے مال چھینتا دوستون کو عطا کرتا تھا اب یہ حال ہے کہ موت کے قاصد ایک ایک قوت کر کے تجھ سے چھینتے جاتے ہین اور تو موت سے حذر کر رہا ہے اور وہ سب کارکن تجھے جہین بے جا نگی اور تیرا حذر کرنا اس سے تجھ کو نجات نہ دیگا تیری کوئی چیز تیرے مال بھی ہے اور جو کچھ تیرا ہے قدر اس سب کی تجھ سے زیادہ تر حقدار ہے اللھم توفنا و غفرا

سنتا ہے وہ دہوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گہیر رہا ہے ہر چیز کو **ف** یہ سب بیان ہے
انسان کے نقصان کا نہ سختی مین صبر ہے نہ نرمی مین شکر انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یعنے
یہ ہین اور جب ہم انعام کرین انسان پر تو اعراض کرے طاعت سے اور تکبر کرے منقاد و مطیع ہونے سے واسطے
اللہ عزوجل کے حکمون کے کما قال جل جلالہ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ اور جب لگے اُس کو برائی یعنے سختی تو طول دیوے
سوال کو ایک شے مین پس کلام عریض وہ ہے جس کے لفظ طویل ہون اور معنے کم اور کلام وجیز اسکا عکس ہے
یعنے ما قل و دل یعنے لفظ تہوڑے معنے بہت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا
لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ قولہ تعالیٰ
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الآیۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے
اُن مشرکون سے جو قرآن کی تکذیب کرتے ہین تم مجہے بتاؤ اگر ہو یہ قرآن اللہ کے پاس سے پہر تم اس کے
منکر ہوئے یعنے تم اپنے حال کو کیا دیکہتے ہو نزدیک اُس ذات کے جس نے اسکو اپنے رسول پر نازل
کیا اسی لیے یون فرمایا کون زیادہ تر بہکنے والا اُس سے جو کہ شقاق بعید مین ہے یعنے کفر و عناد و مخالفت
حق مین اور راہ دور مین ہدایت سے پہر فرمایا عنقریب ہم دکہاوین گے اُن کو اپنی نشانیان دنیا مین یعنے
عنقریب ہم ظاہر کرین گے اپنی دلالتین اور حجتین اس بات پر کہ قرآن حق ہے اللہ تعالیٰ کے پاس سے
اُتارا گیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خارجی دلیلون سے جو دنیا مین ظاہر ہونگی باین طور کہ ملک
فتح ہونگے اور اسلام اقالیم پر اور سارے دینون پر غالب ہوگا مجاہد و حسن و سدی نے کہا وفی انفسہم
یعنے اور ہم اُن کو دکہاوین گے دلیلین اُن کی جانون مین مراد جنگ بدر و فتح مکہ وغیرہ وقائع ہین جو اُن پر
نازل ہوئے جن مین اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت دی اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ
عنہم کو مظفر و منصور کیا اور باطل کو اور اس کے جتہون کو اُن مین ذلیل و خوار فرمایا یہی احتمال ہے کہ مراد
اس سے وہ مواد و اخلاط و ہیأت عجیب ہون جن سے اور جن مین اور جن پر انسان مرکب کیا گیا ہے
چنانچہ یہ بات علم التشریح مین مبسوط ہے جو کہ دال ہے صانع تبارک و تعالیٰ کی حکمت پر اور اسی طرح وہ
اخلاق متباین حسن و قبح وغیرہ جن پر وہ مجبول و مخلوق ہوا ہے اور وہ احوال و افعال و کاروبار وغیرہ جن
مین وہ تصرف کرنے والا ہے زیر اقدار الٰہیہ جن سے گذرنے اور تجاوز کرنے کی قدرت نہین رکہتا ہے
ساتہ اپنے حول و قوت و حیل و حذر کے بلکہ یہ ساری تصرفات اللہ پاک کی حول و قوت و قدر نافذ سے ظاہر
ہوتے ہین اور وہ اس کے نیچے مقہور ہے چنانچہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب **التفکر والاعتبار**
مین اس مضمون کی نظم اپنے شیخ ابو جعفر قرشی سے روایت کی ہے حیث قال و احسن المقال ؎

حق کے واسطے مطیع ہونے سے ترفع وتکبر وتجبر کرتا ہے اور تبختر کرتا ہوا اپنی جانب کو موڑتا ہے یا یہ معنے ہین کہ شکر سے
منحرف ہوتا ہے یا جانب مجاز ہے نفس سے یعنے مارے تکبر کے شکر سے دور ہوتا ہے بذاتہ وبکلیتہ نہ بجانبہ مطلب یہ ہے
کہ کبر کے مارے صرف اپنی جانب کو شکر سے نہین پھیرتا ہے بلکہ کل کا کل پورا اس سے دور ہوتا ہے محاورے مین
جانب بولتے ہین اور ذات مراد لیتے ہین چنانچہ شخص کے نام کی تصریح نہین کرتے اور اس کی ذات سے مجلس ومکان
وجانب وغیرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہین منظور اُس سے اس کی تعظیم کا اشعار ہوتا ہے پس یون کہتے ہین حضرت
فلان ومجلس فلان وکتبت الی جہۃ فلان والی جانبہ العزیز والی جنابہ الرفیع اور مراد اس سے اس شخص کی ذات
ہوتی ہے یا یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعالی اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو نعمت اُس کو اترا دیتی ہے پھر منعم کو
بھول جاتا ہے اور اُس کے شکر سے اعراض کرتا ہے اور اللہ تعالی کی ذکر ودعا سے دور ہوتا ہے وَاِذَا مَسَّہُ
الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ اور جب لگے اُس کو بلا وجہد وفقر ومرض تو وہ صاحب دعاء کثیر ہے عرب لوگ عرض
وطول کا کثرت مین مجازاً استعمال کرتے ہین پس جب کوئی باتین اور دعا بہت کرے تو بولتے ہین اطال فلان
فی الکلام واعرض فی الدعاء اور یہ بطور استعارہ ہے جب شے کا فراخ عرض ہو اُس سے اسکا استعارہ کیا ہے
اُس کی کثرت بتانے کو کیونکہ جو شے عریض ہوتی ہے تو اُس کے اجزا کثیر ہوتے ہین یہ استعارہ تخییلیہ ہے اول
تو دعا کو اس شے سے تشبیہ دی جو موصوف بامتداد ہوتی ہے پھر اُس کے واسطے عرض ثابت کیا کذا قالہ الخفاجی
عریض صیغہ مبالغے کا ہے یعنے بہت چوڑی دعا طویل نہ کہا اس لیے کہ طول اطول امتداد مین ہوتا ہے
پس جب اسکا عرض بڑا ہوا تو اُس کے طول کا کیا خیال ہے کہ کتنا بڑا ہوگا کما افادہ ابو السعود معنی یہ ہین
کہ جب اس کو برائی لگتی ہے تو اللہ تعالے سے تضرع وزاری کرتا ہے اور اُس سے فریادرسی چاہتا ہے کہ جو بلا
اُس پر نازل ہوئی ہے وہ اس سے دور کر دے اور اُس کی بکثرت دعا مانگتا ہے پس شدت وتکلیف مین تو
اُس کو یاد کرتا ہے اور راحت وآرام مین اُس کو بھولتا ہے اور نزول نقمت کے وقت اس سے فریادرسی چاہتا
ہے اور حصول نعمت کے وقت اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ کام کافرون کا ہے اور ان کا جو کہ مسلمانون مین سے
غیر ثابت قدم ہین شہاب نے کہا اب اگر کوئی کہے کہ اُس کا عریض طویل دعا مانگنا اُس وصف کو منافی ہے
جو اول گزر چکا ہے کہ وہ یؤس قنوط ہے کیونکہ دعا فرع ہے رجاء وطمع کی اور قنوط مین ظہور اثر یاس کا معتبر
ہے تو ظہور دعا کا جو کہ رجا وامید پر دال ہے اُس کے منافی ہے تو کہین گے کہ اس منافات کا دفع یون ممکن ہے
کہ اس کو عدم اتحاد اوقات واحوال پر حمل کرین انتہے یعنے کسی وقت تو یؤس قنوط ہوتا ہے اور کسی وقت
لمبی چوڑی دعا کرتا ہے یا یون کہو کہ یہ حال اَور قوم کا حال ہے اور وہ حال دوسری قوم کا یا کل کی شان
ہے بعض اوقات مین کما قالہ ابو السعود النسفی نے کہا یا قنوط ہے جنگل مین اور ذو دعاء عریض ہے دریا مین

ورحمته وفضلاً جماوانی عبدالک الما قوله تعالی اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ یعنے اللہ سب
ہے گواہ اپنے بندون کے افعال واقوال پر اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صادق ہین اُس شے مین جس کی آپنے اس کی طرف سے خبر دی کما قال تعالیٰ لٰکِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ
اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ الآیہ قوله تعالے اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک مین ہین
قیامت کے قائم ہونے سے اسی لیے وہ اُس مین فکر نہین کرتے ہین اور نہ اُس کے واسطے عمل کرتے اور نہ اُس
سے حذر وخوف کرتے ہین بلکہ وہ اُن کے نزدیک ایک باطل امر ہے جس کی پروا نہین کرتے ہین حالانکہ وہ ضرور ہونے
والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہین ہے ابن ابی الدنیا نے سعید انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت
عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اللہ پاک کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ اَیُّهَا النَّاسُ فَاِنِّیْ لَمْ اَجْمَعْکُمْ
لِاَمْرٍ اُحْدِثُهٗ فِیْکُمْ وَلٰکِنْ فَکَّرْتُ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَنْتُمْ اِلَیْهِ صَآئِرُوْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّ الْمُصَدِّقَ
بِهٰذَا الْاَمْرِ اَحْمَقُ وَالْمُکَذِّبَ بِهٖ هَالِکٌ پھر اُتر پڑے یعنے بعد حمد وثنا کے مین کہتا ہون لوگو مین نے تم کو
کسی امر کے واسطے نہین جمع کیا ہے کہ مین اُسکو تم مین جاری کرون لیکن مین نے اس امر مین فکر کی جس کی
طرف تم جانے والے ہو سو مین نے یہ بات جان لی کہ جو شخص اس کا ماننے والا ہے وہ تو احمق ہے اور جو اس
کی تکذیب کرنے والا ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے یعنے احمق اس لیے ہے کہ جیسے اُس کے مثل اور لوگ عمل کرتے
ہین وہ اس کے واسطے ویسا عمل نہین کرتا اور نہ اُس سے اور اُس کے ہول سے حذر وخوف کرتا ہے اور وہ باوجود
اس کے اُس کی تصدیق کرنے والا اور اُس کے وقوع کا یقین کرنے والا ہے اور باوجود اس کے اپنے لہو ولعب
وغفلت وشہوات وذنوب مین تمادی کر رہا ہے تو اس اعتبار سے وہ احمق ونادان ہوا لغت مین احمق ضعیف
العقل کو کہتے ہین اور جو اس کا مکذب ہو وہ ہالک ہے یہ بات تو ظاہر وواضح ہے واللہ اعلم پھر اللہ پاک نے یہ بات
ثابت کی کہ وہ ہر شے پر قدیر ہے اور ہر شے کا محیط ہے اور قائم کرنا قیامت کا اُس کے نزدیک سہل وآسان ہے
اَلَآ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنے ساری مخلوقات اُس کے زیر قہر ہے اور اُس کے قبضے مین اور اُس کے علم کی لپیٹ
مین ہے اور وہی اُس سب مین اپنے حکم سے تصرف کرنے والا ہے سو جو اس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ آخر تفسیر سورۃ حٰمٓ السجدۃ وللہ الحمد والمنۃ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ انسان
سے مراد جنس انسان ہے من حیث ہو باعتبار غالب افراد کے نَاٰی بروزن رمٰی بمعنے تبعد ہے محاورے مین
بولتے ہین ناٰیت وتناٰیت بمعنی بعدت وتباعدت اور منتاٰی مکان بعید کو کہتے ہین یزید بن قعقاع نے
نآء بروزن قال پڑھا ہے بالف قبل الہمزہ حرف باء تعدیت کا ہے ناٰی جانب کنایہ ہے اعراض سے یعنے
غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ پاک اُس پر انعام کرتا ہے تو وہ شکر سے اعراض کرتا ہے اور

محصول آیت کا یہ تہا کہ تم نے جب یہ قرآن سنا تو اس سے اعراض کیا یہانتک کہا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اُس شے سے جسکی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانون مین بوجہہ ہین اور یہ امر بضرورت معلوم ہے کہ قرآن کا اس قسم سے ہونا کہ اُس سے اعراض کرنا اور اُس کو ترک کرنا واجب ہے اسکا علم ویقین اس قبیل سے نہین ہے کہ بالبدیہۃ حاصل ہوجائے اور توحید ونبوت کے قائل ہونے کے فساد کا علم بہی ایسا نہین ہے جب یہ بات ثابت ہوئی تو اب جو کوئی نظر واستدلال کیطرف رجوع کرنے سے پہلے قرآن سے اعراض کرے اور جو چیزین متعلق باعتقاد وعمل اُس مین ہین اُن کا منکر ہو تو وہ حق واجب الاتباع کے منکر ہونے اور عذاب شدید کے مستحق ہونیسے کیونکر امن مین رہ سکتا ہے پس قرآن شریف کی تکذیب پہ اصرار کرنا اور اُس سے سوئنہ موڑنا نظر واستدلال کی طرف رجوع کرنے سے پہلے نہایت درجے کی بعید بات ہے اس پر کوئی عاقل جرأت نہین کر سکتا ہے اگر ذرا بہی اُس کی آیتون مین دلیلون مین نظر وتامل کرتے تو صاف طور پر اس کی حقیت اور جن امور کی طرف وہ بلاتا ہے اُن کی راستی مہر نیمروز کی طرح ظاہر ہوجاتی لیکن چونکہ عداوت ودشمنی کی کالی گہٹا ان کے دلون پر چہارہی تہی اس لیے اُس کی دلیلون کی روشنی سے اندہے ہوکر انکار واعراض کیا جب ان آیتون کے دکہانے سے کام نہ چلا تو اللہ پاک نے اور آیتون کے دکہانے کا اُن سے وعدہ کیا پس ارشاد فرمایا سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنے عنقریب ہم اُن کو دکہائین گے اپنی دلالتین قرآن کے سچ ہونے کی اور علامتین اُس کو اللہ کے پاس سے ہونے کی اطراف زمین مین اور اُن کی جانون مین یہانتک کہ ظاہر ہوجائیگی واسطے اُن کے یہ بات کہ وہ حق ہے آیات آفاقی سے مراد وہ حوادث ہین جن کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو خبر دی یعنے حوادث گزشتہ کے آثار اور فتوح بلاد جو کہ اللہ تعالے نے آپکے واسطے اور آپکے خلفا کے واسطے میسر کیے اور ظہور وغلبہ جماعت شرق وغرب پر بطور خرق عادت کے پس اگر قرآن اور رسول جس پر اُس کو نازل کیا حق نہ ہوتے تو آیندہ حوادث کا وقوع ویسا نہ ہوتا جیسے اُن کی خبر دی حالانکہ وہ حوادث عالم غیب مین تہے اور جو اخبار متعلق بحوادث ماضیہ قرآن مین ہین وہ اُس کے مطابق نہ ہوتے جو کہ تواریخ دانون کے نزدیک مقرر ومضبوط ہین حالانکہ خبر دینے والا امی نہ لکہا نہ پڑہا اور نہ تاریخ دان لوگون سے ملا جلا اور اسی طرح جو لوگ حاملین قرآن ہین اور جسپر ایمان لائے ہین اُن کو یہ نصرت خارق عادت نہ دیتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنون کا اور اُن کے خلفا کے اعدا کا اُن کی ناصرین دین کے دشمنون کا غلبہ ہر زمانے مین بطور خارق عادت وخارج از معہود ہوا ہے پس اگر دین کا امر حق نہ ہوتا تو اُن کو یہ ثبات واستقرار نہ ہوتا کیونکہ باطل کی تو ایک موج اٹہتی ہے پہر تہم جاتی ہے اور ایک غلبہ ظاہر ہوتا ہے پہر مضمحل ہوجاتا ہے قرطبی کہتے ہین یعنے ہم اُن کو دکہائین گے نشانیان اپنی وحدانیت وقدرت کی آفاق

یا قنوط ہے ساتھ دل کے اور ذو دعاء عریض ہے ساتھ زبان کے یا قنوط ہے بت سے اور ذو دعاء ہے واسطے اللہ
تعالیٰ کے پھر حبیب اللہ پاک نے مبالغہ کیا منکرین کے وعید میں اور یہ بیان کیا کہ وہ شرک سے اور منکر کا کی
گواہی سے رجوع کریں گے جن کے دنیا میں مدعی تھے تو بعد اس کے ایک اور تقریر فرمائی جو کہ ان پر واجب کرتی
ہے اس بات کو کہ قرآن سے اعراض کرنے میں اور جو اس میں امر توحید و نبوت و حشر و نشر و جزا ہے اس کے
عدم قبول میں مبالغہ نہ کریں پس ارشاد فرمایا قُلْ اَرَاَيْتُمْ الآیہ یعنے تم مجھے خبر دو اپنی حالت عجیب کی اگر ہو قرآن
اللہ کے پاس سے جیسا کہ میں نے کہا پھر تم نے اسکی تکذیب کی اور اسکو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اس شے پر جو
اس میں ہے تو کون زیادہ تر گمراہ ہے اُس سے جو کہ خلاف بعید میں ہو یعنے ایسا خلاف کہ حق سے نہایت
دور ہے مطلب یہ ہے کہ تم سے بڑھکر کوئی گمراہ نہیں ہے بسبب تمہاری فرط شقاوت و شدت عداوت کے
کلمہ اَرَاَيْتُمْ بمعنے اخبرونی ہے استعمال اس کا اخبار کے معنے میں مجاز ہے وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب علم شے
کا سبب ہے اس شے سے خبر دینے کا یا شے کا دیکھنا طریق ہے اُس شے کے احاطہ کرنے کا علم سے اور صحت
اخبار کا اُس سے تو جو صیغہ واسطے طلب علم کے تھا یا واسطے طلب ابصار کے اُس کا استعمال کیا گیا طلب
خبر میں اس لیے کہ یہ دونوں طلب میں مشترک ہیں پس اس میں دو مجاز ہیں ایک تو استعمال رای کا جو کہ
بمعنے علم یا ابصر ہے اخبار میں دوسرا استعمال ہمزہ کا جو کہ واسطے طلب رویت کے ہے طلب اخبار میں قال
الشہاب شیخ نے دو مجاز یوں بتائے کہ رویت کا اطلاق کیا گیا اور اخبار مراد لیا گیا اس لیے کہ رویت اخبار
کی سبب ہے دوسرا یہ ہے کہ استفہام بمعنے امر ٹھیرایا گیا اس لیے کہ استفہام و امر دونوں میں طلب ہوتی ہے اب
رہی یہ بات کہ من اضل ممن ہو فی شقاق اصل میں اے شئی اضل منکم ہے یعنے کون شے بڑھ کر گمراہ ہے تم
سے من ہو فی شقاق کو منکم کی جگہ میں رکھا ہے اس لیے کہ منظور بیان کرنا اُن کے حال کا ہے شقاق
و مخالفت میں اور یہ مخالفت سبب اعظم ہے اُن کی گمراہی میں پہلا مفعول رای کا محذوف ہے ای ارایتم
انفسکم یعنے تم مجھے خبر دو اپنی جانوں کی اور دوسرا مفعول جملہ استفہامیہ ہے کما قالہ الکرخی اور جملہ شرطیہ
معترضہ ہے درمیان دونو مفعولوں کے اور جواب شرط کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے فانتم اضل من غیرکم یا
فلا احد اضل منکم افادہ الجمل یعنے تم سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں اسلیے کہ تم نہایت دور کی مخالفت میں ہو
کیونکہ جو کوئی منکر ہو اُس شے کا جو اللہ تعالےٰ کے پاس سے نازل ہوئی بایں طور کہ اس کو یوں کہے کہ وہ
کہانیاں ہیں اگلوں کی یا شعر و سحر ہے یا جنون و ہذیان ہے تو بیشک وہ اللہ کا ایسا دشمن ہوا کہ اسکی
دشمنی دوستی سے نہایت دور اور ایسا مخالف ہوا کہ اس کی مخالفت اتفاق سے نہایت بعید جا پڑی
اور بلاشک جو ایسا ہو تو وہ غایت درجہ کی گمراہی میں اور پلے سرے کے بہکاوے میں ہے چونکہ

باب ہے کسی نے کہا راجع ہے طرف اس شے کے جسے اللہ پاک اُن کو دکھائیگا و الاول اَولیٰ نسفی نے دو قول لکھے
ہین قرآن یا اسلام قاضی نے چار قرآن یا رسول یا توحید یا اللہ وجودیہ نے اس آیت کی یون تحریف کی کہ اسکو
اتحاد خالق و مخلوق پر حمل کیا تعالے اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا آفاق جمع افق بضم ہمزہ وفا ہے
اہل لغت نے اسی طرح کہا ہے جیسے اعناق وعنق افق کہتے ہین ناحیہ کو آفاق نواحی و اطراف ہوئے [illegible]
نے نقل کیا ہے کہ افق بفتحتین کہتے ہین جیسے جبل و اجبال جملہ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ الآیہ [illegible]
اس ہو اُن کو توبیخ و تقریع کرتا ہے اسپر کہ قرآن کی شان مین تردد کرتے ہین اور اُن کی عناد پر جو کہ داعی
ہوتا ہے طرف وارد کرنے آیات کے اور اس پر کہ اللہ تعالے کے خبر دینے پر اکتفا نہین کرتے ہین ہمزہ
انکاری ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے ای الم ینبہم و لم یکفہم
اور بربک محل رفع مین ہے فاعل ہے یکف کا حرف با زائد ہے فاعل مین راجح یہی قول ہے اور مفعول
محذوف ہو لے اولم یکفہم ربک اور انہ علی کل شیء شہید بدل ہے ربک سے یعنے کیا غنی نہ کیا اُن کو
اور کافی نہ ہوا اُن کو آیات موعودہ سے جو کہ بیان کرنے والے ہین حقیت قرآن کی یہ امر کہ اللہ پاک شہید
ہے ساری اشیا پر یعنے اس کا ساری چیزون پر شہید ہونا بس ہے اور کسی آیت کی ضرورت نہین ہے کہ
قرآن کی حقیت پر لائی جائے بعد اُس کے خبر دینے کے کہ وہ حق ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کیا کافی نہین
ہے رب تیرا گواہ کفار کے اعمال پر یعنے اُسکی گواہی کافی ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کیا کافی نہین ہے
رب تیرا شاہد اس پر کہ قرآن اُتارا گیا ہے اُس کے پاس سے شہید بمعنے عالم ہے یا بمعنے حاضر ماخوذ شہادت
سے جس کے معنے حضور کے ہین زجاج نے کہا اس جگہہ کفایت کے یہ معنے ہین کہ اللہ عزوجل اُن کے واسطے
وہ شے بیان کرچکا جس مین کفایت ہے دلالت مین حقیت قرآن پر یا دین اسلام پر یا صدق نبوت حضور
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یا یہ معنے ہین کیا کافی نہین ہے تجھہ کو یہ بات کہ اللہ تعالی ہر شے پر شہید ہے اُس کا
تحقق ہے پس وہ محقق کر دیگا تیرے کام کو ساتھ ظاہر کرنے آیات موعودہ کے جس طرح کہ اُس نے
باقی اشیا کو محقق کیا ہے یا وہ مطلع ہے تو وہ جانتا ہے تیرے حال کو اور اُن کے حال کو یا یہ معنے ہین
کیا کافی نہین ہے انسان کو زجر کرنے والا معاصی سے یہ امر کہ اللہ تعالی مطلع ہے ہر شے پر کوئی
پوشیدہ شیٔ اُس پر مخفی نہین ہے اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک
مین ہین بعث و حساب و ثواب و عقاب سے کسی نے مریۃ کو بضم میم پڑھا ہے جیسے خفیہ و خفیہ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ
مُّحِيْطٌ محاورہ مین بولتے ہین احاط یحیط احاطۃ و حیطۃ یعنے اللہ پاک کے علم نے ساری معلومات کا اور
اس کی قدرت نے ساری مقدورات کا احاطہ کر لیا ہے اس مین وعید شدید ہے اس امر کو جس نے ہر شے

ہین یعنے اگلی امتون کے منازل کا اُجڑنا اور او سان کی جانون مین ساتھہ بلا یا و امراض کے ابن زید نے کہا کہ آفاق مین تو آیات سما اور اُن کے نفوس مین حوادث ارض مجاہد نے کہا آفاق مین فتح اُن بستیون کی جن کی فتح اللہ تعالی نے میسر کی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپکے خلفاء کے پیچھے بعد آپکے اور آپ کے انصار دین کے لیے اطراف دنیا مین اور بلاد مشرق و مغرب مین عموماً اور ناحیہ مغرب مین خصوصاً وہ فتوح کہ ان کی مثل خلفاء زمین مین سے کسی کو میسر نہین ہوئین قبل اُن کے یا غالب ہونا جبابرہ و اکاسرہ پر اور غالب کرنا ان کے قلیل کا اُن کے کثیر پر اور مسلط کرنا ان کے ضعفا کا اُن کے قوی لوگون پر اور جاری کرنا اللہ پاک کا ان کے ہاتھون پر ایسے امور کا جو کہ معہود سے خارج اور خارق عادات ہین و فی انفسہم سے مراد فتح مکہ ہے ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے اور منہال بن عمرو و سدی نے اسی کو اختیار کیا ہے قتادہ و ضحاک نے کہا فی الآفاق سے مراد اللہ تعالی کی وقائع ہین جو امتون مین واقع ہوئے اور فی انفسہم سے مراد روز بدر ہے عطا نے کہا فی الآفاق سے مراد اقطار سموات و ارض ہین سورج چاند تارے رات دن ریاح و امطار و رعد و برق و صواعق اور روئیدگی درخت پہاڑ دریا وغیرہ اور فی انفسہم سے مراد وہ لطیف صنعت و بدیع حکمت ہے جو انسان کی خلق مین رکھی ہے یہانتک کہ پاخانے پیشاب کی راہ مین کہ آدمی ایک جگہ سے کھاتا پیتا ہے اور دو جگہ سے متمیز ہو کر نکلتا ہے اور دونون آنکھون مین جن سے دیکھتا ہے زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ اور دونون کانون مین جن سے فرق کرتا ہے درمیان مختلف آوازون کے اس کے سوا اور بدیع حکمتین جو اللہ پاک نے انسان مین رکھی ہین اب اگر کوئی کہے کہ سنریہم الخ اس کا مقتضی ہے کہ اللہ پاک نے ان نشانیون پر اُن کو مطلع نہین کیا بعد اس کے اُن کو مطلع کرے گا باوجود اس کے کہ ان سب پر اُن کو مطلع کر چکا اور یہ نشان اُن کے پیش نظر ہین تو کہین گے کہ مراد اس بنا پر یہہ ہے کہ ہم اُن کو دکھائین گے اسرار اپنے نشانیون کے پس اگرچہ وہ بالفعل ان پر مطلع ہین لیکن ان کے سر و حکمت پر ہنوز مطلع نہین ہوئے ہین کذا قال الکرخی ابن جریج سے مروی ہے کہ بارش روک دی ساری زمین سے فی انفسہم مین کہا وہ بلا یا جو اُن کے جسمون مین لاحق ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مکے والے سفر کرتے تو عاد و ثمود کے آثار دیکھتے پہر کہتے واللہ البتہ مقرر سچ کہا محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فی انفسہم مین فرمایا امراض کسی نے کہا کہ فی انفسہم سے مراد انسان کا نطفہ ہونا ہے اس کے سوا اور انتقال احوال جس طرح کہ سورہ مومنین مین اس کا بیان گزر چکا ہے انہ الحق کی ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے کسی نے کہا طرف اسلام کے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے کسی نے کہا خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنے اُن کو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ آپ رسول حق ہین اپنے

سے پہلون کیطرف اللہ زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانون مین اور زمین اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اوپر سے اور فرشتے پاکی بولتے ہین خوبیان اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہین زمین والون کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اور جنہون نے پکڑے ہین اُس کے سوائے رفیق اللہ کو وہ یاد ہین اور اور تجھ پر نہین اُن کا ذمہ **ف** آسمان پھٹ پڑین رب کی عظمت کے زور سے یا فرشتون کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور پھٹ پڑین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان مین چار انگشت جگہہ نہین جہان کوئی فرشتہ سر نہین رکھے رہا سجدے مین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین حروف مقطعہ پر اول کلام کر چکا ہے ابن جریر نے ایک اثر غریب عجیب منکر ارطاۃ بن منذر سے اس جگہہ روایت کیا ہے کہا ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف آیا اور ان کے پاس حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے پس اس نے عرض کیا تم مجھے خبر دو تفسیر قول اللہ تعالیٰ حم عسق کی راوی کہتا ہے کہ انھون نے سر جھکا لیا پھر اُس سے اعراض کیا اُس نے پھر اپنی بات کی تکرار کی تو اُنھون نے اعراض کیا پھر اُسے کچھ جواب نہ دیا اور اُس کی بات کو ناخوش رکھا پھر اُس نے تیسری بار اُس کی تکرار کی تو بھی اُس کی طرف کوئی شے جاری نہ کی یعنے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا مین تجھ کو اُس کی خبر دیتا ہون مین پہچان گیا کہ انھون نے کیون اُس کو مکروہ رکھا وہ اُتری ہے حق مین ایک شخص کے اُن کے اہل بیت سے اُس کو عبدالالہ و عبداللہ کہتے ہین وہ اُترے گا ایک نہر پر مشرق کی نہرون سے اُس پر دو شہر بنائے جاوینگے شق کرے گا درمیان اُنکے شق کرنے کر یعنے اُن مین اُس نہر کو کاٹ کر لا ویگا پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ اذن دیگا اُن کے ملک کے زوال مین اور اُن کی دولت و مدت کے منقطع ہونے مین تو اللہ عزوجل اُن مین سے ایک شہر پر آگ بھیجے گا رات کو تو وہ شہر صبح کو سیاہ تاریک ہو جاویگا اور ایسا جل جاویگا گویا اپنی جگہہ نہ تھا ہی نہین اور اس کے ساتھ کا شہر تعجب کرتا ہوا صبح کرے گا کہ وہ کیونکر اچانک فنا کر دیا گیا پس نہ ہو گی مگر سفیدی اُس کے اُس دن کی یہانتک کہ اُن مین کا ہر جبار عنید اُس مین جمع ہو جاویگا پھر اللہ اُسکو اور اُن کو ایک ساتھ زمین مین دھنسا دیگا سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا حم عسق یعنے عزیمۃ من اللہ تعالیٰ وفتنۃ وقضاء حم عین یعنے عدل سین یعنے سیکون ق یعنے واقع بہا تین الدو ثبتین اس اثر سے زیادہ تر غریب حدیث ہے جس کو حافظ ابو یعلیٰ موصلی نے حضرت ابن عباس کے مسند کے جزو ثانی مین عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے لیکن اسناد اُس کی نہایت درجہ ضعیف و منقطع ہے ابو معاویہ کہتے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے پھر فرمایا لوگو کیا سنا ہے تم مین سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تفسیر فرماتے تھے حم عسق کی پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جست کی پھر کہا مین نے حم ایک اسم ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے سے حضرت عمر نے فرمایا پھر عین کہا عاین المولون عذاب یوم بدر یعنے معاینہ کیا اعراض کرنے والون نے عذاب

کا اوا کطہ کہ اس پر کوئی شے مخفی نہیں ہے تو وہ بدلا دیگا نیک کو اس کی نیکی کا اور بد کو اس کی بدی کا واللہ سبحانہ
اعلم بمرادہ واسرار کتابہ

سورۃ الشوریٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

اس سورت مبارکہ کا نام سورہ شوریٰ بدون الف و لام کے اور سورہ حم عسق اور سورہ عسق اور سورۃ حم عسق بھی ہے اس کی تیس اور پچاس آیتیں ہیں ساری سورت مکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حم عسق مکے میں نازل ہوئی اخرجہ [illegible] و ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کے روایت کیا ہو اور اسی طرح حسن و عکرمہ و عطاء و جابر رضی اللہ عنہم نے بھی فرمایا ہے حضرت ابن عباس و قتادہ سے یہی مروی ہے کہ مکی ہے مگر اس کی چار آیتیں مدینے میں نازل ہوئی ہیں قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى سے ... ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهٗ الی قولہ تعالیٰ بذات الصدور اور یہ آیت وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ الی قولہ تعالیٰ من سبیل ابن جریر و ابن ابی حاتم و نعیم بن حماد و خطیب نے ارطاۃ بن منذر سے ایک حدیث طویل حم عسق کی تفسیر میں روایت کی ہے یہ حدیث صحیح و ثابت نہیں ہے فتح البیان و فتح القدیر میں فرمایا ہے ہمارا ظن یہی ہے کہ منجملہ موضوعات مکذوبات ہے واضع کو اس حدیث کی وضع پر وہ شے باعث ہوئی جو کہ بہت لوگوں کے واسطے واقع ہوتی ہے یعنے اہل دول کی عداوت اور ان کی شان کی حقارت اور ان پر عیب لگانا اسی طرح وہ حدیث ہے جو ابو یعلے و ابن عساکر نے ابو سعاد سے روایت کی ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بسند ضعیف فتح البیان و فتح القدیر میں فرمایا بسند موضوع و متن مکذوب حافظ ابن کثیر نے فرمایا حدیث اول کے حق میں کہ غریب عجیب منکر ہے اور دوسری کے بارے میں یوں فرمایا کہ وہ اغرب ہے اول سے فتح البیان و فتح القدیر میں فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک دونوں موضوع مکذوب ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ ان کا ذکر آئے گا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اللہ

اس باب مین بہت سی آیتین ہین قولہ عزوجل تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ حضرت ابن عباس و ضحاک و قتادہ و سدی و کعب احبار نے کہا ہے فرقا من العظمۃ یعنے لگتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اپنے اوپر سے مارے خوف کے رب العالمین کی عظمت کے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ مثل اس آیت کے ہے اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا قولہ جل جلالہ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اعلام بذلک و تنویہ بہ یعنے مقصود اس آیت سے اللہ پاک کی مغفرت و رحمت کثیر کا اعلام ہے اور اس کی شان بلند کرنا ہے قولہ سبحانہ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ یعنے اللہ پاک مشرکون کے اعمال پر شہید ہے ان کو خوب شمار کرتا ہے ان کامون کا پورا پورا بدلا ان کو دیگا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور انحالت نذیر واللہ علے کل شئ وکیل یعنے تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر وکیل ہے ف

فتح البیان کا بیان فائح مع توضیح یہ ہے کہ حٰمٓ عٓسٓقٓ اس قسم کے فواتح سور پر کلام گزر چکا ہے عبد المؤمن کہتے ہین مینے حسن بن فضل سے پوچھا کیون جدا کیا گیا عٓسٓقٓ کو اور کٓہٰیٰعٓصٓ کیون نہ جدا کیا گیا تو کہا اس واسطے کہ یہ واقع ہوا ہے درمیان ان سورتون کے جن کا اول حٰمٓ ہے سو یہ اپنے قبل و بعد کے نظائر کے حال پر چلا پس حٰمٓ تو مبتدا ہے اور عٓسٓقٓ اسکی خبر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ حٰمٓ عٓسٓقٓ دو آیتین گنی گئی ہین اور ان کی اشکال جیسے کٓہٰیٰعٓصٓ اور الٓمٓ اور الٓمٓصٓ ایک آیت شمار کی گئی ہین یعنے اس لیے ان مین فصل نہین کی گئی اور کسی نے کہا اس لیے کہ سارے حروف تہجی معنے مین ایک ہین باین حیثیت کہ بیان کی بنیاد اور کلام کی بنا ہین کما ذکرہ الجرجانی پس جب اس اعتبار سے ایک ٹھہرے تو یکجا لکھے جائین اور ان مین فصل نہ ہو تیسری یہ وجہ ہے کہ اہل تاویل نے اس مین اختلاف نہین کیا ہے کہ کٓہٰیٰعٓصٓ اور اسکی امثال حروف تہجی مین ذکر ہیچ اور حٰمٓ مین اختلاف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ اس کے معنے حُمَّ ہین اے قضی ما ہو کائن یعنے مقدر و مقضی ہو چکا جو کچھ ہونے والا ہے پس اس کو فعل ٹھیرایا ہے تو فصل کی درمیان اس کے جو کہ فعل ٹھیرایا گیا اور اس کے جو کہ فعل نہین ٹھیرایا گیا مطلب یہ ہے کہ حٰمٓ کو بعض نے حروف کے تحت سے نکالا اور اس کو فعل ٹھیرا کر کہا کہ اس کے معنے حُمَّ الامر ہین یعنے قضے الامر اور عٓسٓقٓ اپنی اصل پر باقی رہا یعنے حروف تہجی پر قاضی نے کہا شاید حٰمٓ عٓسٓقٓ دو نام ہین سورت کے اسی لیے ان مین فصل کی گئی اور دو آیتین شمار کی گئین اور اگر یہ ایک نام ہو تو فصل واسطے تطابق باقی حوامیم کے ہے انتہے اول کی بنا پر دونون خبر ہونگی مبتدا محذوف کی اور ثانی قول پر بھی اُسے مبتدائی محذوف کی خبر ٹھیرائینگے اس کے معنے مین کسی نے کہا ہے کہ ح سے مراد حلم اللہ پاک کا ہے اور میم سے مراد اس کی مجد و بزرگی اور عین سے مراد اس کا علم

بدر کے دن کافر پایا پھر یہ بین کہا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فرمایا پھر قیامت تو حضرت ابن عباس چپ ہوئے پھر حضرت ابو ذر کھڑے ہوئے تو ویسی تفسیر کی جیسی حضرت ابن عباس نے کی تھی اور کہا قیامت ایک قارعہ ہے آسمان سے کہ لوگون کو ڈہانک لیگا **قولہ تعالےٰ** كَذٰلِكَ يُوحِيٓ اِلَيْكَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح تیری طرف یہ قرآن اُتارا ہے اسی طرح اُتارا ہے کتابون کو اور صحیفون کو نبیون پر تجھ سے پہلے اللہ نے جو کہ غالب ہے اپنے انتقام مین حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال مین امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ وحی آپ پر کیونکر آتی ہے تو آپ نے فرمایا کبھی تو آتی ہے مجھ کو مثل آواز گھنٹے کے اور یہ سخت تر اس کی ہے مجھ پر وہ منجلی ہو جاتی ہے مجھ سے اور مین یاد رکھتا ہون جو کچھ اُس نے کہا یعنے فرشتے نے اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ مرد بنکر سو وہ مجھ سے باتین کرتا ہے پھر مین یاد رکھتا ہون جو وہ کہتا ہے حضرت عائشہ نے فرمایا پس البتہ مقرر مین نے آپ کو دیکھا کہ اُترتی ہے آپ پر وحی سخت سردی مین پھر وہ آپ سے منجلی ہوتی ہے اور آپ کی پیشانی البتہ ٹپکتی ہے از روی پسینہ کے مطلب یہ ہے کہ نہایت سردی کے دن مین مارے شدت وحی کے آپ کی پیشانی مبارک سے پسینا ٹپکنے لگتا تھا اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ طبرانی نے عن عبد اللہ ابن الامام احمد عن ابیہ بسند خود عن عائشہ رضی اللہ عنہا عن الحارث بن ہشام روایت کیا ہے کہ حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وحی آپ پر کس طرح نازل ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا مثل صلصلہ جرس کے یعنے مثل گھنٹے کی آواز کے پھر وہ مجھ سے منجلی ہوتی ہے اور مقرر مین یاد رکھتا ہون جو اس نے کہا یعنے فرشتے نے اور فرمایا یہ وحی سخت تر اس کی ہے مجھ پر فرمایا اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ پھر وہ متمثل ہو جاتا ہے واسطے میرے یعنے آدمی کی صورت مین پھر وہ مجھ سے باتین کرتا ہے پس مین یاد رکھتا ہون جو وہ کہتا ہے امام احمد نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ احساس کرتے ہین وحی کا تو آپ نے فرمایا مین سنتا ہون صلاصل کو یعنے گھنٹے کی آوازون کو پھر مین اُس وقت چپ ہو رہتا ہون پس کوئی بار نہین ہے کہ وحی کی جاتی ہے طرف میری مگر مینے گمان کیا کہ میری جان قبض کی جاتی ہے تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر فرماتے ہین کہ ہم وحی آنے کی کیفیت اول شرح بخاری مین اس حدیث پر ذکر کر آئے ہین کہ وہ مغنی ہے یہان دوبارہ ذکر کرنے سے وللہ الحمد والمنۃ **قولہ تعالےٰ** لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے سب اللہ کے بندے اور اس کے ملک مین اُس کے قہر و تصریف کے تحت مین ہین وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ یعنے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا کما قال اللہ سبحانہ و تعالےٰ اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

کاف منصوب المحل ہے بنابر اگلی دو وجہ کے تیسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل جملہ اللہ العزیز الحکیم ہے اسے یوحی الیک مثل ا
اللفظ یعنے وحی کی جاتی ہے طرف تیرے اس لفظ کی کہ اللہ عزیز حکیم ہے لیکن بصریون کے اصول اس کے مساعد
نہین ہین کیونکہ جملہ نہ فاعل ہوتا ہے نہ نائب فاعل ثانی نائب فاعل قرآن ہے یا مصدر یوحی اس بنا پر اللہ العزیز
الحکیم کا رفع اس بنیاد پر ہوگا کہ فعل محذوف کا فاعل ٹھیرے گا گویا کسی نے کہا من یوحی یعنے کون وحی
کرتا ہے تو کہین گے اللہ العزیز الحکیم یعنے وحی کرتا ہے اللہ جو کہ غالب ہے اپنے ملک مین ساتھ قہر اپنے کے حکمت
والا ہے اپنے کام مین صواب کو پہونچنے والا ہے اپنے قول وفعل مین اس کی مثل قولہ تعالے یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ مین گزر چکا ہے الوجیوہ و اعمش وابان نے نوحی بنون پڑھا ہے اس صورت مین
اللہ العزیز الحکیم محل نصب مین مفعول ہوگا نوحی کا معنے یہ ہونگے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تیرے اس لفظ
کی کہ اللہ عزیز حکیم ہے لیکن اس مین یہ خلل ہے کہ حکایت جمل کے بغیر قول صریح کے لازم آتی ہے اب
یوحی کو مع اختلاف قرارت کے دیکھو کہ مضارع ہے اس کے معنے حال کے ہین یا استقبال کے اگر اس کی انہہ
معنے پر رکھو گے تو الی الذین من قبلک کو محذوف سے متعلق کروگے باین تقدیر واوحی الی الذین من قبلک
اور اگر معنے ماضی ٹھیراؤگے تو ماضی کو مضارع کی صورت مین لانا بلحاظ تصویر حال ہوگا یا یون کہو کہ مضارع
کا استعمال استقبال مین تو حقیقت ہے اور ماضی مین مجاز پس اسکا استعمال دونون مین یون ہوسکتا ہے
کہ مستقبل مین تو بنظر اس قرآن کے ہے جو اس وقت نازل نہین ہوا اور ماضی مین بنظر اس قرآن کے جو بالفعل
نازل ہولیا اور بنظر ان کتب کے جو انبیائی سابقین پر نازل ہوچکین غرضکہ اللہ پاک نے جو اپنی ذات مقدس
کو موصوف بعزت وحکمت کیا سو منظور اس سے علو شان بیان کرنا ہے اس شے کی جس کی وحی کی گئی کیونکہ
جب وحی کرنے والے کی صفت عزیز ہوئی تو معلوم ہوا کہ کامل قدرت والا ہے اور جب اس کی صفت حکیم
ہوئی تو سمجھا گیا کہ اُس کا علم کامل ہے اور یہ کھلی بات ہے کہ جو اثر ایسی ذات کی طرف منسوب ہو جو کہ
بکمال قدرت وعلم متصف ہو تو وہ علو شان ورفعت قدر کے اقصے مراتب مین ہوگا پھر اپنی ذات
پاک کا اور وصف ذکر فرمایا کہ لہ ما فی السموات وما فے الارض یعنے اُس کے کمال قدرت ونفوذ تصرف کا
کیا ٹھکانا ہے اُسکا وصف تو یہہ ہے کہ آسمان وزمین مین جو کچھ ہے وہ سب اسی کے ملک ہے اور ساری
مخلوقات مین اسی کا تصرف ہے اور اس کی ذات وشان اپنی خلق پر عالی ہے اور اس کا مکان برہان
عظیم وکبیر ہے اور اس کی ہیبت وجلال کا یہ حال ہے تکاد السموات یتفطرن من فوقہن یعنے قریب ہے
کہ آسمان پھٹ پڑین اپنے اوپر سے جمہور نے تکاد کو تائے فوقیہ اور یتفطرن کو تائے فوقیہ بعد یائے تحتیہ
مع تشدید طا پڑھا ہے اور نافع وکسائی وابن وثاب نے یکاد بیائے تحتیہ ویتفطرن اور ابو عمرو مفضل

اور سین سے مراد اس کی سنا و روشنی اور ق سے مراد اُس کی قدرت ہو اس نے اُن اشیا کی قسم کھائی ہے اُس کے سوا اور
کچھ بھی کہا ہے جو کہ تکلف و تعسف ہو کوئی دلیل اس پر دال نہین ہے نہ کوئی حجت و شبہہ حجیت اس مین جو بے
اصل قول روایت کیے گئے ہین اُن کو ہم اول ذکر کر آئے ہین حق وہی ہے جو فاتحہ سورہ البقرہ مین ذکر کیا گیا
ہے امام نے فرمایا یہ بات جان رکھو کہ ایسے مواضع مین گفتگو تنگی کرتی ہے اور مجازفات کا یعنے اٹکل پچو باتون
کا دروازہ کھولنا اُس قسم سے ہے جس کی طرف کوئی راہ نہین ہے پس اولی یہ ہے کہ اُس کا علم اللہ پاک کو سپرد
کیا جائے وہی خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہم
نے حم سق پڑھا ہے كَذٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یہ کلام مستانف
ہے ماقبل سے متعلق نہین ہے منظور اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ مضمون اس سورت کا موافق اُن
مضامین کے ہے جو باقی کتابون مین ہین جن کا نزول اگلے نبیون پر ہوا ہے موافقت اس مین ہے کہ
جیسا اُن مین توحید کی طرف بلانا اور حق کی طرف راہ بتانا تھا ویسا ہی اس مین ہے یعنے مثل اُن معانی کے
جو اس سورت مین ہین وحی کی گئی طرف تیرے اور وحی کی گئی طرف باقی رسولون کے حنفاوی نے کہا وجہ
مشابہت کی یہ ہے کہ جس قدر کی وحی کی گئی ساری کتابون مین وہ تین امر کی طرف رجوع کرتی ہے توحید و
نبوت و بعث سو اس قدر قرآن شریف مین اور باقی کتب الٰہیہ مین موجود ہے زادہ نے کہا وجہ مشابہت یہ ہے
کہ ان چیزون مین اشتراک ہے توحید و نبوت و معاد کی طرف بلانا اور احوال دنیا کی برائی بیان کرنا اور
آخرت کے امور مین رغبت دلانا کسی نے کہا کہ حم عسق کی وحی کی گئی طرف اُن انبیا کے جو آپ سے قبل تھے
اس بنا پر کذلک کا اشارہ ہوگا طرف حم عسق کے والا ول اوسے خازن نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل
کیا ہے کہ نہین ہے کوئی نبی صاحب کتاب مگر حال یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف اس کے حم عسق سو اسی لیے
اللہ تعالی نے فرمایا کذلک یوحی الیک الآیہ واللہ اعلم اس بنا پر مشابہت ہوئی حم عسق کے وحی ہونے مین یعنے
جیسے اس کی وحی تیری طرف کی ویسی ہی اگلے نبیون کی طرف کی بالجملہ کذلک کا حرف کاف محل نصب
مین ہے بنا بر صفت مفعول مطلق محذوف یعنے مثل اس ایحاء مثل ذلک الایحاء الذی اوحی الی سائر الرسل
یوحی الیک الآیہ جمہور نے یوحی بکسر حا بصیغہ معروف پڑھا ہے اور فاعل اللہ ہے اور العزیز الحکیم اس کی
دونون صفتین ہین اور کاف یعنے مثل صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی جیسا کہ گزر چکا اور مجاہد و ابن کثیر
و ابن محیصن نے بفتح حا بصیغہ مجہول اُس کے نائب فاعل مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ضمیر مستتر ہے جو کہ
کذلک کی طرف پھرتی ہے کیونکہ وہ مبتدا ہے تقدیر یہ ہے مثل ذلک الایحاء یوحی ہو الیک پس مثل
ذلک مبتدا ہے اور یوحی ہو الیک اُس کی خبر دوسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل الیک ہے اور

اور ابوبکر و ابو عبید نے ینفطرن بنون بعد الیاء ماخوذ انفطار سے کقولہ تعالیٰ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ تفطر سے
تشقق ہے یعنے شق ہونا پھٹنا اب یہی یہ بات کہ شق کیون ہون سو اس کی وجہ مین کئی قول ہین ضحاک و سدی تو
کہتے ہین کہ پھٹ پڑین مارے اللہ کی عظمت وجلال کے کسی نے یون کہا کہ باری اللہ پاک کی علو شان و عظمت کو
اس معنی پر یہ بات دال ہے کہ اس کا ذکر بعد ہو العلی العظیم کے آیا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کا شق ہونا بوجہ عظمت وجلال
الٰہی کے ہے کسی نے کہا بسبب کثرت فرشتون کے جو کہ آسمانون پر ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ
قریب ہے کہ ہر ایک ان مین کا پھٹ پڑے اوپر اس آسمان کے جو
اس کے متصل ہے بسبب کہنے مشرکون کے یہ بات کہ اللہ نے ٹھیرائی اولاد کسی نے کہا من فوقہن کے معنے ہین من جہۃ
فوق الارضین یعنے پھٹ پڑین زمینون کے اوپر سے وہو الاول اور ہے کلمہ من واسطے ابتدائے غایت کے ہے
یعنے پھٹنے کی ابتدا ہو فوق کی جہت سے اخفش صغیر نے کہا کہ ضمیر من فوقہن کی راجع ہے طرف جماعات کفار کے
یعنے پھٹ پڑین کفار کی جماعتون کے اوپر سے یہ قول نہایت درجہ بعید ہے جہت فوق کے خاص کرنے کی
وجہ یہ ہے کہ فوق کی جہت زیادہ تر قریب ہے طرف آیات عظیمہ و مصنوعات باہرہ کے یا بطریق مبالغہ ہے گویا کفار
کی بات باوجود اس کے کہ تحت کی جہت سے آئی ہے اس نے فوق کی جہت مین اثر کیا تو تاثیر اس کی جہت تحت مین
بطریق اولےٰ ہوگی قولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کلام مستانف ہے یعنے مشرکون کی بے
ادبیان ایسی ہین کہ آسمان پھٹ پڑین مگر فرشتے تنزیہ کرتے ہین اپنے رب کی اس شے سے جو اس کی بارگاہ
عالیجاہ کے لائق نہین ہے اور اس پر جائز نہین ہے اس حال مین کہ اس کی حمد کرتے ہین اس کی خوبیان
بیان کرتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ یا سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ تسبیح اس جگہ بجائے تعجب
رکھی گئی ہے یعنی اللہ پاک پر مشرکین کی جرأت کرنے سے تعجب کرتے ہین کسی نے کہا کہ نماز پڑھتے ہین بحکم
رب کے امر سے قالہ السدی قولہ تعالے وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ یعنے شفاعت کرتے ہین واسطے ان
لوگون کے جو زمین مین ہین یعنے اللہ پاک کے مومن بندے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ
آمَنُوا مطلب یہ ہے کہ مراد استغفار سے اس جگہ شفاعت ہے واسطے مومنین کے تو آیت ان کے ساتھ
خاص ہوئی یا یہ معنے ہین کہ ہدایت طلب کرتے ہین واسطے زمین والون کے کسی نے کہا فرشتون کے استغفار
کرنے کے یہ معنے ہین کہ سعی کرتے ہین اس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے مغفرت کی واسطے ان کے اور تاخیر
ان کی عقوبت کے واسطے طمع کرنے کے ایمان کافرین اور توبہ فاسق مین اب یہ آیت عام ہوگی چنانچہ ظاہر
لفظ بھی ہے اور مومنین کے ساتھ خاص نہ ہوگی گو وہ اس مین بدخول اولیٰ داخل ہین قاضی بیضاوی اسی طرف
گئے ہین بلکہ اگر استغفار کی تفسیر کی جاوے ساتھ سعی کرنے کے اس شے مین جو خلل متوقع کو دفع کرے

کرسکتا ہے **ف** بڑا گانون فرمایا مکہ کو کہ ساری عرب کا مجمع وہان ہوتا ہے اور ساری دنیا مین گھر اللہ تعالیٰ کا وہان ہے آس پاس اُس کے اول عرب بعد اُس کے ساری دنیا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے ہم نے وحی کی طرف نبیون کے تجھ سے پہلے ویسی ہی وحی کی ہم نے طرف تیرے قرآن عربی کی یعنی قرآن واضح وجلی وبین کی تاکہ تو ڈر سناوی ام القریٰ کو مراد مکہ ہے اور اُن کو جو اُس کے آس پاس ہین یعنی اور باقی شہر مشرق ومغرب کے مکے کا نام ام القریٰ اس واسطے رکھا ہے کہ سارے شہرون سے اشرف ہے اس کی بہت سی دلیلین ہین بجائے خود مذکور ہین اُن مین سے نہایت موجز ومختصر واول دلیل یہ ہے جو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عدی بن حمرا زہری نے اس کو خبر دی کہ اُس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اور آپ موضع حزورہ مین کھڑے ہوئے تھے یہ جگہ مکے کے بازار مین ہے واللہ بیشک تو بہترین زمین ہے اللہ کی طرف اللہ کے اور محبوب ترین زمین ہے اللہ کی طرف اللہ کے اور اگر مین نکالا نہ جاتا تجھ سے تو نہ نکلتا هٰكَذَا رِوَايَةُ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيحٌ **یوم الجمع** سے مراد روز قیامت ہے اللہ اگلے پچھلون کو ایک زمین مین جمع کرے گا اس کے وقوع مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور وہ ضروری ہونے والا ہے قولہ تعالیٰ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ یعنے اہل جنت اہل نار کو مغبون کرین گے وکما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ وَمَا نُؤَخِّرُهٗ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُودٍ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيدٌ امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہاتھ مین دو کتابین تھین پس فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا ہین یہ دو کتابین ہم نے عرض کیا نہین مگر یہ کہ آپ ہم کو خبر دین یا رسول اللہ آپ نے اُس کتاب کو فرمایا جو آپ کے سیدھے ہاتھ مین تھی کہ ہٰذا کتاب من رب العالمین باسماء اہل الجنۃ واسماء آبائہم وقبائلہم یعنے یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے اس مین جنت والون کے نام ہین اور نام ان کے باپون کے اور ان کے قبیلون کے پھر اجمال کیا گیا ہے اُن کے آخر پر نہ اُن مین زیادہ کیا جائے گا اور نہ اُن سے کم کیا جائے گا کبھی پھر آپ نے فرمایا اُس کتاب کو جو آپ کے بائین ہاتھ مین تھی کہ ہٰذا کتاب اہل النار باسمائہم واسماء آبائہم وقبائلہم ثم اجمل علٰی آخرہم لایزاد فیہم ولا ینقص منہم ابدًا یعنے یہ کتاب ہے اہل نار کی مع اُن کے نامون کے اور اُن کے آباء وقبائل کے نامون کے پھر اجمال کیا گیا اُن کے آخر پر نہ اُن مین زیادہ کیا جائے اور نہ اُن سے کم کیا جائے کبھی پس اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا پھر واسطے کس شے کے ہم عمل کرین

قسم ہے ایک تو عالم جسمانیات اور اُن میں سب سے بڑھ کر آسمان ہیں دوسرا عالم روحانیات ہو اور اس میں سب سے بڑہ کر فرشتے ہیں پس اول یہ بیان کیا کہ جسمانیات پر اُس کو کامل قدرت حاصل ہے تو فرمایا تکاد ہے کہ آسمان بہت ٹوٹ پڑین اپنے اوپر سے یعنے ماری اُس کی عظمت کے پھر روحانیات کی طرف انتقال کیا تو فرمایا کہ الملائکۃ یسبحون بحمد ربہم پھر جاننا چاہیے کہ روحانی کو دو تعلق ہیں ایک تعلق تو عالم کبریاء جلال کے ساتھ فیض حاصل کرنے اور اس کے قبول کرنے کا دوسرا تعلق عالم اجسام کے ساتھ ہے فیض دینے اور تاثیر کرنے کا تو یسبحون بحمد ربہم تو اشارہ ہے طرف اس تعلق کے جو اُن کو بارگاہ ذو الجلال والاکرام سے ہے اور یستغفرون لمن فی الارض اشارہ ہے طرف اُس تعلق کے جو اُن کو عالم اجسام سے ہے اور تسبیح چونکہ منزہ کرنا اللہ پاک کا ہے ناسزا اسود سے اور تحمید اس کا وصف کرنا ہے ساتھ اس بات کے کہ وہ ساری نعمتون خوبیون کا عطا کرنے والا ہے اور اس کا منزہ ہونا ناسزا اسود فی ذاتہ رتبے میں مقدم ہے اس پر کہ وہ خیرات وسعادات کا فیاض ہے اس لیے یسبحون بحمد ربہم فرمایا ویحمدون ویسبحون ربہم نہ کہا اور دوسری تفسیر کی بنیاد پر یسبحون بحمد ربہم الآیہ اس امر کے بتانے کو ٹھہر لگا کہ وہ پاک ہے اس بات سے جس کی نسبت اُس کی طرف کی گئی اور اسپر جو اُن کو جلد عذاب نہیں کرتا ہے سو اس لیے کہ فرشتے مغفرت مانگتے ہیں اور اس واسطے کہ اُس کی مغفرت ورحمت غایت درجہ کو پہونچی ہوئی ہے ہذا حاصل الشیخ والذین اتخذوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جنہون نے ٹھیرائے ہوے اُس کے سوا جن کو وہ پوجتے ہین اور ٹھیرائے واسطے اُس کے شرکا وانداد وامثال اللہ اُن پر حفیظ ہے یعنے اُن کے اعمال کو محفوظ رکھتا ہے اُن میں کے اس سے کوئی شے غائب نہیں ہوتی ہے تاکہ اُن اعمال کی اُن کو جزا دے اور نہیں تو اُن پر وکیل یعنے اُس نے تجھ کو اُن کا ذمہ دار نہیں بنایا ہے تاکہ تجھ سے اُن کا مواخذہ ہو اور نہ تجھ کو اُن کی ہدایت سپرد کی ہے تو تو صرف پہونچانے والا ہے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ

وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ

يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور اسی طرح اُتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا وے بڑے گاؤن کو اور اُس کے آس پاس والون کو اور خبر سنا وے جمع ہونے کے دن کی اُس میں دھوکا نہیں ہے ایک فرقہ جنت میں اور ایک فرقہ آگ میں اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کرتا ایک ہی فرقہ پر وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی مہر میں اور گنہگار جو ہیں اُن کا کوئی نہیں رفیق نہ مددگار کیا اُنھون نے پکڑے ہیں اُس سے ورے کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز

ابن جریر نے ابن جبیرہ سے روایت کیا ہے کہ اُن کو یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا
یارب تیری خلق جن کو تو نے پیدا کیا ٹھیرایا تو نے اُن میں سے ایک فریق جنت میں اور ایک فریق آگ میں
کیوں نہیں داخل کیا تو نے اُن سب کو جنت میں پس فرمایا اے موسیٰ تو اٹھا اپنے کرتے کو تو اُنھوں نے
اُٹھایا عرض کیا مقرر میں نے اُٹھا لیا فرمایا اُٹھا تو اُٹھایا پھر کچھ چھوڑا عرض کیا یارب مقرر میں نے اُٹھا لیا
فرمایا اُٹھا عرض کیا مقرر میں نے اُٹھا لیا مگر وہ شے جس میں خیر نہیں ہے فرمایا اسی طرح میں داخل کرتا ہوں
اپنے ساری خلق کو جنت میں مگر وہ جس میں خیر نہیں ہے **ف** قولہ تعالیٰ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَاۗءَ
الآیہ اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکوں پر اس بات میں کہ انھوں نے اللہ پاک کے سوا معبود ٹھیرائے ہیں اور خبر
دیتا ہے کہ وہی ولی حق ہے کہ تنہا اُسی کی عبادت لائق ہے اس لیے کہ وہ قادر ہے مُردوں کے زندہ کرنے پر
اور وہ ہر شے پر قدیر ہے **ف** وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الآیہ میں دو وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ ذٰلک
کا اشارہ ہے طرف مصدر اوحینا کے اور حرف کاف بمعنے مثل محل نصب میں ہے اس بنا پر کہ صفت ہے
مفعول مطلق محذوف کی اور قرآنا عربیا موصوف وصفت ملکر مفعول بہ ہے اوحینا کا اے واوحینا
الیک ایحاء مثل ذلک الایحاء المذکور فی قولہ یوحی الیک البدیع البین المفہم قرآنا عربیا لا لبس فیہ علیک
ولا علی قومک یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے وحی کرنے کر ایسا وحی کرنا کہ مثل اس وحی کرنے کے ہے جس
کا ذکر یوحی الیک میں ہے جو کہ بدیع و نادر و ظاہر نئے طرز کا مطلب کا خوب سمجھانے والا ہے قرآن عربی
جس میں تجھ پر کسی طرح شک و شبہ نہیں ہے نہ تیری قوم پر مطلب یہ ہے کہ ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان
کا نازل کیا تیری قوم کی زبان میں جس طرح کہ ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ اُس
کی زبان خوب سمجھ میں آوے بات میں کسی طرح کا دھوکا نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف
معنے آیت متقدم کے وہ معنے یہی ہیں کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور تو صرف ڈر سنانے والا ہے اس بنا پر حرف
کاف مفعول بہ ہوگا اور قرآنا عربیا اُس سے حال چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکوں کے ایمان
لانے پر حریص تھے اور وہ جو شرک و گمراہی پر اصرار کرتے تھے اس پر آپ کو حزن و رنج ہوتا تھا اس لیے
اللہ پاک نے اس بات کا انکار کیا اپنے قول کہ اللہ حفیظ علیہم الآیہ یعنے تیرے قابو میں یہ بات نہیں ہے
کہ تو ایسے اصرار کرنے والوں کو ہدایت کرے صرف اللہ پاک اس پر قادر ہے اور تیرا ذمہ صرف ڈر سنا دینا
ہے دگر ہیچ پھر فرمایا وکذلک اوحینا الآیہ یعنے اور مثل اس آیت کے ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور مثل
اس مضمون کے جس کی مقتضی ہے یعنے توجہ اُن کے ایمان پر نہایت حریص ہے اس بات پر انکار کیا ہے اور
اس قسم کا انکار بار بار قرآن میں مکرر لایا گیا ہے حالانکہ اس انکار پر جو شے دال ہے وہ قرآن عربی ہے یعنے

اگر ہے یہ ایک ایسا امر کہ اس سے فراغت ہو چکی ہے آپ نے فرمایا سددوا وقاربوا پس تحقیق جنت والا خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل جنت کی گو اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو اور بیشک نار والا خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل نار کے اگرچہ اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس اُس کو قبض کر لیا پھر فرمایا فارغ ہو گیا رب تمہارا عزوجل بندوں سے پھر آپ نے داہنے سے اشارہ کیا پس پھینک دیا اُس سے پھر فرمایا فریق فے الجنۃ اور پھینک دیا بائیں سے اور فرمایا فریق فے السعیر وہکذا رواہ الترمذی والنسائی جمیعا عن قتیبۃ عن اللیث بن سعد وبکر بن مضر کلاہما عن ابی قبیل عن شفی بن ماتع الاصبحی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما وقال الترمذی حسن صحیح غریب وساقہ البغوی فی تفسیرہ بسندہ نحوہ وعندہ زیادات منہا ثم قال فریق فے الجنۃ وفریق فے السعیر عدل من اللہ عزوجل ورواہ ابن ابی حاتم بسندہ ورواہ ابن جریر بسندہ عن شفی عن رجل من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فذکرہ ثم روا عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ کہتے ہیں بیشک اللہ تعالے نے جب کہ پیدا کیا آدم علیہ السلام کو تو جھاڑا اُن کو مثل جھاڑنے سلائی کے اور نکالی اُن سے اُن کی کل ذریت تو نکلے امثال نغف کے پھر اُن کی دو مٹھیاں بھریں پھر فرمایا شقی وسعید پھر دونوں کو ڈالدیا پھر اُن کی مٹھیاں بھریں پھر فرمایا فریق فے الجنۃ وفریق فے السعیر وَهٰذَا الْمَوْقُوْفُ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم امام احمد نے ابو نضرہ سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اُس کو ابو عبداللہ کہتے تھے اُس پر اُس کے اصحاب داخل ہوئے یعنے اُس کی زیارت وملاقات کو آئے تھے تو اُس کو روتا ہوا پایا پس اُس سے کہا تجھے کون چیز رلاتی ہے کیا تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا خذ من شاربک ثم وقرہ حتے تلقانے کہا کیوں نہیں ولیکن میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالی نے بھری اپنے دہنے ہاتھ میں ایک مٹھی اور دوسرے ہاتھ میں دوسری فرمایا ہذہ لہذہ وہذہ لہذہ یعنے یہ تو واسطے جنت کے اور یہ واسطے نار کے اور میں پروا نہیں کرتا ہوں پس میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کونسی مٹھی میں ہوں حدیثیں قدر کی صحاح وسنن و مسانید میں بہت سی ہیں اُن میں سے حضرت علی وحضرت ابن مسعود وحضرت عائشہ صدیقہ اور ایک جماعت کثیر کی حدیثیں ہیں قولہ تبارک وتعالے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور اگر چاہتا اللہ تو کر دیتا اُن کو ایک امت ہدایت پر یا ضلالت پر ولیکن اللہ تعالے نے تفاوت فرمایا ہے درمیان اُن کے سو ہدایت کی جس کو چاہتا ہے طرف حق کے اور گمراہ کیا جس کو چاہتا ہے حق سے اور حکمت وحجت بالغہ اُسی کے واسطے ہے اسی لیے یوں فرمایا وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

وسلم وفی یدہ کتاب ینظر فیہ قالوا انظروا الیہ کیف وہو امی لا یقرا قال فعلمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال

ہذا کتاب من رب العالمین باسماء اہل الجنۃ واسماء قبائلہم لا یزاد فیہم ولا ینقص منہم وقال فریق فی الجنۃ وفریق

فی السعیر فرغ ربکم من اعمال العباد - بالجملہ جب اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ اہل جمع دو فریق ہیں تو ذکر کیا کہ یہ

اُس کی مشیت سے ہے پس فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَہُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ضحاک نے کہا یعنے اگر چاہتا اللہ تو

البتہ کر دیتا اُن کو ایک دین والے یا ہدایت پر یا ضلالت پر لیکن وہ متفرق ہوئی مختلف دینوں پر بسبب

مشیت ازلیہ کے یہی معنے ہیں اس قول کے وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ الآیہ یعنے ولیکن داخل کرتا

ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں یعنے دین حق میں مراد اسلام ہے مسلمان اللہ تعالے اور ظالمین یعنے مشرکین

نہیں ہے واسطے اُن کے کوئی ولی کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور نہ کوئی نصیر کہ اس مقام میں اُن کی

مدد کرے اسی کی مثل یہ آیت ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَہُمْ عَلَی الْہُدٰی اور یہ آیت وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ

نَفْسٍ ہُدٰىہَا مطلب یہ ہے کہ ہدایت و گمراہی مشیت الٰہی سے ہے اللہ پاک نے جس کسی سے ہدایت کا اختیار

کرنا جان لیا ہے تو اُس کو ہدایت کرتا ہے پھر اُس کے سبب سے اپنی جنت و رحمت میں داخل فرماتا ہے اور جس سے

گمراہی کا اختیار کرنا معلوم کیا ہے اُس کو گمراہ کرتا ہے پھر اُس کی وجہ سے اُسکو سعیر والوں میں ٹھیراتا ہے

یہاں ظاہر مقابلہ اس کا مقتضے ہے کہ یوں کہا جاتا ویدخل من یشاء فی غضبہ ونقمتہ لیکن ایسا نہ کہا اس

لیے کہ منظور مبالغہ کرنا ہے وعید میں کیونکہ اُن کے متولی و ناصر کی نفی کرنا زیادہ تر دال ہے اس پر کہ اُن کا

عذاب میں ہونا ایک ایسا امر معلوم ہے کہ اُس سے فراغت ہو چکی ہے کذا قال الکرخی اور مبالغہ کرنے کی وجہ

یہ ہے کہ انذار کا مقام ہے ایسی جگہ وعید میں مبالغہ کرنا انسب ہوتا ہے والمشرکون کی جگہ الظالمون

فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اور یہی ظلم علت ہے اُن کے

واسطے ولی و ناصر نہ ہونے کی علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں وَقَدْ ہَمَّا مُتَخَاصِمَاتٌ بَیْنَ الْمُتَمَذْہِبِیْنَ

الْمُتَبَنِّیْنَ عَلٰی مَا دَرَجَ عَلَیْہِ اَسْلَافُہُمْ قَدْ تَتَابَعُوْا عَلَیْہِ مِنْ بَعْدِہِمْ وَلَیْسَ بِنَا اِلٰی ذِکْرِ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ فَائِدَۃٌ

کَمَا ہُوَ عَادَتُنَا فِیْ تَفْسِیْرِنَا ہٰذَا فَہُوَ تَفْسِیْرٌ سَلَفِیٌّ یَمْشِیْ مَعَ الْحَقِّ وَیَدُوْرُ مَعَ مَدْلُوْلَاتِ النَّظْمِ

الشَّرِیْفِ وَاِنَّمَا یَعْرِفُ ذٰلِکَ مَنْ رَسَخَ قَدَمُہٗ وَتَبَرَّأَ مِنَ التَّعَصُّبِ قَلْبُہٗ وَلَحْمُہٗ وَدَمُہٗ قولہ تعالے

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖۤ اَوْلِیَآءَ کلمہ ام منقطعہ بمعنے بل ہے فَاللّٰہُ ہُوَ الْوَلِیُّ جواب ہے شرط محذوف کا مثلاً ان

ارادوا اولیاء بحق فاللہ ہو الولی بالحق اس بنا پر مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول ظالمون کا یہ وصف کیا کہ وہ

ظالم ہیں اُن کا کوئی ولی و ناصر نہیں ہے پھر اس وصف سے اضراب کیا طرف دوسرے وصف کے وہ یہ ہے

کہ انہوں نے اللہ تعالے کے سوا اولیا ٹھیرا لئے ہیں جن سے اُن کو لپٹے ہیں یہ وصف بطور تخصیص ہے

کا ہے اُس کے معنے تجھ پر مخفی نہیں ہیں کیونکہ وہ تو تیری زبان ہے اور تو نے اُس کو منزل الکلام مبہم و ملتبس کے ٹھیرایا
ہے جب تو تو اُن کے ایمان لانے کی حرص کو نہیں چھوڑتا ہے لِتُنذِرَ اُمَّ القُرٰی الآیہ یعنے قرآن عربی کی
تیری طرف اس واسطے وحی کی ہے کہ تو ڈراوے ام القری کو یہان مضاف و مفعول ثانی محذوف ہے اے
لتنذر اہل ام القری العذاب یعنی تاکہ ڈراوے تو ام القری والون کو اور اُن لوگون کو جو اُس کے آس پاس ہیں
عرب اور ساری دنیا کے لوگ اور تنذر یوم الجمع مین مفعول اول محذوف ہے اے تنذر الناس یوم الجمع یعنے
اور ڈراوے تو لوگون کو روز قیامت سے اول سے ثانی اور ثانی سے اول مفعول جو حذف ہوا ہے سو واسطے
تہویل و ایہام تعمیم کے ام القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے عرب لوگ ہر شے کی اصل کا نام ام رکھتے ہیں مکے کو بستیون
کی اصل اس واسطے ٹھیرایا کہ منظور اُس کی تشریف و تعظیم ہے اس وجہ سے کہ اُس میں اللہ پاک کا خانہ معظم و
مکرم ہے اور مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے یا اس لیے کہ زمین اُس کے نیچے سے پھیلائی گئی ہے قیامت
کو یوم الجمع اس لیے کہتے ہیں کہ اُس میں خلائق کا مجمع ہوگا یا یہ مراد ہے کہ روحیں جسمون سے جمع کی جائینگی
یا اس دن ظالم و مظلوم جمع ہونگے یا عمل کرنے والا اور اُس کا عمل یکجا ہوگا جملہ لاریب فیہ استیناف ہے یا
حال ہے یوم الجمع سے یا جملہ معترضہ ہے تقریر ما قبل کے واسطے لایا گیا ہے اُس کے نزدیک جو کہ جملہ معترضہ
کے آخر کلام میں لانے کو جائز کہتا ہے جمہور نے فریق فی الجنۃ و فریق فے السعیر کو دونون جگہ برفع پڑھا
ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور جار و مجرور خبر ہے ابتدا بنکرہ اس لیے جائز ہوئی کہ مقام تفصیل کا مقام ہے
یا یہ کہ فریق سے پہلے خبر مقدر ہے ای منہم فریق فے الجنۃ و منہم فریق فے السعیر یا یون کہو کہ خبر ہے مبتدا ای
محذوف کی اے ہم فریق فے الجنۃ و فریق فے السعیر ضمیر راجع ہوگی طرف مجموعون کی جو کہ یوم الجمع سے معلوم
ہوتا ہے یعنے روز جمع کے دن جو لوگ جمع کیے جائینگے وہ ایک گروہ تو جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ
مین زید بن علی نے دونون جگہ فریقًا منصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ جملہ محذوفہ سے حال ہے ای افترقوا حال
کونہم فریقًا فے الجنۃ و فریقًا فے السعیر یعنے وہ لوگ فرقے فرقے ہون گے در اتحال کہ ایک فرقہ تو بہشت میں
ہوگا اور ایک فرقہ نار مین فراء و کسائی نے نصب کو جائز رکھا ہے باین تقدیر لتنذر فریقًا اول دو
حدیثین درباره قدر بروایت حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہما گذر چکی ہین ایک مرفوع اور ایک موقوف
حافظ ابن کثیر نے موقوف کو اشبہ بالصواب ٹھیرایا تھا وہی دونون فتح البیان و فتح القدیر مین بھی ہین سے فی الجملہ لفظ
کا تفاوت ہی آخر مین کہا ہے و روی ابن جریر طرفا منہ عن ابن عمرو موقوفا علیہ قال ابن جریر وہذا الموقوف اشبہ
بالصواب صاحب فتح القدیر و فتح البیان رحمہما اللہ نے فرمایا ہے بل المرفوع اشبہ بالصواب فقد رفعہ الثقۃ و
رفعہ زیادۃ ثابتۃ من وجہ صحیح و یقوی الرفع ما اخرجہ ابن مردویہ عن البراء قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

کروی جب خوب پکے طور پر اسکا بیان ہوچکا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہین ہے تو فرمایا کہ فاللہ ہو الولی یعنے ولی
بحق تو اسہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی نہین ہے پھر جب اسپاک نے مشرکون کو یون تہدید کی کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے
اور یون کہ ظالمون کا کوئی ولی و نصیر نہین ہے پھر یہ حکم لگایا کہ ولی بحق وہی ہے تو بعد اس کے وہ بات بیان فرمائی
جو دال ہے اس پر کہ وہ ولی ہے مومنون کا ساتھ مدد کرنے اور ثواب دینے کے اور ذلیل کرنے والا ہے دین
کے دشمنون کا ساتھ تعذیب و عقاب کے پس ارشاد فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ
اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
مِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ اور جس بات مین
پھوٹ ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کی چکوتی ہے اسپر جو اللہ وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر مجہہ کو بہروسا اور اُسی کی
طرف میری رجوع بنا نکالنے والا آسمانون کا اور زمین کا بنا دیے تم کو تمہین مین سے جوڑے اور چوپایون
مین سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اس مین نہین اُس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا اسی پاس
ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر
رکھتا ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ اختلاف عام ہے ساری اشیاء مین یعنے جس امر مین ہو
سے تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ پر جو الہ ہے یعنی اس مین وہی حکم کرنے والا ہے اپنی کتاب کے ساتھہ اور
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ کما قال جل وعلا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ فی قولہ تعالیٰ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي الآیہ یعنے یہ فیصلہ کرنے والا ہر شئے مین اللہ ہے رب میرا اُسی پر مین نے
بھروسا کیا اور اُسی کی طرف مین رجوع ہوتا ہون سارے امور مین فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیہ یعنے وہ پیدا
کرنے والا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اس شئے کا جو اُن کے درمیان مین ہے اُس نے بنا دیے تم کو
تمہاری جنس و شکل سے جوڑے تم پر منت رکہنے کو اور تفضل و مہر کرنے کو بنا دیے تمہاری جنس سے مرد و عورت
اور بنا دیے چوپایون سے جوڑے یعنے پیدا کر دیے واسطے تمہارے چوپایون سے آٹھہ جوڑے يَذْرَؤُكُمْ
فِيهِ کا یہ مطلب ہے کہ پیدا کرتا ہے تم کو اس خلق مین اس صفت پر ہمیشہ پیدا کرتا رہتا ہے تم کو اس مین نر
و مادہ ایک خلق بعد ایک خلق کے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ کے اور نسل بعد نسل کے آدمیون اور چوپایون
مین سے بغوی نے کہا فیہ یعنے رحم مین کسی نے کہا پیٹ مین کسی نے کہا اس طرز کی خلقت مین مجاہد نے
کہا نسل بعد نسل من الناس والانعام کسی نے کہا حرف فی بمعنے با ہے لے یذرؤکم بہ یعنے پھیلاتا ہے تم کو
بسبب اس خلق کے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنے نہین ہے مثل پیدا کرنے والے سارے جوڑون کے کوئی شئے کیونکہ

تعمیم کے ہے کیونکہ ظلم عام ہے اور شرک خاص ہے ظلم کی ایک فرد ہے منظور اس سے یہ بات بتانا ہے کہ یہ وصف خاص باوجود اس کے کہ اُس عام کے افراد سے ہے اپنے ظلم ہونے مین اُس حد تک پہونچا ہے کہ بسبب اُس کے اُس عام کی شمار مین معدود ہونے سے نکل گیا ہے یعنے کافر لوگ ظالم ہین اور یہی ظلم اُنکے لیے ولی و ناصر نہ ہونے کا سبب ہوا ہے پس اس سے اضراب کیا بطور ترقی کے ادنیٰ سے اعلےٰ کی طرف بلکہ اُنہون نے تو ایک ایسا بڑا ظلم کیا ہے کہ مارے اپنی عظمت کے گویا ظلم کی جنس سے نکل گیا وہ یہی اُن کا اولیا ٹھیرانا ہے اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر بتون کو غرض کہ شرک انتہا درجہ کا ظلم ہے کہ اس سے بڑہ کر ظلم کا کوئی درجہ نہین ہے یہان سے شرک کی بُرائی کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک نے کیسے بلاغت اور حسن ادا سے اُس کی برائی بیان فرمائی ہے اگر وہ ارادہ کرین ولی برحق کا تو ولی برحق اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی برحق نہین ہے وہی اس کے لائق ہے کہ اُسے ولی ٹھیرائین کیونکہ خالق و رازق ضار و نافع وہی ہے اور اُسی کی شان سے یہ ہے کہ وہ زندہ کرتا ہے مردون کو اور وہی قادر ہے ہر مقدور پر پس جو ذات پاک ان اوصاف جلیلہ کے ساتھ متصف ہو وہی اس کا مستحق ہے کہ الوہیت کو ساتھ اُس کو خاص کرین اور تنہا اُسی کو پوجین نہ یہ بت مشرکون کے جن سے اپنی بکھیان اور اُن کی نہین جائز محلی کہتے ہین کہ حرف فا مجرد عطف کو واسطے ہے یعنے عطف مابعد کا ماقبل پر اور سببیت سے خالی ہے کرخی نے کہا غرض محلی کی رد ہے زمخشری پر کہ وہ جواب ہے شرط مقدر کا جیسا کہ اول گزر چکا ہے ابو حیان نے کہا اس تقدیر کی کوئی حاجت نہین ہے اس لیے کہ بدون اس کے کلام تمام ہے کسی نے کہا کہ یہ ام بمعنے ہمزہ انکار و توبیخ ہے اول اللہ پاک نے اُن کا یہ وصف کیا تھا کہ اُنہون نے اُس کے سوا اولیا ٹھیرا لیے ہین پھر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فرمایا کہ تو اُن پر وکیل نہین ہے اور اُن کی ہدایت تیرے ذمہ نہین اور اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کرتا پھر جس شے کے ساتھ اُن کا اول وصف کیا تھا اُسی کی اُن کی طرف سے بیان خبر دی اُن پر انکار و توبیخ کر کے یعنے کیا اُنہون نے ٹھیرا لیے ہین اُس کے سوا اولیا مطلب یہ ہے کہ جن کو اُنہون نے اولیا ٹھیرایا ہے اُن کو اس کی لیاقت نہین ہے ولی تو اللہ ہی ہے اس کا مستحق وہی ہے کیونکہ وہ مردے جلاتا ہے ہر شے کو کر سکتا ہے پس جو ایسا ہے وہی لائق ہے اس کے کہ ولی بنایا جاوے کسی نے کہا کہ یہ ام بل اور ہمزہ انکار کے معنے مین ہے بل تو واسطے انتقال کے ہے بیان ماقبل سے طرف بیان مابعد کے ماقبل مین یہ بیان کیا تھا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہین ہے یعنے اُن کو بغیر ولی و ناصر کے اپنے عذاب مین چھوڑ دے گا پھر اس بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کیا وہ یہ ہے کیا اُنہون نے ٹھیرا لیے ہین اُس کے سوا اولیا یعنے جن کو ولی ٹھیرایا ہے وہ ولی نہین ہین اس بنا پر یہ جملہ مقررہ ہوگا ہے ماقبل کا کیونکہ ماقبل مین نفی تھی ولی و نصیر ہونے کی سو اس جملے نے اُس نفی کی بطور انکار و توبیخ کے تاکید

الشان سانہ اس حکم کے اللہ ہی میرا رب ہے اُسی پر مین نے بھروسا کیا ہے اپنے ساری کامون مین نہ اُس کے غیر پر اور اپنے ساری امور اُسی کے سپرد کر دیے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہون نہ طرف اُس کے غیر کے ہر شے مین جو مجھے پیش آتی ہے جمہور نے فاطر السموات والارض کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ پانچوین خبر ہے یا یہ خود مبتدا ہے اور مابعد اُس کا اُس کی خبر ہے یا ربی کی صفت ہو اس لیے کہ اضافت محضہ ہے اس بنیاد پر جملہ علیہ توکلت والیہ انیب معترضہ ہوگا درمیان صفت و موصوف کے زید بن علی نے فاطر کو بجر پڑھا ہے اس بنا پر کہ صفت ہو اسم شریف کی جو الی اللہ مین ہے اور ما بین اُن کے معترضہ ہے یا اس بنیاد پر کہ علیہ یا الیہ کی ضمیر سے بدل ہے ۔ کسائی نے بنا بر ندا نصب جائز کہا ہے اور غیر کسائی نے بنا بر مدح یعنے امدح اور اعنی فاطر بمعنے خالق مبدع ہے اس کی تحقیق اول گزر چکی ہے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا الآیہ چھٹی خبر ہے یعنے پیدا کین واسطے تمہارے تمہاری جنس سے عورتین یا مراد بی بی حوا علیہا السلام ہین اس لیے کہ حضرت آدم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہین وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا اور پیدا کی واسطے چوپایون کے انھین کی جنس سے مادہ یا یہ معنے ہین کہ پیدا کیے واسطے تمہارے چوپایون سے اصناف نر و مادہ کی یہ وہی آٹھ اصناف ہین جن کا ذکر سورہ انعام مین کیا ہے يَذْرَؤُكُمْ ماخوذ ہے ذرء سے ذرء بمعنے بث ہے یعنے پھیلانا یا بمعنے خلق و انشاء ہے کُم کا خطاب آدمیون کے مخاطب لوگون کو ہے اور انعام کو مگر اس مین عقلا کو تغلیب دی گئی ہے غیر عقلا پر زمخشری نے کہا یہ مسئلہ احکام ذات العلتین سے ہے شیخ کہتے ہین یہ ایک اصطلاح غریب ہے مراد اس سے یہ ہے کہ جب خطاب و غیبت دونون جمع ہون تو خطاب کو تغلیب دی جائے فیہ کی ضمیر راجع ہے طرف جعل کے جو کہ جعل سے معلوم ہوتا ہے یا راجع ہے طرف مخلوق کے یا طرف تدبیر کے جن کا ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمیون اور چوپایون کے واسطے جوڑے بنائے تاآنکہ اُن کے نر و مادہ مین توالد و تناسل ہو کلمہ فی یا تو اپنے ظرفی معنے پر ہے یعنے اُس تدبیر مین تمہاری کثرت کرتا ہے یعنے یہ تدبیرت و تکثیر کے واسطے مثل منبع و معدن کے ٹھیرائی گئی ہے یا بمعنے با ہے سببیہ ہے یعنے بڑھاتا ہے تم کو بسبب اُس تدبیر کے فراء و زجاج و ابن کیسان نے کہا یکثرکم یعنے کثرت کرتا ہے تمہاری بسبب کرنے تمہارے کے جوڑے کیونکہ یہ سبب ہے نسل کا ابن قتیبہ نے کہا فیہ اے فی الزوج قولہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الخ ساتوین خبر ہے یہان ذکر مثل سے مراد مبالغہ ہے نفی مین بطریق کنایہ کے جس طرح یہ قول ہے عرب کا کہ مثلک لا یبخل وغیرک لا یجود غرض قائل کی مخاطب کا عدم بخل اور اس کا جود بنہایت مبالغہ و خوبی سے ثابت کرتا ہے تو اس کو یون ادا کیا کہ تیرا مثل بخل نہیں کرتا ہے اور تیرا غیر جود نہین کرتا ہے اب دیکھو کہ مخاطب سے کسقدر مبالغے کے ساتھ بخل کی نفی ہوئی کیونکہ

وہ تو فرد صمد ہے جس کی کوئی نظیر و مثل نہین ہے وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ یعنے اور وہ خوب سنتا دیکھتا ہے قولہ
تعالی لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ الآیہ کی تفسیر سورۂ زمر مین گذر چکی ہے حاصل اُس کا یہ ہے کہ وہ آسمان و زمین مین
حاکم و متصرف ہے فراخی کرتا ہے روزی کی جس پر چاہتا ہے اور تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے حکمت و عدل
اُسی کو ہے بیشک وہ ہر شے کو خوب جانتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ مع توضیح یہ ہے کہ یہ اختلاف
عام ہے ہر امر دین مین جس کے بارے مین بندون نے اختلاف کیا ہے سو اس کا حکم و فیصلہ و مرجع اللہ ہی کی
طرف ہے وہی اپنے حکم سے قیامت کے دن اُس مین حکم دیگا اور اُس مین جھگڑنے والون کے جھگڑے کا فیصلہ
کر دے گا اور اُس وقت حق والا باطل والے سے ظاہر ہو جائے گا اور جنت کا فریق نار کے فریق سے چھٹ
جائیگا کلبی کہتے ہین مِن شَیْءٍ سے مراد امر دین ہے سو اُسکا حکم طرف اللہ کے ہے وہ اس مین فیصلہ کرے گا
قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے او امر الدنیا اور بڑہایا ہے یعنے دین کا امر ہو یا دنیا کا کشاف مین دنیا کا
لفظ زیادہ نہین کیا ہے محلی نے اس کو یون ذکر کیا ہے من الدین وغیرہ غیر سے مراد جیسے دنیا مین خصومات
ہوتے ہین اول اولے ہے یعنے امر دین کیونکہ یہ کچھ لازم نہین ہے کہ درمیان مومنین و کافرین کے امور
دنیا مین خصومات ہون اور ایسی خصومت مین تحاکم الے اللہ نہین بولتے ہین کما افادہ الشہاب شیخ زادہ
کا بیان یہ ہے کہا ہے کہ یہ آیت حکایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی واسطے مومنین کے
سو گویا آپ نے امر دین وغیرہ مین فیصلے کو اللہ پاک کے سپرد کیا پس اللہ پاک نے اس قول کو قرآن مجید مین
نقل فرما دیا اس بات پر قول آئندہ دال ہے یعنے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّي الآیہ انتہے مقاتل کہتے ہین کہ بعض اہل مکہ نے
تو قرآن شریف کا انکار کیا اور بعض اُس پر ایمان لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ہ‍ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ
خصوص سبب کا اور ممکن ہے یون کہین کہ کلمہ الے اللہ کے یہ معنے ہین کہ اس کا حکم پھیرا جاتا ہے طرف کتاب
اللہ کے کیونکہ قرآن شریف مشتمل ہے حکم و فیصلے پر درمیان بندگان خدا کے اُس امر مین جس کے اندر اختلاف
کرتے ہین پس آیت عام ہوگی ہر اختلاف مین جو امر دین سے متعلق ہے اس کو کہ وہ پھیر اگیا ہے طرف کتاب اللہ
کے اُسی کے مثل قولہ تعالے وَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ الآیہ ہے اور اللہ پاک یہ حکم لگا چکا ہے کہ دین جو ہے
سو اسلام ہی ہے اور قرآن شریف حق ہے اور مومنین جنت مین ہین اور کافرین نار مین ہین لیکن چونکہ کفار
اُس کے حق ہونے کی تصدیق نہین کرتے تھے مگر دار آخرت مین کر لین گے اس لیے اللہ پاک نے اُن کو اس کا وعدہ
دیا قیامت کے دن کا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ مختلف فیہ مین محاکمہ لاؤ طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے کیونکہ اُنکا حکم اللہ کا حکم ہے اور اُن کی حکومت و فیصلہ پر اُن کے غیر کی حکومت کو مت اختیار کرو
ذٰلِكُمُ مبتدا اللّٰهُ خبر اول رَبِّي خبر ثانی عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ تیسری خبر وَإِلَيْهِ أُنِيبُ چوتھی خبر یعنے یہ حاکم عظیم

واسطے مثل ہوا تو اُس کی مثل کے واسطے بھی مثل ہوا اور وہ وہی ہے بالکل اثبات مثل کا واسطے اللہ پاک
کے محال ہے یہ تقریر خوب ہے لیکن ابو البقاء نے جو اعتراض وارد کیا ہے وہ اُس بات سے مندفع ہو جاتا ہے جو ہم
ذکر کر آئے ہیں کہ کلام خارج ہوا ہے مخرج کنایہ میں راغب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ مشابہت
کے واسطے وضع کیے گئے ہیں لفظ مثل اُن سب سے زیادہ تر عام ہے یہ یوں ہے کہ لفظ نِدّ تو اُس شے
کے واسطے کہا جاتا ہے جو مشارک ہے جوہر میں فقط اور شبہ اُس شے میں بولتے ہیں جو مشارک ہے
کیفیت میں فقط اور مساوی اُس شے میں کہتے ہیں جو اُس کو مشارک ہے صرف کمیت میں اور شکل
اُس شے میں بولتے ہیں جو اُس کے مشارک ہے فقط قدر و مساحت میں اور مثل اِن سب میں بولا جاتا ہے
اسی لیے جب اللہ پاک نے نفی تشبیہ کا ارادہ کیا ہر وجہ سے تو خاص کر کے مثل کا کلمہ ذکر کیا فرمایا لیس کمثلہ
شیء جو کوئی اس آیت کریمہ کو سمجھے گا جیسا کہ اس کے سمجھنے کا حق ہے اور اس کو سوچے گا جیسا کہ
سوچنے کا حق ہے تو جو لوگ صفات میں اختلاف کرتے ہیں ان کے اختلاف کے وقت اس کی وجہ
سے ایک نہایت روشن واضح راہ پر چلے گا اور اُس کی بصیرت اور بھی بڑھ جاوے گی جب کہ وَھُوَ
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کے معنے میں تامل و غور کرے گا اس لیے کہ یہ اثبات بعد اُس نفی مماثل کے مشتمل ہے
برد الیقین و شفاء صدور و انثلاج قلوب پر یعنے جب اول یوں کہا کہ اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے پھر
یہ فرمایا کہ وہ سمیع بصیر ہے تو باب صفات کے جو شبہے کی گرمی اور شک کے کانٹے کی کھٹک سینہ و دل کو بھیر
کرتی تھی اس اثبات نے اُس کو دور کر دیا یقین کی خنکی آگئی سینوں کا روگ گیا شفا ہو گئی دل ٹھنڈے
ہو گئے جو صفات علیا الٰہیہ قرآن شریف میں یا صحیح حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں وہ سب برحق ہیں
کیفیت اُن کی اللہ پاک کو معلوم ہے سلف کا یہی طریقہ ہے کہ اُن کو بلا تکییف و تشبیہ و تمثیل و تعطیل و
تاویل مانیں اور اُن کی کیفیت کو صاحب صفات کے حوالے کریں اب اے طالب حق تم اس حجت
نیرہ و برہان قوی کی قدر کرو کیونکہ تم اس سے بہت سی بدعتوں کو توڑ پھوڑ ڈالو گے اور ضلالت و گمراہی
کے سروں کو توڑو گے اور قاصرین متکلفین متکلمین متاولین کے طوائف کے ناکوں کو اس سے خاک میں
آلودہ کرو گے خصوصاً جب کہ تم نے اُس کے ساتھ قولہ تعالیٰ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا کو ملا دیا تو اب
تو اس علم کی رسّی کے دونوں سرے پکڑ لیے جس کا نام علم کلام و علم اصول الدین رکھتے ہیں ؎

فَدَعْ عَنْکَ نَھْبًا صِیْحَ فِیْ حَجَرَاتِہٖ	۔	وَھَاتِ حَدِیْثًا مَّا حَدِیْثُ الرَّوَاحِلِ

غرضکہ وھو السمیع البصیر آٹھویں خبر ہے اور لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نویں خبر مقالید جمع ہے
مقلاد کی یا مقلید کی یا اقلید کی یہ جمع برخلاف قیاس ہے اقلید یعنے مفتاح سے یعنے اُسی کے واسطے

حب بخل کی نفی اُس شخص سے کی گئی جو کہ مخاطب سے مناسبت و مثلیت رکھتا ہے تو اُس سے تو بطریق اولی اُس کی نفی ہوئی اور جب مخاطب کے غیر سے جود کی نفی ہوئی تو کس مبالغہ سے اُس کے واسطے جود کا ثبوت ہوا یہ محاورہ زبان اُردو مین بھی ہے مثلاً یون کہتے ہین کہ تم سے آدمی سے یہ کام بعید ہے غرض یہ کہ جو کوئی تمھاری مثل ہے اُس سے یہ کام بعید ہے تو خود تم سے تو نہایت بعید ہے کسی نے کہا کہ حرف کاف زائد ہے واسطے تاکید کے اس لیے کہ اللہ پاک کا کوئی مثل نہین ہے معنے یہ ہین کہ اُس کی مثل کوئی شئے نہین ہے یہ وجہ معربین کے نزدیک مشہور ہے کسی نے کہا کہ کلمہ مثل زائد ہے ثعلب وغیرہ اسی کے قائل ہین جس طرح کہ اس آیت مین لفظ مثل زائد آیا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا اَیْ بِمَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ اسی باب سے یہ قول ہے اوس بن حجر کا ؎

وَقَتْلٰی کَمِثْلِ جُذُوْعِ النَّخِیْلِ ۔۔۔ تَغَشَّاهُمُ مُسْبِلٌ مُنْهَمِرُ

اے کجذوع النخیل یہ قول جید نہین ہے بلکہ قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ کنایہ ایک باب مسلوک ہے عرب کا اور اُن کے واسطے ایک شاہراہ مالوف ہے مطلب یہ ہے کہ عرب لوگ کنایہ کا بہت استعمال کرتے ہین اس باب مین کتاب الکنایہ ثعالبی کی ایک بے مثل و بے مثال کتاب ہے قرآن مجید و حدیث شریف و اشعار فحول عرب عرباسے اُس مین کنایہ کی مثالین ذکر کی ہین باب زیادت مثل سے یہ شعر ہے کسی شاعر کا ؎

لَیْسَ کَمِثْلِ الْفَتٰی زُهَیْرٍ ۔۔۔ خَلْقٌ یُوَازِنُهٗ فِی الْفَضَائِلِ

کسی اور نے کہا

عَلٰی مِثْلِ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ ۔۔۔ وَاِنْ بَاتَ مِنْ لَیْلٰی عَلَی الْیَأْسِ طَاوِیَا

کسی اور نے کہا ہے

سَعْدُ بْنُ زَیْدٍ اِذَا اَبْصَرْتَ فَضْلَهُمْ ۔۔۔ فَمَا کَمِثْلِهِمْ فِی النَّاسِ مِنْ اَحَدٍ

ابن قتیبہ نے کہا کہ عرب لوگ مثل کو نفس و ذات کے مقام مین قائم کرتے ہین تو یون بولتے ہین مثلی لا یقال لہ ہذا اے انا لا یقال لی ہذا یعنے مجھ سے آدمی کے واسطے یہ بات نہین کہی جاتی ہے کسی نے کہا کہ مراد مثل سے صفت ہے یہ یون ہے کہ مثل بمعنے مثل ہے اور مثل بمعنے صفت ہے کقولہ تعالیٰ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ اے صفۃ الجنۃ پس معنے یہ ہین کہ نہین ہے مثل صفت اللہ کے کوئی شے ان صفات سے جو کہ اُس کے غیر کے واسطے ہین یہ قول ایک محمل سہل ہے ابوالبقا نے کاف کی زیادتی کو ترجیح دیکر کہا ہے کہ اگر وہ زائد نہ ہو تو مفضی ہوگا طرف محال کے کیونکہ معنے یہ ہون گے کہ اُس کے واسطے مثل ہے اور اس کی مثل کے واسطے مثل نہین ہے حالانکہ اس مین تناقض ہے کیونکہ جب اس کے

علیہ السلام کو وہ نوح علیہ السلام ہیں اور آخر رسل کا وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں پھر ان کے درمیان میں کے اولوا العزم رسولوں کا ذکر کیا وہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام ہیں اس آیۃ نے پانچ کے ذکر کو نظم کیا ہے جس طرح کہ احزاب کی آیت ان پانچ پر مشتمل ہے اس کریمہ میں وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآیۃ اور وہ دین جسکو سارے رسول لائے وہ یہی توحید ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کا کما قال عز و جل وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ اور حدیث شریف میں ہے ہم خاص گروہ انبیا کی اولاد علات ہیں دین ہمارا ایک ہے یعنے قدر مشترک باہم انبیا کی یہی عبادت ہے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی گو شرائع اور طریقے اُن کے مختلف ہوئے ہیں کما قال جل جلالہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا اسی لیے یہان یوں فرمایا ہے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ یعنے اللہ پاک نے سارے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو باہم اُلفت رکھنے اور جمع رہنے کی وصیت فرمائی ہے اور افتراق و اختلاف سے اُن کو منع کیا ہے كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس توحید کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے اُس کو اُنہوں نے اوپرا سمجھا ہے اور وہ اُن پر شاق گزری ہے پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ الآیۃ یعنے اللہ ہی مقدر کرتا ہے ہدایت کو اُس کے واسطے جو اُس کا مستحق ہے اور لکھتا ہے گمراہی اُس پر جس نے اُس کو اختیار کیا ہے راہ ہدایت پر اسی لیے یوں فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ یعنے اُن کی مخالفت جو حق کے واسطے ہوئی سو اس کے بعد ہوئی کہ وہ اُن کی طرف پہونچ گیا اور حجت اُن پر قائم ہو چکی اور سوا بغی و عناد و مخالفت کے اور کوئی شئے اُن کو اس پر باعث نہیں ہوئی پھر اللہ عز و جل نے فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الآیۃ یعنے اگر نہ ہوتا اللہ کا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے کہ بندوں کو مہلت دیگا اُن کے حساب قائم کرنے کے روز قیامت تک تو جلدی سے دنیا ہی میں اُن پر عقوبت لا ڈالتا قولہ تعالیٰ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ الآیۃ یعنے پچھلا گروہ بعد قرن اول کے جس نے حق کی تکذیب کی ہے البتہ شک مریب میں ہیں اُس سے یعنے اپنے امر ایمان کے یقین پر نہیں ہیں وہ جو ہیں سو بدون دلیل و برہان کے اپنے آباد و اسلاف کے مقلد ہیں بے سمجھے بوجھے اُن کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے کام سے حیرت میں ہیں اور شک مریب و شقاق بعید میں ہیں **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ شرع لکم گیارہویں خبر ہے اور شرع بمعنے بین و اوضح و سن و اظہر ہے اور لکم کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کو ہے یعنے اے امت محمدیہ ظاہر و واضح کیا واسطے تمہارے دین سے ایک واضح طریق اور راہ ایک ایسے دین کی راہ ڈالی جس کی صحت پر انبیا کا اتفاق ہوا وہ دین جس کی وصیت نوح کو کی یعنے توحید و دین اسلام اور وہ اصول

ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی یا اُن کے خزانے مراد مطر و نبات وغیرہ ہے جیسے وہ جواہر جو زمین سے نکالے
جاتے ہین نحاس نے کہا کہ جو شخص کنجیون کا مالک ہوتا ہے وہی خزانون کا بھی مالک ہوتا ہے اس کی تحقیق سورۂ
زمر مین گزر چکی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ آسمان و زمین کی کنجیان اُس کے ہاتھ مین ہین تو اُس کے بعد بسط
وقبض کا ذکر فرمایا یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ یہ دوسری خبر ہے یعنے روزی فراخ کرتا ہے جس کے واسطے
چاہتا ہے جیسے روم و فرس اور اُس کی تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے جیسے عرب اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے
بیشک وہ ہر شے کو اشیا مین سے خوب جانتا ہے سو اُس پر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے اُس کے علم نے جو ہر
شے کا احاطہ کیا ہے سو اُس کے نیچے یہی مندرج ہے کہ مطیع کی طاعت کو اور عاصی کی معصیت کو جانتا ہے تو
جزا دے گا ہر ایک کو جس خیر و شر کا وہ مستحق ہو گا جبکہ اللہ پاک نے كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ الآیہ
مین یہ ذکر کیا کہ اس نے وحی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو یہ سورت جن معانی کو متضمن تھی اُسکی
تفصیل شروع کی پس ارشاد فرمایا شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا
تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ راہ ڈالدی تم کو دین مین وہی جو کہہ
دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسے کو یہ کہ قائم
رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اُس مین بھاری پڑتا ہے شریک والون کو جس طرف تو بلاتا ہے اُن کو اللہ چن لیتا
ہے اپنی طرف جس کو چاہے اور اللہ راہ دیتا ہے اُس کو اپنی طرف جو رجوع لاوے اور جو پھوٹ ڈالی سو
سمجھ آ چکی پیچھے آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل گئی ہے تیرے رب سے ایک ٹھہرے وعدے
تک تو فیصلہ ہو جاتا اُن مین اور جن کو ہاتھ لگی ہے کتاب اُن کے پیچھے وہ دھوکے مین ہین اُس کے جو خبر
نہین دیتا ف[1] اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کے قائم کرنے کے طریق ہر وقت مین جدا ٹھیرا دیے
ہین اللہ نے ف[2] یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنے بدل گئے اور پیچھے
والے مختلف باتین دیکھتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ معنے اُس طرح یا اس طرح یہ اختلاف برا ہے جو
معنون مین خلاف نکلتا ہو اور اگر کئی طرح معنے کیے جن مین خلاف نہین نکلتا اُس کا منع نہین انتہی
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے اس امت سے کہ مشروع کیا واسطے تمہارے دین سے وہ
دین جس کی وصیت کی نوح کو اور وہ دین جس کی وحی کی ہم نے طرف تیرے پس اول رسل کا ذکر کیا بعد آدم

وہ شرع ابراہیمی کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے تھے اسی طرح جو بابین حضرت موسیٰ و حضرت عیسےٰ کے ہوئے وہ شرع موسوی
کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے فلیتامل اب یہان پانچ امر قابل سمجھنے کے ہین اول یہ ہے کہ شروع مین ما وصی
فرمایا اور پھر والذی اوحینا کہا اوما اوحینا نہ کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ الذی اصل موصولات ہے سو اس اعتبار سے
جس شے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اُس کی تفخیم شان منظور ہے کہ جو کلمہ موصولات
مین اصل تھا اُس کے ساتھ اُس کو ادا کیا دوسرا یہ ہے کہ جو شے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لیے مشروع فرمائی اُس کو مخصوص بایحاء کیا باوجود اس کے کہ ماقبل و مابعد مین بلفظ توصیہ مذکور ہے یعنی
یہان والذی وصینا کہ بہ نہ کہا بلکہ اوحینا الیک فرمایا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ مقصود آپ کی رسالت کی تصریح
کرنا ہے کون تصریح جو کہ واسطے انکار کفار کے قامع و بیخ کن ہے تیسرا یہ ہے کہ یہان اوحینا فرمایا اوحی
نہ کہا جیسا کہ اول وصی کہا تھا بلکہ غائب سے صیغہ متکلم مع الغیر کی طرف التفات کیا سو نکتہ یہ ہے کہ منظور
اس امر کا بتانا ہے کہ اللہ پاک کو آپ کی طرف وحی کرنے کے ساتھ کمال اعتنا و غایت درجے کا اہتمام ہے جب
تو یون فرمایا کہ ہم نے وحی کی طرف تیرے جیسے بالتشبیہ بادشاہان دنیا کو جب کسی امر کا اہتمام جتانا منظور
ہوتا ہے تو کہتے ہین ما بدولت نے یہ کام کیا اور ہم نے یہ حکم دیا اور یہی بھید ہے اس مین کہ والذی اوحینا
کو اُس کے مابعد پہ مقدم کیا باوجود اس کے کہ مابعد کا مضمون یعنے وما وصینا بہ ابراہیم الآیہ زمانے مین باعتبار
مقدم ہے چوتھا یہ ہے کہ اگر والذی اوحینا کی تقدیم مابعد پر اہتمام کے واسطے ہے تو چاہیے تھا کہ ما
وصی بہ نوحا پر بھی مقدم کیا جاتا اس کا نکتہ یہ ہے کہ توصیہ نوح علیہ السلام کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ جو
دین اُن کے لیے مشروع کیا ہے اس کا بسرعت یہ بیان ہو جائے کہ وہ ایک قدیم دین ہے پانچوان یہ ہے
کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو خطاب کو بطریق تلوین متوجہ کیا یعنے اول شرع لکم فرمایا کہ خطاب
امت کو ہے مگر آپ سب مخاطبون کے سردار ہین تو گویا آپ اول مخاطب ہین بعد کو امت ہے اور یہان الیک
فرمایا سو یہ نیرنگی خطاب کے واسطے آپ کی تشریف و تعظیم کے ہے اور اس لیے کہ منظور آگاہی بخشنا ہے اس
بات پر کہ اللہ پاک نے اُس دین متین کو مشروع فرمایا ہے واسطے امت کے آپ کی زبان فیض ترجمان پر صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ واتباعہ وبارک وسلم بعدد معلوماتہ الی یوم الدین آمین پھر وہ شے بیان
کی جس کے ساتھ ان سب کو وصیت فرمائی پس ارشاد فرمایا اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ مراد دین سے اللہ پاک کی
توحید ہے یعنے زبان سے ایک کہنا اور دل سے ایک جاننا کسی نے خوب کہا ہے مصرعہ یکے گوئی یکے
خوان یکے دان ـ اور اُس پر ایمان لانا اور اسکے رسولون کی طاعت کرنا اور اُس کے شرائع و احکام کو
ماننا اور اُسکے قائم کرنے سے .... مراد اُس کے ارکان کی تعدیل ہے اور اُسکو محفوظ

شرائع جن مین رسول مختلف نہین ہوئے اور کتابین اُن پر متوافق ہوئین اور وہ دین جس کی ہم نے وحی کی طرف
تیرے یعنے قرآن و شرائع اسلام اور بیزار ہونا شرک سے مطلب ہے کہ وصیت کی ہم نے نوح کو اور تجھ کو اے
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک دین کی خاص کر کے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اول انبیای
اصحاب شرائع ہین اُن کے اول ہونے کی دلیل وہ ہے جو حدیث صحیح مین ثابت ہوئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے حدیث مشہور کبیر شفاعت مین فرمایا ہے ولیکن تم نوح کے پاس آؤ پس بیشک وہ اول رسول ہین
کہ بھیجا اُن کو اللہ نے طرف زمین والون کے یہ بات صحیح ہے اس مین کوئی اشکال نہین ہے جس طرح
کہ یہ امر بغیر اشکال ہے کہ حضرت آدم اول رسول ہین جو نبی کیے گئے مگر اتنی بات ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ
صرف نبوت تھی اُن کے واسطے فرائض مقرر نہین کیے گئے تھے اور نہ محارم اُن کے لیے مشروع ہوئے تھے
اُن کی شرع تو صرف تنبیہ تھی بعض امور پر اور اقتصار تھا معاش کی ضرورتون پر اور حیات و بقا کے وظائف
کا اخذ تھا یہ شرع حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تک مستمر رہی پھر اللہ پاک نے ماؤن بیٹیون بہنون کی تحریم
دیکر انکو بھیجا اور واجبات اُن پر مقرر کیے اور آداب و دیانات اُن کے لیے وضع فرمائے اور یہ امر ہمیشہ رسولون
سے متاکد و پختہ ہوتا رہا اور نبیون سے اس کام کی نصرت و مدد ہوتی رہی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا اور
ایک شریعت کے بعد دوسری قائم ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ پاک نے شرائع کو ختم کیا ساتھ بہترین ملل ہماری
ملت اسلام کے زبان پر اکرم رسل ہمارے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غرضکہ امت محمدیہ
کے واسطے وہ قدیم شریعت مشروع کی ہے جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور جس کی نبی صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی طرف وحی کی اور جس کی حضرت ابراہیم و حضرت موسے و حضرت عیسے علیہم السلام کو وصیت فرمائی یعنے
یہ ایسی نفیس و عمدہ و برگزیدہ و پاک شریعت ہے جس کی صحت پر ساری نبی اور ساری کتابین متفق ہین خاص
کر کے ان پانچ نبیون کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ حضرات با برکات اکابر انبیا ہین اور شرائع معظمہ و اتباع کثیرہ
والے ہین اور اولوالعزم ہین اور اس لیے کہ کافرون کے دل اُن کی طرف مائل ہین کیونکہ بعض کی نبوت پر
اُن کل کا اتفاق ہے جیسے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام اور حضرت موسے علیہ السلام مین یہود اور
حضرت عیسے علیہ السلام مین نصاریٰ متفرد ہین اور اس واسطے کہ ان مین سے ہر ایک کے لیے جدید شرع
ہے ان کے سوا جو اور رسول ہین سو وہ اپنے پہلے کی شرع پہونچانے کے واسطے مبعوث ہوتے تھے دیکھو
حضرت شیث و حضرت ادریس علیہما السلام حضرت آدم علیہ السلام کی شرع کے پہونچانے کو مبعوث ہوئے تھے
اور حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام جو حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان مین تھے
سو یہ حضرت نوح کی شرع کے پہونچانے کو بھیجے گئے تھے اور جو حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ کے مابین تھے

۹۷
سے نزدیک اول انبیاء نوح
… مین انبیاء کے
… شرائع الٰہیہ
…

کا اُن میں تباین ہوتا ہے سو وہ اس تفرق کے قبیل سے نہیں ہیں کیونکہ وہ تو منجملہ مطارح اجتہاد و مواطن خلاف
ہیں قرطبی نے اس کی تفسیر میں یون کہا ہے کہ کرو تم دین کو قائم و دائم و مستمر و محفوظ و مستقر بدون اس
کے کہ اُس میں خلاف و اضطراب کرو سو خلق میں سے بعض نے تو اس عہد کو وفا کیا اور بعض نے توڑ ڈالا اور
جس نے توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اُسی کی جان پر پڑے گا غرض کہ جن امور کا ذکر ہو چکا ہے وہ تو سب
دینوں میں متفق رہے اس اعتبار سے سارے دین ایک دین ہیں اور دین کے احکام میں شرائع کا اختلاف
ہوا سو آگے امور مذکورہ کے حسب ارادہ الٰہی جس وقت میں جس حکم کی مصلحت مقتضی ہوئی وہی اُس وقت
کی امت کو دیا گیا اور جس امر کی جس زمانے میں حکمت موجب ہوئی وہی امر اُس زمانے کی امت کے واسطے
وضع کیا گیا مطلب یہ ہے کہ اختلاف شرائع و احکام کا باختلاف امت و زمانہ حسب مقتضای مصلحت
و حکمت الٰہیہ بارادہ الٰہی ہوا واللہ اعلم قتادہ نے تفسیر میں کہا ہے الا تعلموا ان الفرقۃ ہلکۃ و ان الجماعۃ ثقۃ
یعنے خبردار جان رکھو کہ فرقت ہلاکت ہے اور جماعت اعتماد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جماعت
رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے غرضکہ جب اللہ پاک نے اپنا نفیس دین مشروع کیا جس پر سارے نبیوں
کا اتفاق ہے اور اُس کے قائم کرنے کا حکم دیا اور اُس میں اختلاف کرنے سے نہی کی تو اب اُس گروہ کا
ذکر کیا جس پر وہ شاق ہوا پس فرمایا كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ یعنے گران اور شاق گزری
مشرکوں پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بُلاتا ہے مراد توحید ہے اور چھوڑنا بتوں کا قتادہ نے کہا سخت
گزری اُن پر گواہی لا الہ الا اللہ وحدہ کی اور ابلیس اور اُس کے لشکر اُس سے تنگ ہوئے سو انکار کیا اللہ
نے مگر اس بات کا کہ اُس کی مدد کرے اور اسکو بلندی بخشے اور اُس کو ظاہر و غالب و ظفر مند کرے اُن
لوگوں پر جنہوں نے اُس سے عداوت کی دوسرا لفظ قتادہ کا یہ ہے کہ تکبر کیا مشرکوں نے اس سے کہ اُن
کے واسطے کہا گیا لا الہ الا اللہ محلی و بیضاوی نے ما تدعوہم الیہ کی تفسیر میں التوحید کی ہے اور خازن نے
من التوحید و رفض الاوثان اور نسفی نے من اقامۃ الدین و التوحید یہ سب تفسیر بقرینہ مشرکین کی گئی
ہے لیکن اولے تعمیم ہے اس لیے کہ سیاق آیت تعمیم پر دال ہے اور خاص کرکے جو مشرکین کا ذکر کیا ہے
یہ اُس کو مانع نہیں ہے کما لا یخفی کما افادہ صاحب فتح البیان و الکرخی رحمہما اللہ تعالے پھر اللہ
پاک نے اپنے اولیا کو خاص فرمایا اَللّٰهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ یعنے خالص کرتا ہے اللہ واسطے اپنے
نفس کے جس کو چاہتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے اجتبا بمعنے اختیار ہے افتعال کا وزن ہے جبایۃ سے
جبایۃ کہتے ہیں جمع کرنے کو بطریق اصطفا کے اصطفا کہتے ہیں برگزیدہ و منتخب و پسند کرنے کو تو اللہ کا بندے
کو اجتبا و اختیار کرنا یہ ہے کہ اسکو خاص کرتا ہے ساتھ فیض الٰہی کے تا کہ انواع و اقسام کی تعمیر

رکھنا ہے اس سے کہ اس مین تنبغ وسیل واقع ہو یا اُس پر مواظبت ومداومت کرتا ہے اور اُس کے واسطے چست وچالاک
رہتا ہے اور اُس کے احکام کی بجا آوری مین سعی وکوشش کرتا ہے سدی نے کہا یہ معنے ہین کہ اُس پر عمل
کرو کسی نے کہا کہ اللہ پاک کی توحید ہے اور اُسپر ایمان لانا ہے اور اُس کی کتابون پر اور اُس کے رسولون پر اور
پچھلے دن پر اور طاعت اللہ تعالی کی اس کے اوامر ونواہی مین اور باقی وہ امور جن سے آدمی مسلمان ہوتا
ہے اور وہ شرائع جو کہ اُمتون کے مصالح ہین موافق اُن کے احوال کے یہ مراد نہین ہین کیونکہ یہ مختلف و
متفاوت ہوتی ہین کما قال تعالے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا مجاہد کہتے ہین نہین بھیجا
اللہ نے کبھی کوئی نبی مگر وصیت کی اُس کو نماز کے قائم کرنے کی اور زکوۃ دینے کی اور اقرار کی واسطے اللہ
کے ساتھ طاعت کے پس یہ اُس کا وہ دین ہے جو اُن کے واسطے مشروع کیا قتادہ نے کہا مراد حلال جاننا
حلال کا اور حرام جاننا حرام کا ہے قرطبی نے کہا یہ معنے ہین کہ وصیت کی ہم نے تجھ کو اے محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوح کو ایک دین کی یعنے ایک ہے اُن اصول مین جن مین شرائع مختلف نہین ہوئے
وہ اصول یہ ہین توحید ونماز وزکوۃ وروزہ وحج وتقرب الی اللہ عمل صالح سے اور صدق ووفا بعہد وادائے
امانت وصلہ رحم اور تحریم کفر وقتل وزنا کی اور خلق کے ایذا دینے کی کسی طرح سے متصور ہو اور زیادتی وظلم
کرنے کی حیوان پر کسی طرح سے ہو اور دناآت مین گھسنے کی اور اُس کام کی جو رجوع ہوتا ہو طرف قطع مروات
کی پس یہ سب امور مشروع کیے گئے ہین ایک دین ایک ملت کر کے اور انبیا علیہم السلام کی زبانون پر مختلف
نہین ہوئی گو اُن کے اعداد مختلف ہوئے وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا اَنْ اَقِيمُوا الدِّينَ الخ کلمہ اَنْ
مصدریہ ہے اور وہ اور اس کا مابعد محل رفع مین ہے اُس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور جملہ مستانفہ
ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا شے ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی نے مشروع کی سو یہ اُس کا
جواب دیا کہ ہو اقامۃ الدین یعنے وہ شے دین کا قائم کرنا ہے کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے بنا بر بدل
موصول سے یا محل جر مین ہے بنا بر بدل دین سے یا ضمیر بہ سے کسی نے کہا کہ اَنْ تفسیریہ ہے اس لیے
کہ اُس سے قبل وہ شے ہے جس مین معنے قول کے ہین یعنے کلمہ وصی واوحینا توصیہ وایحا دونون مین
قول کے معنے ہین پھر جب اللہ پاک نے دین کے قائم کرنے کا اُن کو امر کیا تو اُس مین اختلاف کرنے
سے اُن کو نہی کی پس ارشاد فرمایا وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ یعنے مت اختلاف کرو توحید مین اور اللہ پر ایمان
لانے مین اور اُس کے رسول کی طاعت مین اور اُس کے شرائع واحکام کے قبول مین کیونکہ یہ وہ امور ہین
جن پر شرائع کا تطابق ہوا ہے اور دین اُن مین متفق ہین تو ایسے امور مین خلاف لائق نہین ہے اب
رہی فروع مسائل جن مین ولیلین مختلف ہوتی ہین اور امارات باہم متعارض ہوتی ہین اور افہام

یعنے اور بیشک وہ لوگ جو وارث کیے گئے کتاب توریت و انجیل کے مراد وہ یہود و نصاری ہین جو کہ حضور صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے عہد شریف مین تھے بعد اُن یہود و نصاری کے جو ان سے پہلے تھے جنھون نے حق مین اختلاف
کیا تھا مجاہد کہتے ہین من بعدہم یعنے من قبلہم ہے یعنی قبل مشرکین مکہ کے اور وہ یہود و نصاری ہین کسی نے
کہا کہ الذین اورثوا الکتاب سے مراد کفار مشرکین عرب ہین جو کہ وارث کیے گئے قرآن شریف کے بعد اس کے
کہ اہل کتاب وارث کیے گئے اپنی کتاب کے وصف و حال اُن کا یہ ہے کہ البتہ شک مین ہین ایسا شک کہ متہم
کرنے والا ہے ریبت مین ریبت سے مراد نفس کا قلق و اضطراب ہے قرآن سے یا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان
دو وجہ کی بنا پر لفظ شک اپنے مشہور معنے پر نہین ہے معنے مشہور اس کے یہ ہین کہ نقیضین کا اعتدال و تساوی
ہو ذہن مین بلکہ مراد شک سے اس معنے سے عام تر معنے مین یعنے مطلق تردد غرضکہ وہ اس طرح کے تردد مین
ہین جو کہ اُن کے نفس کو بے چین کر رہا ہے اس لیے وہ ایمان نہین لائے قرطبی نے کہا لفی شک من الذی
اوصی بہ الانبیاء یعنی ضمیر منہ کی راجع ہے طرف اُس دین کے جس کی وصیت اللہ پاک نے انبیا علیہم السلام
کو کی جمہور نے اورثوا پڑھا ہے اور زید بن علی نے ورثوا بتشدید پڑھا اور توریت سے حرف شہزادہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ
کے بیان کا حاصل یہ ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس نے سارے انبیا کو اور استون کو امر فرمایا کہ
متفق علیہ دین کو لین تو بیان اس بات کا منظور تھا کہ کوئی یون کہے پھر ہم کیون اُن کو مختلف پاتے ہین سو
اس کا یہ جواب دیا وما تفرقوا الآیہ یعنے وہ متفرق نہین ہوئے مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس اجماع آچکا قائم
کرنے پر دین متفق علیہ کے اور وہ اس سے اس بات کو جان چکے کہ تفرق گمراہی ہے لیکن انھون نے تفرق
کیا بہ سبب بغی کے جو اُن کی طرف سے صادر ہوئی اور بسبب حسد و عداوت کے جو اُن کے آپس مین
جمی ہوئی اور اتفاق سے مانع تھی سو اسی لیے ہر گروہ ایک مذہب کی طرف گیا اور لوگون کو اُسکی طرف بلایا
اور اُس کے سوا اور مذاہب کو قبیح کہا یہ معنے تو اس بنا پر تھے کہ بغی کے معنے عداوت ہون یہ بھی احتمال ہے
کہ بغی سے مراد بغی بمعنے طلب کا اور معنے یہ ہون کہ متفرق ہوئے واسطے طلب دنیا و ریاست کے پھر اللہ پاک
نے یہ خبر دی کہ وہ لوگ بسبب اپنے تفرق کے مستحق عذاب ہوئے مگر اللہ پاک نے اس عذاب کو اُن سے مؤخر کیا
اس لیے کہ اُس کے پاس ہر عذاب کے واسطے ایک وقت مقرر ہے قاضی بیضاوی نے اصول دین مین متفرق ہونے
والون کی تفسیر کی اُن استون کے ساتھ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مبارک پر سابق ہین اور الذین
اورثوا الکتاب من بعدہم کی تفسیر کی اہل کتاب کے ساتھ جن مین سے ہر فریق جدا ہوا اپنے صاحب ایک
کتاب کی طرف منتسب ہو کر سوائے کتاب فریق دیگر کے لیس من بعد ما جاءہم العلم کی یہ تفسیر کہ نہین تفرق
کیا مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس یہ علم آگیا کہ تفرق گمراہی ہے اس پر وعید کی گئی ہے سو یہ تفسیر اس بنا پر

اُس کو حاصل ہو جاوین بغیر اُس کی سعی و کوشش کے معنے یہ ہین کہ اسے چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے واسطے اپنی توحید کے اور اپنے دین مین داخل ہونے کے وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ یعنے توفیق دیتا ہے اپنے دین کی اور خالص کر لیتا ہے واسطے اپنی عبادت کے اُس شخص کو جو رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اُس کی کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف عبادت اُس کی کے جملہ اللہ یجتبی الآیۃ مستانفہ ہے واسطے تحقیق حق کے لایا گیا ہے اور اس مین اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن مین سے وہ لوگ ہین جو دعوت کو قبول کرتے ہین پھر جب اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو اُن کے واسطے مشروع فرمائی یعنے دین . . . کا قائم کرنا اور متفرق نہ ہونا تو بعد اس کے تفرق و اختلاف کا ذکر کیا جس کا وقوع ہوا پس ارشاد فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ الآیۃ یعنی نہیں متفرق ہوئے مگر اس بات کو جانکر کہ فرقت گمراہی ہے اسپر وعید کی گئی ہے یا بعد علم بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا بعد آنے اسباب علم کے کہ وہ رسول اور کتب وغیرہا ہین سو اُن کی طرف التفات نہ کیا۔ اور متفرق ہوئے کسی نے کہا کہ مراد متفرق ہونے والون سے قریش ہین اور یہ وہ ہین جو متفرق ہوئے بعد اس کے کہ اُن کے پاس علم آ گیا یعنے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے بغی و حسد کے اُن سے آپ سے اور آپ کے آنے سے پہلے وہ بات کہا کرتے تھے جو اللہ پاک نے اُن کی طرف سے اس آیت مین نقل فرمائی ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ الآیۃ اور اس آیت مین فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ کسی نے کہا کہ مراد اگلے نبیون کی امتین ہین اور وہ آپس مین مختلف ہوئین جب کہ مدتین اُن پر دراز ہوئین سو ایک قوم تو ایمان لائی اور دوسری قوم کافر ہوئی کسی نے کہا یہود و نصاریٰ خاصۃً مراد ہین جیسا کہ اس آیت مین آیا ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنَۃُ متفرق ہوئے بسبب بغی کے بعض سے بعض پر واسطے طلب ریاست کے سوا اُن کا متفرق ہونا کچھ اس لیے نہیں ہے کہ بیان مین اور حجتون مین کوئی قصور ہے ولیکن بسبب بغی و ظلم کے اور بسبب مشغول ہونے کے دنیا و جاہ و حمیت مین پھر اگر کوئی کہے کہ اختلاف کرنے والون پر عذاب کیون نہین آیا تو اس کی یہ وجہ ذکر فرمائی وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَھُمْ یعنے اگر نہ ہوتی بات جو سابق ہو چکی ہے تیرے رب سے مراد تاخیر عقوبت ہے ایک مدت مقرر تک مراد روز قیامت ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ کسی نے کہا اجل مسمّیٰ سے مراد وہ مدت ہے جس کو اللہ پاک جاری کر چکا ہے واسطے اُن کے عذاب کے دنیا مین ساتھ قتل و قید و ذلت و قہر کے تو البتہ جلدی سے اُن پر عقوبت نازل کر کے اُن مین فیصلہ واقع ہو چکتا کسی نے کہا یہ معنے ہین البتہ فیصلہ کر دیا جاتا درمیان اُس شخص کے جو اُن مین سے ایمان لایا اور اُس کے جو کافر ہوا بایں طور کہ کافرون پر تو عذاب نازل ہو جاتا اور مومنون کو نجات ملتی قولہ تعالیٰ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مُرِیْبٍ

زیادہ ف جس کو چاہے جتنی چاہے دی انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ دس مستقل کلمون پر
مشتمل ہے اُن مین کا ہر کلمہ اپنے قبل کے کلمے سے منفصل ہے اور ایک مستقل حکم ہے سواے آیۃ الکرسی کے
اور کوئی اس کی نظیر نہین ہے کیونکہ وہ بہی اس کے مثل دس فصول ہے ۱۔ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ یعنے پس واسطے
اُسی دین کے جس کی ہم نے تیری طرف وحی کی اور جس کی ہمنے وصیت کی سارے رسولون کو تجہ سے پہلے
جو کہ بڑے بڑے شریعت والے ہین جس کی پیروی کی گئی ہے جیسے کہ اولوا العزم وغیرہم رسول ہین سو تو بلا لوگون
کو طرف اُس کے ۲ قولہ عزوجل وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ یعنے اور قائم رہ تو اور وہ جس نے تیری پیروی کی اللہ
تعالیٰ کی عبادت پر جیسا کہ اللہ عزوجل نے تم کو امر فرمایا ہے ۳ قولہ تعالیٰ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ یعنے اور
مت چل مشرکون کی چاؤن پر بتون کی عبادت مین جس کو انہون نے اپنی طرف سے جہوٹ بنا لیا ہے ۴
قولہ جل وعلا وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ یعنے اور تصدیق کی مین نے ساری کتابون کی جو نازل
کی گئین آسمان سے نبیون پر فرق نہین کرتے ہین ہم درمیان کسی کے اُن مین سے ۵ قولہ عظم سلطانہ وَ
أُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ یعنے اور مجہ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ حکم مین جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے
مجہ کو امر کیا ہے ۶ قولہ جلت عظمتہ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے معبود اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے
سو ہم تو اس کا اقرار کرتے ہین اختیاراً اور تم اگرچہ اختیاراً اُس کو نہین کرتے ہو تو ساری عالمون مین جو
کوئی ہے وہ طوعاً و اجباراً اُسی کو سجدہ کرتا ہے ۷ قولہ تبارک وتعالیٰ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ یعنے
ہم تم سے بری و بیزار ہین کما قال سبحانہ وتعالیٰ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ
بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ۸ قولہ عز برہانہ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ مجاہد نے
کہا نہین ہے کوئی خصومت درمیان ہمارے اور تمہارے سدی نے کہا یہ قبل نزول آیت سیف کے تہا یہ
قول متجہ ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور آیت سیف بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے ۹ قولہ عم نوالہ اللّٰهُ
يَجْمَعُ بَيْنَنَا یعنے واللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے قیامت کے دن کما قال تعالےٰ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۱۰ قولہ جل جلالہ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ یعنے اسی
کی طرف مرجع و مآب ہے حساب کے دن قولہ تعالےٰ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ الآیہ اللہ پاک وعید سناتا ہے اُن
لوگون کو جو کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہین اس شخص کو جو اُس پر ایمان لا چکا یعنے جو لوگ کہ جہگڑتے ہین
مومنین سے جو کہ اللہ کو اور اُس کے رسول کو ماننے والے ہین تا کہ اُن کو روکین اُس راہ ہدایت سے جس پر
وہ چلے ہین حجت اُن کی باطل ہے نزدیک اللہ کے اور اُن پر غضب ہے اُس کی طرف سے اور اُن کے لیے
سخت عذاب ہے قیامت کے دن حضرت ابن عباس ومجاہد نے کہا کہ جہگڑتے مومنون سے بعد اس کے کہ وہ

ہے کہ مراد تفرق سے اگلی امتون کا اختلاف ہے اُس اصل مین جو کہ درمیان اصحاب شرائع کے مشترک ہے یہ قول قاضی
کا مختار ہے تیسیر یہ تفسیر کہ بعد اس کے کہ آیا اُن کے پاس علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا
سو یہ اس بنا پر ہے کہ مراد تفرق سے تفرق ہر ہر فریق کا ہے اہل کتاب مین سے اپنی کتاب کی طرف منتسب ہو کر
اب اس قول کی بنیاد پر ضمیر تفرقوا کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوگی اور الذین اورثوا الکتاب من بعدہم سے
مراد مشرکین اہل مکہ ہون گے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہوگا اور لفی شک منہ کی ضمیر راجع ہے طرف
کتاب اہل کتاب کے یعنے وہ اپنی کتاب کو جانتے نہین ہین جیسے کہ وہ ہے یا اُس پر ایمان نہین لاتے ہین
جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا اس قول کی بنا اس پر ہے کہ متفرقین سے مراد اگلے اہل کتاب ہین اور الذین
اورثوا الکتاب سے مراد وہ اہل کتاب ہین جو آپ کے معاصر تھے یا ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے اس بنا پر
کہ متفرقین سے مراد مطلق اہل کتاب اور الذین اورثوا سے مراد مشرکین ہین فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَا

أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝
وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ
وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اللّٰهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ
قَرِيبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ
أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ اللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ
الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا فرما دیا اور نہ چل اُن کے چاؤن پر اور کہہ مین یقین لایا
ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملتے
ہین ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہین ہم مین اور تم مین اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اُسی کی طرف
پھر جانا ہے اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہین اللہ کی بات مین جب خلق اُس کو مان چکی اُن کا جھگڑا ڈگ رہا ہے اُن
کے رب کے یہان اور اُن پر غصہ ہے اور اُن کو سخت مار ہے اللہ وہی ہے جس نے اُتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو
اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو شتابی کرتے ہین اُس کی جو یقین نہین رکھتے اُس پر اور جو یقین
رکھتے ہین اُن کو اُس کا ڈر ہے اور جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی ہے سنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہین اُس گھڑی
کے آنے مین وہ بہکے ہین صریح اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندون پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہی ہے
زور آور زبردست ف پہلے کتاب والون سے اس طرح کلام کرنا چاہیے ف یہ اُن کتاب والون کو
کہا جو پیچھے لوگون کو بہکاتے ہین شبہے ڈالکر ف ترازو فرما دین حق کہ جس مین بات پوری ہے نہ کم

ع ٢

کی روزی دینے مین اُس کو ہے کہ ساری خلق کو روزی دیتا ہے کسی کو اُن مین سے بھولتا نہین اُس کی روزی ہر
نیکو کار و بدکار دونون برابر ہین کما قال تعالے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ
مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ اس آیت کی بہت سی نظائر ہین یرزق من یشاء اس کے
یہ معنے ہین کہ روزی کی فراخی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے اور وہ ہے روزآور زبردست یعنی کوئی شے اُس
کو عاجز نہین کرتی ہے ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے فَلِذٰلِكَ فَادْعُ الآیہ ذلک کا اشارہ
ہے طرف تفرق وشک کے یا کتاب یا علم کے یا دین مشروع کے قبل مین یہی اشیا مذکور ہین یعنے پس بسبب
تفرق وشک کے یا کتاب کے یا علم کے جس کو تو دیا گیا ہے یا بسبب اس کے کہ اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے
دین سے جو دین کہ مشروع کیا پس تو بلا طرف اللہ کے اور اُس کی توحید کے اور طرف اتفاق واتیلاف
کے یک رنگی قومی ملت پر یا طرف پیروی کرنے اُس شے کے جس کو دیا گیا اور اس بنا پر جائز ہے کہ یہ لام
بجائے الے ہو واسطے فائدہ دینے صلہ وتعلیل کے فرا وزجاج کہتے ہین معنے یہ ہین فالی ذلک
فادع جیسے تم بولتے ہو دعوت الی فلان ولفلان اور ذلک کا اشارہ ہے طرف اُس شے کے جس کی
انبیا کو وصیت کی یعنے توحید کسی نے کہا کلام مین تقدیم وتاخیر ہے معنے یہ ہین کبر علے المشرکین ما
تدعوہم الیہ فلذلک فادع یعنے گران گزری مشرکون پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے سو
اسی طرف تو بلا اور قائم رہ اُس شے پر جس کی طرف تو نے دعوت کی راغب نے استقامت کی تفسیر بلزوم منہج
مستقیم کی ہے یعنے سیدھی راہ پر چلا رہ جب اُس کی یہ تفسیر ہوئی تو اب اس کی کوئی حاجت نہ رہی کہ استقامت
کی تاویل دوام علے الاستقامت کی جائے قتادہ نے کہا کہ مستقیم رہ اللہ کے امر پر سفیان نے کہا کہ قرآن پر ضحاک
نے کہا کہ رسالت کے پہونچانے پر جیسا کہ تجھ کو اس کا امر کیا گیا ہے طرف سے اللہ تعالے کے اور مت پیروی
کر اُن کے ہوا کی یعنے توحید کے چھوڑنے مین اُن کی باطل خواہشون کا اور ان کے تعصبات حق سے نا کل
کا پیرو مت ہو اور اللہ کے دین مین جو کوئی تیرا مخالف ہوا ہے اُس کے خلاف کی طرف نظر مت کر محلی کا بیان
یہ ہے کہ پس واسطے اسی توحید کے پس بلا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو اور مستقیم رہ اُس پر اور
مت پیروی کر اُن کی خواہشون کی اُس کے ترک مین لسفی کہتے ہین پس واسطے اس تفرق کے اور واسطے
شاخ شاخ ہونے کفر کے بہت شاخین ہو کر جو کہ اس تفرق کے سبب سے پیدا ہوئی ہین پس بلا طرف
اتفاق و ائتلاف کے حنیفی قومی ملت پر اور مستقیم رہ اس پر اور اس کی طرف بلانے پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے تجھ کو امر فرمایا ہے اور پیروی مت کر اُن کی باطل مختلف خواہشون کی اسی کے مثل خازن نے بھی
کہا ہے قاضی صاحب مرحوم کے بیان کا بیان یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف مصدر تفرقوا کے یا طرف

مان چکے اللہ کو اور اُس کے رسول کو تاکہ اُن کو روکین ہدایت سے اور طمع کی کہ جاہلیت پھر لوٹ آئے قتادہ نے کہا یہ جھگڑنے والے یہود و نصاریٰ ہین مومنون سے کہا کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہم تم سے بہتر ہین اور ہم کو اللہ کے ساتھ زیادہ تر لگاؤ ہے تم سے حالانکہ وہ اس بات مین جھوٹ بولے پھر اللہ پاک نے فرمایا اللہ الذی انزل الکتاب بالحق یعنے اللہ وہی ہے جس نے اُتارین کتابین اپنے پاس سے اپنے نبیون پر اور میزان یعنی عدل و الضحاک قالہ مجاہد و قتادہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ اور مثل اس آیت کے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ قولہ تبارک و تعالےٰ وَلَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ مین تین امر ہین ایک تو اس مین ترغیب ہے قیامت کی دوسرے اُس سے ترہیب ہے تیسرے بے رغبت کرنا ہے دنیا مین قولہ عزوجل يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا الآیہ یعنے جلدی کرتے ہین قیامت کی وہ لوگ جو اُس پر یقین نہین رکھتے ہین کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر ہو تم سچے اور یہ جو کہتے ہین سو صرف واسطے تکذیب کو اور بعید جاننے کے اور کفر و عناد و دشمنی کے اور جو یقین رکھتے ہین وہ اُس کے وقوع سے ڈرنیوالے ہین اور جانتے ہین کہ وہ حق ہے یعنی ضرور ہونے والی ہے سو وہ اُس کے واسطے مستعد ہین تیاری کر رہے ہین اُس کے لیے عمل کرتے ہین احادیث صحاح و حسان و سُنن و مسانید مین ایک حدیث اتنے طریقون سے مروی ہے کہ وہ تواتر کے درجے کو پہونچی ہین اُس کے بعض الفاظ مین یہ ہے کہ ایک شخص نے باواز بلند آپ سے پوچھا اور آپ تھے بعض سفرون مین تب پس اُس نے آپ کو پکارا تو آپ نے مثل اُس کے آواز کے فرمایا ہاؤم یعنے آؤ پس اُس نے آپ سے عرض کیا کب ہے قیامت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا تیری خرابی ہو بیشک وہ تو ہونے والی ہے پھر تو نے اُس کے واسطے کیا تیار کیا ہے تو اُس نے عرض کیا کہ حُبّ اللہ کی اور اس کے رسول کی تو آپ نے فرمایا انت مع من احببت یعنی تو اُس کے ساتھ ہے جس کو تو نے دوست رکھا پس قول آپ کا حدیث شریف مین المرء مع من احب یہ لامحالہ متواتر ہے غرض یہ ہے کہ آپ نے اُس کو قیامت کے وقت کا جواب نہین دیا بلکہ اُس کے واسطے تیاری کرنے کا اُس کو امر فرمایا قولہ تعالےٰ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ یعنے خبردار بیشک وہ لوگ جو جھگڑتے ہین قیامت کے وجود مین اور دفع کرتے ہین اُس کے وقوع کو البتہ کھلی جہالت مین ہین کیونکہ جس نے آسمان و زمین بنائے وہ بطریق اولیٰ دوسری مرتبہ مُردون کے جلانے پر قادر ہے کما قال تعالےٰ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ قولہ تعالیٰ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنے لطف و مہر کی جو اپنی خلق

کہا کہ علی العموم کفار کو ہے فتح القدیر میں کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے آیت سیف سے محلی وخازن نے بھی اسی طرح کہا
ہے کسی نے کہا کہ منسوخ نہیں ہے اس سبب سے کہ براہین ظاہر ہو گئے اور حجتیں قائم ہو چکیں اب باقی نہ رہا مگر عناد
اور بعد عناد کے نہ کوئی حجت ہے نہ کسی طرح کا جدال ۔ صاحب فتح البیان اور کرخی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا ہے
آیت میں نہیں ہے مگر وہ شے جو دال ہے متارکت پر مقاولہ و محاجہ میں مطلقاً تا آنکہ منسوخ ہو قاضی صاحب
مرحوم بھی اسی کے قائل ہیں فرماتے ہیں ولیس فی الآیۃ ما یدل علی متارکۃ الکفار راسا حتی تکون منسوخۃ بآیۃ
القتال انتہی اللہ یجمع بیننا الآیہ یعنے اللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے محشر میں واسطے فصل قضا کے
اور اسی کی طرف مرجع ہے قیامت کے دن پھر ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دیگا قولہ تعالیٰ والذین یحاجون
فی اللہ الآیہ میں ضمیر کی راجع ہے طرف دین اللہ کے کسی نے کہا کہ طرف اللہ پاک کے کسی نے کہا طرف
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا ذکر سیاق سے معلوم ہوتا ہے فعل یعنے استجیب اسپر دال ہے لیکن قول اول
اولیٰ ہے یعنے وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کے دین میں بعد اس کے کہ لوگوں نے اس کو مان لیا اور اس میں داخل
ہو چکے مجاہد نے کہا بعد اس کے کہ لوگ اسلام میں آئے کہا یہ لوگ ایک قوم ہیں جنہوں نے یہ وہم کیا کہ
جاہلیت لوٹ آئی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ لوگ اہل کتاب ہیں مسلمانوں سے جھگڑتے اور ہدایت
سے ان کو روکتے تھے بعد اس کے کہ انہوں نے اللہ کو مان لیا اور فرمایا یہ ایک قوم ہیں اہل ضلالت سے
اور یہ انتظار کرتے تھے اس کا کہ جاہلیت ان کے پاس آ جائے قتادہ کہتے ہیں یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں
جھگڑنا ان کا یہ قول ہے ان کا کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے
پہلے ہے اور اپنے واسطے فضیلت خیال کرتے تھے بایں طور کہ وہ اہل کتاب ہیں اور اولاد میں انبیا
کی اور مشرکین یوں کہتے تھے اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا اس پر یہ آیت نازل ہوئی
عکرمہ سے مروی ہے کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے ان مومنوں سے کہا جو
کہ ان کے درمیان میں تھے کہ لوگ تو داخل ہو چکے اللہ کے دین میں فوج فوج تو اب تم ہمارے درمیان سے
نکل جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ان قولوں میں سے بعض قول اول گذر چکے ہیں لیکن فی الجملہ الفاظ
کا تفاوت ہے غرضکہ موصول مبتدا ہے اور خبر اس کی یہ جملہ ہے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے مذ
کورین کی حجت پھسلنے والی ہے نزدیک ان کے رب کے اس کو کسی طرح کا ثبات و قرار نہیں ہے مثل ایسی
شے کے ہے جو کہ اپنی جگہ سے پھسل رہی ہے محاورے میں بولتے ہیں دحضت حجتہ دحضا از باب خضع یعنی
اس کی حجت باطل ہوئی اور داحض یعنے ازلاق ہے یعنے کسی شے کو پھسلانا اور پھسلنے کی جگہ کو مکان دحض
کہتے ہیں و دحضت رجلہ از باب قطع یعنے اس کا پاؤں پھسل گیا انکے جھگڑنے کا نام حجت رکھا گو یہ حجت

کتاب کے جس سے مراد قرآن شریف ہے یا طرف دین شروع کے جس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ امر ہے دین کے قائم
کرنے کا اور نہی ہے تفرق سے یعنی پس واسطے اس تفرق کے یا کتاب کے یا علم کے جو تجھ کو دیا گیا ہے پس بلا تو طرف
متفق ہونے کے یک رنگی ملت پر یا طرف پیروی کرنے کے اُس شے کی جو تجھ کو دی گئی ہے اور اس بنیاد پر کہ
ذلک کا اشارہ ہو طرف کتاب کے یا علم کے تو ہو سکتا ہے کہ حرف لام بمعنے الی ہو یہاں تک کہ ادع کا صلہ صریحاً
مذکور ہو جائے اور تعلیل کے معنے کا بھی فائدہ دے فرا و زجاج اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں فالی ذلک الدین
الذی وصینا بہ الانبیاء فادع الناس یعنے پس طرف اُسی دین کے جس کی ہم نے وصیت کی انبیا کو پس بلا
تو لوگوں کو وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ یعنے اور کہدے کہ میں ایمان لایا ساری کتابوں پر
جن کو اللہ تعالے نے اپنے رسولوں پر اُتارا ہے نہ اُن کی طرح جو کہ انہیں سے بعض پر ایمان لائے اور بعض کے
منکر ہوئے اس میں حق کی تحقیق ہے اور بیان ہے اس بات کا کہ ساری کتابیں اصولوں میں متفق ہیں اور
توریت و انجیل والوں کے دلوں کو مالوف کرنا ہے اور اُن کے واسطے تعریض ہے یعنے ہم سب کتابوں کو مانتے
ہیں اور تم سب کو نہیں مانتے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ یعنے اور مجھے حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے
بیچ اللہ کے حکموں میں جب کہ تم میری طرف مرافعہ کرو اور ظلم نہ کروں تم پر بایں طور کہ جو حکم اللہ تعالے نے
مشروع فرمایا ہے اُس پر بڑھا دوں یا اُس سے گھٹا دوں اور جس شے کے پہونچانے کا اللہ تعالے نے مجھ کو
حکم دیا ہے اُس کو جوں کا توں تمہاری طرف پہونچا دوں حرف لام بمعنے کے ہے یعنی میں مامور ہوا ہوں
ساتھ اُس شے کے کہ جس کے ساتھ مامور ہوا ہوں تاکہ عدل کروں درمیان تمہارے کسی نے کہا کہ لام زائد
ہے معنے امرت ان اعدل ہیں یعنے مجھے حکم ہوا ہے اس بات کا کہ عدل کروں کسی نے کہا یعنے با ہے اور
ان مصدریہ مقدر ہے ای بان اعدل لیکن قول اول ہے ابو العالیہ کہتے ہیں میں حکم کیا گیا ہوں تاکہ برابری
کروں درمیان تمہارے دین میں سو ایمان لاؤں ہر کتاب پر اور ہر رسول پر ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ عام ہے
ہر شے میں یعنے مجھے حکم ہوا ہے تاکہ عدل کروں درمیان تمہارے ہر شے میں اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے اللہ ہمارا
معبود ہے اور تمہارا معبود ہے اور ہمارا خالق ہے اور تمہارا خالق ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یعنے
ہماری اعمال کا ثواب و عقاب ہمارے ساتھ خاص ہے اور تمہارے اعمال کا ثواب و عقاب تمہارے ساتھ
خاص ہے سو ہر کوئی اپنے عمل کا بدلا پائے گا لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یعنے نہیں ہے کوئی خصومت درمیان
ہمارے اور تمہارے اس لیے کہ حق ظاہر و واضح ہو چکا اب باہم جھگڑنے کی کوئی مجال نہیں رہی اُن کی باطل
باتوں کو جو پیرایہ حجت میں ادا کیا سو صرف اُن کے زعم باطل پر اُن سے مقابلہ کرنے کو ہے ورنہ اُن کی باتوں کو
حجت سے کیا علاقہ حضرت ابن عباس و مجاہد نے فرمایا کہ خطاب یہود کو ہے یہ قول قرطبی نے نقل کیا ہے کسی نے

اور اس مین متفرق طور سے ثواب ہی بیان کرنا شروع کیا کہ دین متفق علیہ جو مشروع کیا ہے سو سبب نازل
کرنے ایسی کتاب کے ہے جو کہ انواع و اقسام کے دلائل و بینات پر مشتمل ہے پس ارشاد فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ
الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ کتاب سے مراد جنس ہے تو جو کتابین رسولون پر نازل کی گئی ہین اُن سب کو
شامل ہوگی کسی نے کہا کہ مراد خاص قرآن شریف ہے بالحق متعلق ہے محذوف سے وہ حال ہر کتاب سے ای
متلبسا بالحق حق سے مراد صدق و درستی ہے میزان سے مراد عدل ہے اکثر مفسرین نے اسی طرح کہا ہو
عدل کا نام میزان اس لیے رکھا کہ میزان آلہ ہے انصاف کا اور برابری کرنے کا درمیان خلق کے تو اب
میزان سے عدل مراد لینا مجاز مشہور سے کا میزان جو سبب تھا عدل کا اُس کا استعمال کیا عدل مین جو کہ
مسبب ہے معنی اللہ وہ ہے جس نے نازل کین ساری کتابین یا خاص قرآن شریف اس حال مین کہ صدق
و درستی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہے اور نازل کیا عدل تا کہ خلق مین انصاف کیا جائے کسی نے کہا میزان
سے مراد وہ شے ہے جو کتب منزلہ مین بیان کی گئی ہے اس قسم سے جس کے ساتھ عمل کرنا ہر انسان پر واجب ہے کسی
نے کہا میزان جزا ہے طاعت پر ساتھ ثواب کے اور معصیت پر ساتھ عقاب کے قتادہ کہتے ہین میزان عدل ہے
اس شے مین جس کا امر کیا اور اس شے مین جس سے منع فرمایا عدل کا نازل کرنا یہ ہے کہ اس کا امر فرمانا اور
اس کے ساتھ مکلف کرنا کسی نے کہا کہ میزان سے مراد خود میزان ہے یعنے ترازو جس سے تولتے ہین
حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے وقت مین اللہ پاک نے آسمان سے اُس کو نازل فرمایا اور بندون کو اُس
سے تولنے کی تعلیم فرمائی تا کہ اُن کے آپس مین ظلم دفع ہو یعنے تولنے کی چیزون کو پورا تول
کر لین اور وزن کرین حقوق مین کمی زیادتی نہ ہونے پاوے جس طرح کہ اس آیت مین ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا
بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ مجاہد کہتے ہین ہو الذی یوزن
بہ یعنے میزان سے مراد یہی حقیقی ترازو ہے جس سے تولتے ہین کسی نے کہا میزان سے مراد حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہین فیصلہ کرتے ہین درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے پھر کتاب و میزان کی اتباع مین اور
اُن کی حدود کے قائم کرنے مین ترغیب دی ارشاد فرمایا وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ یعنے تجھ کو
کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو پس تو پیروی کر کتاب کی اور عمل کر ساتھ شرع کے اور مداومت کر عدل و
انصاف پر قبل اس کے کہ اچانک آن لے تجھ کو وہ دن جس مین تیرے اعمال تولے جائین اور تیری جزا
پوری پوری دی جائے کلمہ ما استفہامیہ ہے اور استفہام انکاری ہے محل نصب ہے بیان وہ کہتے ہین جو
کہ ہین ایک یہ ہے کہ لعل معلق ہے فعل کا عمل سے دوسری یہ ہے کہ ما بعد اُس کا قائم مقام دو مفعول
کے کیا گیا ہے خفاجی نے دوسری کی شرح مین کہا ہے کہ فعل تو یدریک ہے اور ما بعد اُس کا جملہ سد مسد

نہیں ہے ... ہے اس لیے کہ اُن کے خیال میں وہ حجت ہے و علیہم غضب یعنے صرف یہی نہیں ہے کہ اُن کی حجت
باطل ہے وگر ہیچ بلکہ اُن پر غضب ہے اللہ پاک کی طرف سے باین وجہ کہ باطل کے ساتھ جھگڑے پھر اس پر بھی
قناعت نہیں بلکہ ولہم عذاب شدید یعنے اور اُن کے واسطے آخرت میں سخت عذاب ہے امام رازی
نے خواصہ یہود کے بیان میں فرمایا ہے کہ اُنھوں نے اللہ تعالے کے دین میں یون جھگڑا کیا کہا کیا تم یہ نہین
کہتے ہو [illegible] ہے نہ اُس دین کا جس میں اختلاف ہے موسی علیہ السلام کی نبوت اور
اُن کی کتاب کی حقیت [illegible] معلوم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت متفق علیہ نہین ہے تو یہ بات
واجب ہوئی کہ یہود [illegible] ہو سو اُن کی یہ حجت ہے اور اللہ پاک نے اُس پر یہ حکم لگایا کہ وہ
باطل ہے [illegible] کی یہ وجہ ہے کہ یہود نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ موسی علیہ الصلوۃ و
السلام پر ایمان لانا [illegible] ہوا کہ اللہ تعالے نے اُن کی تصدیق کی باین طور کہ اُن کے ہاتھ
پر معجزے ظاہر فرمائے اور جس کسی کی اللہ تعالی دعوی رسالت میں باین طریق تصدیق کرے تو وہ اپنے دعوی
میں [illegible] پر ایمان لانا واجب ہے پس اُن کا یہ اجماع مستلزم ہے اُن کی حجت کے بطلان کو کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رسالت کا دعوی کیا تو اللہ تعالے نے آپکے دعوی میں آپ کی تصدیق کی باین
طور کہ آپکے دست مبارک پر ظاہر و باہر معجزے پیدا فرمائے اور یہود نے اُن معجزون کا مشاہدہ کیا پس اگر
ظہور معجزے کا [illegible] نبوت کے صدق پر دلیل ہے تو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا اقرار واجب
اور اگر وہ آپکے حق میں اُس پر دلیل نہین ہے تو حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین کیونکر دلیل ہوتا
ہے پس اُسکو ایک کے صدق پر تو دلیل ٹھیرانا اور دوسرے کی راستی پر دلیل قرار نہ دینا تحکم محض و عناد صرف
ہے جب کہ اللہ پاک نے اُن معانی کی تعظیم کی جن کو یہ سورہ کریمہ متضمن ہے باین طور کہ اُن مضامین کی وحی
کی تکرار کی آپ کی طرف قرآن مجید میں اور اُن نبیون کی طرف جو آپ سے پہلے تھے اور باین طور کہ اُن کے
وحی کرنے کی نسبت کی طرف اللہ عزیز حکیم کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انکار کیا اُن کی شدت
حرص کا مشرکون کے ایمان لانے پر اور اُن کے [illegible] نہ کرنے کا اس کی رسالت پہونچانے پر طرف اُن کے
اور اُن کے ڈرانے پر ساتھ یوم الجمع کے اور ساتھ تعذیب گنہگار کے جو اُس مین ہوگی اور یہ انکار ایسے طرز
پر کیا جو کہ متضمن ہے اُن کی تہدید کو باین طور کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور اُن کے واسطے کوئی ولی و نصیر
نہین ہے پھر یہ بیان کیا کہ وہ اس تہدید کے مستحق ہین باین وجہ کہ جو دین درمیان ارباب شرائع کے متفق
علیہ ہے اُنھون نے اُس کی مخالفت کی وہ دین یہی ہے کہ جن امور پر ایمان لانا واجب ہے اُن سب پر ایمان
لانا اور جس کام کا اللہ پاک نے امر کیا ہے اور جس کو منع فرمایا ہے اس سب مین اللہ تعالی کا [illegible]

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ پھر اس مین جھگڑنے اور شک کرنے والون کی گمراہی بیان کی ارشاد فرمایا اَلَآ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ یمارون یا تو ماخوذ ہے ممارات سے ممارات کہتے ہین مخاصمہ و مجادلہ کو یا مریہ سے مریہ بمعنے شک و ریبہ تو معنی سمجھتے ہو بیشک جو لوگ جھگڑتے ہین یا شک کرتے ہین قیامت مین البتہ ایسی گمراہی مین ہین جو کہ حق سے نہایت درجہ دور ہے کیونکہ اُنہون نے تفکر نہ کیا اُن دلیلون مین جو کہ اُس پر ایمان لانے کی موجب ہین اور اُن کے مشاہدہ مین ہین اُن کی آنکھون کے سامنے کھڑے ہین اُن کی عقلین اُن کو سمجھتی ہین اگر وہ غور و فکر کرتے تو ضرور جان لیتے کہ جس نے اُن کو اول بار پیدا کیا ہے وہ قادر ہے دوہرانے پر کتاب عزیز اور سنت مطہرہ دال ہے اُس کے وقوع پر اور عقلین گواہی دیتی ہین اس پر کہ دار جزا کا ہونا ضروری ہے بعث زیادہ تر مشابہ اشیا کی ہے ساتھ محسوس چیزون کے پس جو کوئی راہ یاب نہ ہوا طرف جائز رکھنے بعث کی تو وہ زیادہ تر دور ہوگا راہ پانے سے طرف اُس شے کے جو اُس سے دور ہے اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یعنے اللہ پاک بہت لطف و نرمی والا ہے اپنے بندون پر اور نہایت رافت اور مہربانی کرنے والا ہے مقاتل کہتے ہین لطیف ہے ساتھ نیک و بد کے بایں طور کہ بسبب گناہون کے بندون کو بھوک سے قتل نہین کیا عکرمہ نے کہا الطیف بمعنی بار ہے یعنے نیکی و احسان کرنے والا سدی نے کہا بمعنے رفیق ہے یعنے نرمی کرنے والا کسی نے کہا بمعنے حفی ہے یعنے نہایت مہربان قرطبی نے کہا لطیف ہے ساتھ اُن کے عرض و محاسبہ مین کسی نے کہا منافع کے پہونچانے مین اور بلا کے پھیرنے مین کسی نے کہا لطیف ہے ساتھ باریکیون کے علم اس کا اور عظیم ہوا جرائم سے حلم اسکا کسی نے کہا لطیف وہ ہے جو مناقب کو پھیلاتا ہے اور مثالب کو چھپاتا ہے یعنے عیوب کو یا معاف کرتا ہے درگذر فرماتا ہے اُس شخص سے جس سے لغزش ہوگئی ہے یا دیتا ہے بندے کو زیادہ کفایت سے اور تکلیف دیتا ہے اس کو طاقت کی طاقت سے کم حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لطیف ہے ساتھ اپنے دوستون کے تو اُنہون نے اُس کو پہچانا اور اگر وہ لطف کرتا اپنے دشمنون کے ساتھ تو وہ اُس کے منکر نہ ہوتے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لطف کرتا ہے اُن کے ساتھ رزق مین دو وجہ سے ایک تو یہ ہے کہ اُس نے تیری روزی ٹھیرائی طیبات سے یعنے پاک اور حلال چیزون سے دوسرے یہ ہے کہ یکبارگی تجھ کو نہین دیدی کہ تو اُس کو بیجا خرچ کر ڈالے مطلب یہ ہے کہ حاجت کے موافق دیا جاتا ہے دافع مین اس کو ٹھیکرا اور کہا لطف دوسرے حسین بن الفضل نے کہا لطیف ہے اُن کے ساتھ قرآن مین اور اُس کی تفصیل و تفسیر مین کسی نے کہا لطیف وہ ہے کہ خوف نہ کیا جائے مگر اُس کے عدل کا اور امید نہ رکھی جائے مگر اُس کے فضل کی۔

قریب ہے یعنے مفعول اول تو کاف ہوا پس فعل متعدی ہے طرف تین مفعول کے اس لیے کہ مضارع ہے ادرا کا جو کہ بسبب معنی کے تین کی طرف متعدی ہوتا ہے انتہے اس پر جمل نے کہا کہ اس ترکیب کو مع اس ترکیب کے دیکھنا چاہیے جو کہ محلی نے سورۃ القارعہ مین لکھی ہے وہان یون کہا ہے کہ جملہ ما القارعہ محل نصب مین ہے قائم مقام مفعول ثانی کے پس ہیان فعل کو دو مفعول کی طرف متعدی ٹھیرایا ہے اور سمین نے جو بیان اور سورۂ انبیا مین کہا ہے اُس کی غایت یہ ہے کہ جملہ لعل الساعۃ قریب محل نصب مین ہے فعل سے بسبب تعلیق فعل کے لعل سے اور یہ نہین ذکر کیا کہ وہ قائم مقام ایک مفعول کے ہے یا دو کے حاصل یہ ہے کہ محلی کے دونون کلامون مین مخالفت ہی واللہ اعلم معنے یہ ہین کون خبر کرتی ہے تجھ کو جاننے والا قیامت کا عالم اُس کے وقت کا شاید وہ قریب ہو یعنی کوئی سبب نہین ہے جو پہونچا وے طرف جاننے اُس کے قریب کے مگر وہ وحی جو تجھ پر نازل کی جاتی ہے **قریب** کی تذکیر مین وجوہ ہین ایک یہ ہے کہ تانیث ساعت کی حقیقی نہین ہے دوسری یہ ہے کہ قریب کا موصوف مقدر ہے ای شئے قریب تیسری یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف ہے ای قریب مجیئہا او اتیانہا چوتھی یہ ہے کہ بمعنے ذات قرب ہو پانچوین یہ ہے کہ ساعت بمعنے بعث ہے جیسا کہ زجاج نے کہا ہے معنے یہ ہین لعل البعث قریب چھٹی یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے لعل مجی الساعۃ قریب ساتوین یہ ہے کہ قریب مؤنث و مذکر دونون کی صفت مین آتا ہے کما قال تعالی اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ یہ قول کسائی کا ہے لیکن کرخی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ قریب مین مذکر و مؤنث برابر نہین اس لیے کہ یہان فعیل بمعنے فاعل ہے اور اس مین مذکر و مؤنث برابر نہین ہوتا ہے خاکسار عفی اللہ عنہ نے اس کی پوری بحث کتاب البلغہ فے بیان المؤنث والمذکر مین لکھی ہے مثل ایک رسالے کے ہے اکابر علماء کے اقوال اُس مین نقل کیے ہین بالجملہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا ذکر فرمایا اور آپ کے پاس ایک قوم مشرکین کی تھی تو اُس کی تکذیب کرنے کو بولے وہ کب قائم ہوگی اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اس قول کی صحت پر یہ جملہ دال ہے يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا یعنے شتابی کرتے ہین اُس کی وہ لوگ جو اُس پر ایمان نہین لاتے ہین شتابی کرنا ٹھٹھے کا اور اُس کے جھٹلانے کا سو وہ اُس سے ڈرتے نہین ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا اور جو اُس پر ایمان لائے ہین وہ اُس کے آنے سے خائف ہین یعنے سو وہ اُس کی شتابی نہین کرتے ہین مقاتل نے کہا اس واسطے کہ وہ نہین جانتے ہین اُس شئے کو جس پر ناگہان آجائین گے زجاج نے کہا اس لیے کہ وہ جانتے ہین کہ اُن سے محاسبہ ہوگا اور اُن کو اُن کے اعمال کی جزا دیجائے گی وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہین کہ وہ آنے والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور وہ ضرور ہی ہونے والی ہے اسی کی مثل یہ آیت ہے

اللہ پاک یہ بیان کر چکا کہ وہ بندون پر لطیف و مہربان کثیر البر والاحسان ہے تو اس طرف اشارہ کیا کہ انسان
جب تک وارکسب و اختیار مین ہے اُس کو ضرور ہے کہ بھلائیون کی طلب مین اور برائیون سے بچنے
مین سعی و کوشش کرے کیونکہ اُس کا لطف و احسان گو مقدر بقدر سعی و عمل عبد نہین ہے مگر اُس کی
عادت اس پر جاری ہوئی ہے کہ اُس کو بندہ کی سعی و کسب کے ساتھ وابستہ کیا ہے پس ارشاد فرمایا مَنْ
كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي
الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ
الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا
وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑہا دین ہم اُس کو اُس کی کھیتی اور
جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اُس کو دین ہم کچھ اُس مین سے اور اُس کو نہین آخرت مین کچھ حصّہ کیا اُن کے اور
شریک ہین کہ راہ ڈالی ہے انھون نے اُنکے واسطے دین کی جس کا حکم نہین دیا اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات
فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن مین اور بیشک جو گنہگار ہین ان کو دکھ کی مار ہے تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہونگے
اپنی کمائی سے اور وہ پڑتا ہے اُن پر اور جو یقین لائے اور بھلے کام کیے باغون مین ہین بہشت کے اُن کو
ہے جو چاہین اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی ف دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق محنت کے
ملے پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت مین نہین ف یعنے فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر انتہے ف
حافظ ابن کثیر کہتے ہین یعنے جو کوئی ارادہ کرے آخرت کے عمل کا تو ہم قوت دین اُس کو اور اعانت کرین اُس
کی اُس عمل پر جب کے وہ در پے ہو رہا ہے اور برکت کرین ہم اُس کے بڑہنے کو اور بدلا دین ہم اس کو بعوض
ایک نیکی کے دس گنے سے سات سو گنے تک اُس تک جس کو اللہ چاہے وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا الآیہ کا مطلب
ہے کہ جس کی سعی اسی لیے ہو کہ اُس کو دنیا سے کوئی شے حاصل ہو جائے اور آخرت کی طرف بالکل اُس کو
کوئی فکر و قصد نہ ہو تو اللہ تعالےٰ اُس کو آخرت سے محروم کریگا اور اگر چاہے گا تو دنیا سے اُس کو کچھ دیدیگا
اور اگر نہ چاہے گا تو نہ یہ اُس کو حاصل ہوگی نہ وہ اور اس نیت سے دنیا و آخرت مین خائب و خاسر ہوگا
دلیل اس پر یہ ہے کہ اس جگہ یہ آیت مقید ہے اُس آیت کے ساتھ جو کہ سورہ سبحان مین ہے یعنے قولہ تبارک
وتعالےٰ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا
مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ

کسی نے کہا ہو الذی یعین علی الخدمۃ ویکثر المدحۃ یعنے لطیف وہ ہے کہ اعانت کرتا ہے خدمت پر اور مدح
کرتا ہے بہت کسی نے کہا ہو الذی لا یعاجل من عصاہ ولا یخیب من رجاہ یعنے جو اُس کی نافرمانی کرتا ہے
اُس پر عذاب کی جلدی نہیں فرماتا اور جو اُس سے امید رکھتا ہے اُس کی امید کو ضائع نہیں کرتا ہے کسی
نے کہا وہ ہے کہ اپنے سائل کو رد نہیں کرتا ہے اور اپنے امیدوار کو نا امید نہیں فرماتا ہے کسی نے کہا
وہ ہے کہ رحم کرتا ہے اُس شخص پر جو کہ اپنی جان پر رحم نہیں کرتا ہے کسی نے کہا ہو الذی اوقد للعلماء من
الکتاب والسنۃ سراجا وجعل لہم الصراط المستقیم والدین القیم منہاجا وانزل لہم من سحائب برہ ومنہ و
لطفہ وکرمہ واحسانہ امطارا ثجاجا یعنے وہ ہے جس نے روشن کیا واسطے علماء کے کتاب وسنت سے چراغ اور
ٹھیرایا واسطے اُن کے سیدہی راہ کو اور دین مضبوط کو رستہ چلنے کا اور اُتارا واسطے اُن کے اپنی بر
ومنت ولطف وکرم واحسان کی بدلیوں سے پانی خوب برسنے والا کسی نے کہا وہ ہے کہ قبول کرتا ہے قلیل
اور بدلا دیتا ہے جزیل یعنے کثیر کسی نے کہا ہو الذی یجبر الکسیر وییسر العسیر یعنے وہ ہے جو کہ جوڑتا ہے ٹوٹے
ہوئے کو اور آسان کرتا ہے مشکل کو محمد بن علی کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں لطیف وہ ہے کہ جس
نے پناہ پکڑی طرف اُس کے اُس کے بندوں میں سے جب کہ وہ نا امید ہوا خلق سے تو اُس پر بھروسا کیا اور
رجوع ہوا طرف اُس کے پس اُس وقت وہ اُس کو قبول کرتا ہے اور اُس پر متوجہ ہوتا ہے حدیث شریف میں
آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلع ہوتا ہے پرانی قبروں پر پھر اللہ عز وجل فرماتا ہے کہ اُن کے آثار مٹ گئے اور
اُن کی صورتیں مضمحل ہو گئیں اور باقی رہا اُن پر عذاب اور میں لطیف ہوں اور میں ارحم الراحمین ہوں
تخفیف کرو اُن سے اس کے سوا کچھ اور بھی کہا ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ پاک جاری رکھتا ہے اپنا لطف
اپنے بندوں پر اُن کے کل امور میں منجملہ اس کے وہ رزق وروزی ہے جس سے دنیا میں زندگی بسر کرتے
ہیں اور یہ معنے ہیں اس قول کے یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ یعنے روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اُن میں سے
جس طرح چاہتا ہے سو ایک پر تو فراخی کرتا ہے اور دوسرے پر تنگی حال کے ساتھ کسی قوم کی فضیلت دنیا
میں حکمت ہے تا کہ بعض بعض کی طرف محتاج ہوں کما قال سبحانہ وتعالیٰ لِیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا
اور یہ ایک لطف ہوا بندوں پر تا کہ جانچے غنی کو ساتھ فقیر کے اور فقیر کو ساتھ غنی کے کسی نے کہا یعنی
ہیں روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے انواع روزی سے پس وہ اگرچہ روزی دیتا ہے ہر
جاندار کو لیکن اُس نے تفاوت رکھا ہے درمیان مرزوقین کے رزق میں قلت وکثرت وجنس ونوع کا
واسطے کسی حکمت کے جس کو وہی جانتا ہے پھر فرمایا وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ یعنے وہ عظیم القدرت باہر القدرت
ایسا غالب ہے کہ ہر شے پر وہی غالب ہوتا ہے اور کوئی شے اُس پر غالب نہیں ہوتی ہے پھر جب

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ثوری نے عن عمر عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دی اس امت کو سنا و رفعت و نصر و تمکین کی زمین میں پس جو کوئی عمل کرے ان میں سے عمل آخرت کا واسطے دنیا کے تو نہیں ہوگا واسطے اس کے آخرت میں کچھ حصہ قولہ تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا الآیۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ پیروی نہیں کرتے ہیں اس دین قویم کی جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے بلکہ اتباع کرتے ہیں اس شے کا جس کو ان کے شیاطین نے ان کے لیے مشروع کیا ہے جن و انس میں سے جیسے حرام کرنا بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کا جس کو شیاطین نے ان پر حرام کیا ہے اور حلال کرنا مردار کے کھانے کا اور خون کا اور جوے کا اس کے سوا اور گمراہی کے امور اور جہالت باطل تحلیل و تحریم و عبادات باطلہ و اموال فاسدہ سے جن کو انہوں نے اپنی جاہلیت میں اختراع کر لیا تھا صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیں آگ میں کھینچ رہا ہے اس لیے کہ پہلے پہل اسی نے سانڈ چھوڑے یہ شخص ایک بادشاہ تھا بادشاہان خزاعہ سے اور اسی نے سب سے اول یہ چیزیں نکالیں اور اسی نے قریش کو بتوں کے پوجنے پر آمادہ کیا لعنہ اللہ وقبحہ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ یعنے اگر نہ ہوتی فیصلے کی بات یعنے اگر یہ ہوتا روز معاد تک مہلت دینا جو کہ مقدم ہو چکا ہے تو جلدی سے ان پر عقوبت ڈالی جاتی وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے ظالموں کے واسطے سخت عذاب درد دینے والا ہے جہنم میں اور بری جگہ ہے پھر جانے کی پھر فرمایا اللہ پاک نے تَرَى الظّٰلِمِيْنَ الآیہ یعنے تو دیکھے گا ظالموں کو عرصات قیامت میں کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور جس شے سے ڈرتے ہوں گے وہ ضرور ان پر پڑنی ہے یہ ان کا حال ہے اس کے دن اور وہ اس خوف و ترس میں ہوں گے اب مومنوں کا حال سنو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ سو یہ کہاں اور وہ کہاں یعنے کہاں وہ شخص جو کہ عرصات حشر میں ذلت و خواری و خوف میں پڑا ہے اور یہ ذلت و خوف اس کے ظلم کو اس پر ثابت کر رہا ہے اور کہاں وہ شخص جو کہ جنتوں کے چمنوں میں ہے کھانے پینے بیٹھنے رہنے بسنے دیکھنے جماع کرنے لذت کی اشیا میں خود مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ایسے مزے کے ساز و سامان میں ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خطرہ گذرا حسن بن عرفہ نے ابو طیبہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک سرب اہل جنت یعنے اہل جنت میں کی شراب پینے والی جماعت البتہ سایہ کرے گی ان پر بدلی پھر ان سے کہے گی کیا برساؤں تم پر کہا پھر نہ مانگے گا کوئی مانگنے والا قوم میں سے کوئی چیز مگر وہ

اُن کے عذاب کا ہے اس لیے کہ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ فرمایا ہے اور ضمیر بینہم کی راجع ہے طرف مومنین و
مشرکین کے یا طرف مشرکین وشرکا رکے وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کو جمہور نے بکسران پڑہا ہے
بنا پر استیناف اور مسلم واعرج وابن ہرمز نے بالفتح بنا پر عطف بر کلمۃ الفصل یعنے اگر قضای الٰہی مین اُن
کا عذاب روز قیامت پر موقوف نہ رکہا جاتا تو دنیا ہی مین درمیان مومنین مشرکین کے یا درمیان مشرکین و شرکا
کے فیصلہ کر دیا جاتا جلدی سے اُن پر عقوبت آجاتی کیونکہ کام اُن کے اسی کے مقتضی تہے اور بیشک ستمگر
کافرین ہیکہ ہین کیے واسطے عذاب درد دہندہ یا دردناک ہے دنیا و آخرت مین کلمۃ الفصل سے مراد اگر تاخیر
عذاب کی روز قیامت تک ہے تو عذاب الیم سے مراد آخرت کا عذاب ہوگا قرطبی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین
ام لہم شرکاء ای الہم شرکا حرف میم صلہ ہے یعنے زائد ہے اور ہمزہ تقریع و سرزنش کے لیے ہے
اور متصل ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا اور اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان سے وہ اُس امر
پر ایمان نہین لاتے تہے سو کیا اُن کے معبود ہین جنہون نے نکالا اُن کے واسطے شرع جس کا اللہ نے
اذن نہین دیا اور جب یہ محال ہے تو اللہ پاک نے شرک کو مشروع نہین کیا پہر کہان سے اُس کو دین ٹہیراتے
ہین بالجملہ چونکہ عذاب الیم غالبا عذاب آخرت مین آتا ہے اس لیے آخرت مین فریقین کا جو حال ہوگا اُس
کو بطور استیناف بیان کیا پہر کفار کے حال سے ابتدا کی پس فرمایا تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ یہ خطاب ہے ہر اُس شخص کو جو دیکہہ سکتا ہے ضمیر ہو راجع ہے طرف ما کسبوا کے بتقدیر
مضاف کما قال الزجاج اے وجزاء ما کسبوا اور وہو واقع بہم جملہ حالیہ ہے یعنے اے دیکہنے والے تو
دیکہے گا ظالمون کو قیامت کے دن ڈرنے والے اُن گناہون سے جن کو اُنہون نے دنیا مین کمایا تہا
اس حال مین کہ جزا اُن گناہون کی ضرور اُن پر نازل ہونے والی ہے وہ ڈرین یا نہ ڈرین واللہ اعلم مطلب
یہ ہے کہ خوف وہ غم ہے جو کسی مکروہ کی توقع سے انسان کو لاحق ہوتا ہے پہر وہ اُس کے دفع کرنے کی فکر
مین لگتا ہے تو بسا اوقات اُس سے رہائی پاجاتا ہے سو ظالمون کا خوف قیامت کے دن اپنے اعمال
کی جزا ملنے سے ایسا خوف نہین ہے کہ اُس کے دفع کی فکر کرکے اُس سے رہائی ہو سکے وہ جزا تو ضرور ہی
ملنی ہے ڈرین یا نہ ڈرین کسی طرح اُس سے رہائی ممکن نہین ہے یا یون کہین کہ اللہ تعالےٰ اُن کے حال
سے تعجب دلاتا ہے کہ اے مخاطب بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو ظالمون کو اپنے اعمال بد کی جزا ملنے سے
ڈرتے ہوئے دیکہے گا اس حال مین کہ وہ جزا اُن پر نازل ہو رہی ہوگی اس وقت ڈرنے سے کیا کام
نکلتا ہے ڈرنے کی جگہہ تو دنیا تہی جب وہان نہ ڈرے تو قیامت مین جزا ملنے کی حالت مین ڈرنے
سے کیا ہوتا ہے ڈرنا نہ ڈرنا دونون برابر ہین پہر مومنین کا حال ذکر فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مین جبتک کہ انہون نے طلب کی دنیا آخرت کے عمل سے پہر جس کسی نے اُن مین سے آخرت کا عمل کیا واسطے دنیا کے تو نہ ہوگا اُس کے لیے آخرت مین کچھ حصہ اَخْرَجَہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَابْنُ مَرْدُوْیَہٗ وَابْنُ حِبَّانَ یہ حدیث شریف اول گزر چکی ہے لیکن وہ ناقص تہی اور یہہ کامل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَن کَانَ یُرِیدُ حَرْثَ الْآخِرَۃِ الآیۃ پڑہی پہر فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ابن آدم تو فارغ ہوجا میری عبادت کے واسطے مین بہردون گا تیرے سینے کو غنا سے اور بند کرونگا تیرے فقر کو اور اگر تو نہ کرے گا تو بہردونگا تیرے سینے کو شغل سے اور بند نہ کرون گا تیرے فقر کو اَخْرَجَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ حرث دو حرث ہین سو دنیا کا حرث تو مال اور بیٹے ہین اور آخرت کا حرث باقیات صالحات ہین اَخْرَجَہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَابْنُ عَسَاکِرَ باقیات صالحات سے مراد اعمال صالحہ ہین جن کا ثواب باقی رہتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا ہے بالجملہ امور دنیا و آخرت مین جو قانون تہا جب کہ اللہ پاک نے اُس کو بیان کیا تو اُس کے بعد وہ گناہ عظیم بیان فرمایا جو کہ آگ کو واجب کرتا ہے پس ارشاد فرمایا اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ کلمہ ام منقطعہ بمعنے بل ہے یا متصلہ ہے معادل ہمزہ استفہام کا تقدیر یہ ہے اَیَقْبَلُوْنَ مَا شَرَعَ اللّٰہُ مِنَ الدِّیْنِ اَمْ لَھُمْ شُرَکَاءُ اِلٰی اٰخِرِہٖ کسی نے کہا ام بمعنے بل ہے جو کہ واسطے انتقال کے ہے اور بمعنے ہمزہ جو کہ واسطے تقریع و توبیخ کے ہوتا ہے اور ضمیر شرعوا کی راجع ہے طرف شرکاء کے اور ضمیر لہم کی طرف کفار کے کسی نے اس کے بالعکس کہا ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے غرضکہ ام مین تین قول ہوئے اول کی بنا پر تو یون کہین گے کہ اول ایک مضمون بیان کیا پہر اُس سے انتقال کرکے دوسرا مضمون بیان فرمایا دوسرے قول کی بنا پر یہ معنے ہین کیا وہ قبول کرتے ہین وہ دین جو اللہ تعالےٰ نے مشروع کیا ہے یا اُن کے واسطے معبود ہین تیسرے کی بنیاد پر یہ معنے ہین کہ اول کلام سے اضراب کرکے دوسرا کلام بیان کیا اور اُن کی زجر و توبیخ کرنے کو یون فرمایا کیا اُن کے واسطے معبود ہین کہ اُنہون نے نکالا واسطے اُن کے دین سے وہ دین جس کا اللہ تعالےٰ نے اذن نہین دیا مراد شرک و معاصی ہین اور گمراہ کرنے والے طریقے قاعدے اور انکار بعث کا اور عمل کرنا دنیا کے واسطے مطلب یہہ ہے کہ یہ امور دین نہین ہین بلکہ دین و دنیا کے بگاڑنے والے امور ہین اور اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہین ہے کہ دین مقرر کرے مقصود استفہام سے صرف اُن کو سرزنش کرنا ہے یہ آیت کریمہ بعموم خود ہر شے کو شامل ہے جس کا اللہ پاک نے امر نہین کیا اور نہ اُس کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلَوْلَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَھُمْ مراد کلمہ فصل سے تاخیر کرنا

اور جو کوئی کماوے گا نیکی ہم اُس کو بڑہا دینگے اُس کی خوبی بیشک اللہ معاف کرتا ہے حق ماننے والا کیا
اُسے باندہا اللہ پر جھوٹ سو اللہ اگر چاہے مُہر کردے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے
سچ کو اپنی باتوں سے اُس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف یعنے قرآن پہونچانے پر کچھ نہیں مانگتا مگر
قرابت کی دوستی یعنے میں تمہارا بھائی ہوں ذات کا محبت ہی نہ کرو ف یعنے اے نبی اگر تو بھی
جھوٹ بولے تو دل کو بند کردے مضمون نہ آوے جس کو باندہے اور چاہے تو کفر کو مٹا دے
بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے انتہی وہ اللہ تعالیٰ
نے جو ذکر فرمایا کہ بندگان مومنین عاملین صالحات کے واسطے روضات جنات ہیں تو اس کی طرف اشارہ کر کے
فرماتا ہے ذٰلک الذی یبشر اللہ عبادہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنے یہ اُن کو ضرور حاصل ہوگا جو اس کہ
کہ اللہ پاک نے اُن کو بشارت دی ہے قولہ تعالیٰ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یعنے اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے ان کفار قریش کے مشرکوں سے کہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے
کے پہونچانے پر اور تمہاری خیر خواہی کرنے پر کچھ مال کہ تم مجھے دو اور تم سے صرف یہ طلب کرتا ہوں کہ تم
اپنی شر کو مجھ سے روکو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے رب کی رسالتیں پہونچاؤں اگر تم میری مدد نہ کرو تو مجھے
ایذا بھی مت دو بسبب اُس قرابت کے جو درمیان میرے اور تمہارے ہے ع مراد بخیر تو امید نیست بد مرسان
بخاری نے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ کسی نے اُن سے الا المودة فی القربے
کا پوچھا تو سعید بن جبیر بول اٹھے کہ قربے آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا
تو نے جلدی کی قریش میں سے کوئی بطن نہ تھا مگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں قرابت تھی سو فرمایا
مگر یہ کہ ملاؤ اُس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے ہے اِنْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ
عَنْ یَحْیَی الْقَطَّانِ عَنْ شُعْبَةَ بِهٖ وَهٰکَذَا رَوٰی عَامِرُ الشَّعْبِیُّ وَالضَّحَّاکُ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَلْحَةَ وَ
الْعَوْفِیُّ وَیُوْسُفُ بْنُ مِهْرَانَ وَغَیْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا مِثْلَهٗ وَبِهٖ قَالَ
مُجَاهِدٌ وَعِکْرِمَةُ وَقَتَادَةُ وَالسُّدِّیُّ وَاَبُوْ مَالِکٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَغَیْرُهُمْ
حافظ ابو القاسم طبرانی نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضے اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر یہ کہ
تم مجھ سے دوستی رکھو میرے نفس میں بسبب میری قرابت کے تم سے اور نگاہ رکھو اُس قرابت کو جو کہ درمیان
میرے اور تمہارے ہے امام احمد نے عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس کی تفسیر میں کہ میں نہیں سوال کرتا ہوں تم سے اس پر کچھ کہ

ف: فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ موصول مبتدا ہے اور جار و مجرور اس کی خبر ہے روضات جمع ہے روضہ کی آب و باران کا ہونا لغت کثیر و مشکین واقع ہے اور ہذیل کا لغت فتحہ واو کا ہے روضہ وہ جگہ ہے جس میں سبزی و تازگی بہت ہوتی ہے سورۂ روم میں اس کی تفسیر گزر چکی ہے روضہ جنت کا پاکیزہ و خوب تر ساکن جنت ہے جس طرح کہ روضہ دنیا کا اس کا مجموعہ برکات ہے اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ مسلمین عاصیین اہل جنت سے ہیں کیونکہ مومنین عاملین صالحات کو اس بات کے ساتھ خاص کیا کہ وہ روضات جنات میں ہیں اور روضات جنت کی جا ہائے شریف و عمدہ ہیں اور جو جگہیں کہ ان اوصاف سے کم درجے کی ہیں مناسب ہے کہ وہ مخصوص ہوں ان لوگوں کے ساتھ جو مومنین عاملین صالحات سے کم رتبے کے ہیں ہمتر ہے سورۂ دیکھو جناب حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت	کہ ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو	کہ مستحق کرامت گنہگارانند

غرضکہ عیش و آرام یہی ہے کہ مکان نفیس ہو اور لذت کی اشیا سب مہیا ہوں سوا اس کے جنت کے چمن ہیں اور کھانے پینے لذت لینے کی چیزوں کو ایسے مختصر و جامع بیان سے ادا فرمایا اور ما فوق اس کا متصور نہیں ہے لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ یعنے واسطے ان کے موجود و مہیا ہے صنوف و انواع مستلذات سے جو وہ چاہیں نزدیک اپنے رب کے کلمہ عند ظرف ہے یشاؤن کا یا متعلق ہے کائنۃ کے جو محذوف ہے لھم میں اور عندیت مجازی ہے قاضی صاحب مرحوم کا مختار قول ثانی ہے پھر فرمایا ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ یعنے یہ سازو سامان عشرت نشان جو مومنین کے واسطے ذکر کیا گیا یہی ہے بڑا فضل جس کا نہ بیان ہو سکتا ہے نہ اس کی کنہ صفت و معرفت حقیقت کی طرف عقول کو راہ ہے جب کہ حق تعالیٰ کبیر فرمائے تو پھر وہ کون ہے جو اس کی قدر کا اندازہ کر سکے شیخ فرماتے ہیں یہ ظاہر ہے اس کی کہ جزا عمل صالح پر مرتب ہوئی اس کا حصول جو ہوا سو صرف بطریق تفضل ہوا نہ بطور استحقاق اللہم ارزقنا بمحض فضلک و فتح مشاہدہ سرت کریمک یا سیدنا و مولانا و ما ذلک علیک بعزیز آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علٰی آلہ و صحبہ اجمعین ذٰلِکَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْھَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ ؕ وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان والے بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام تو کہہ میں مانگتا نہیں اس پر تم سے کچھ نیگ مگر دوستی چاہئے ناتے میں

ضَعِیْفٌ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ اَوْ قَرِیْبًا مِنْہُ وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ فِیْ قَسْمِ غَنَائِمِ حُنَیْنٍ قَرِیْبٌ مِنْ ھٰذَا السِّیَاقِ وَلٰکِنْ لَیْسَ فِیْہِ ذِکْرُ نُزُوْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَذِکْرُ نُزُوْلِھَا فِی الْمَدِیْنَۃِ فِیْہِ نَظَرٌ لِاَنَّ السُّوْرَۃَ مَکِّیَّۃٌ وَلَیْسَ یَظْھَرُ بَیْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَھٰذَا السِّیَاقِ مُنَاسَبَۃٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ ابن ابی حاتم نے عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہو کہا جب کہ یہ آیت اُتری تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں جن کی دوستی کا اللہ نے امر فرمایا ہے فرمایا فَاطِمَۃُ وَوَلَدُھَا یعنے حضرت فاطمہ اور اُن کی اولاد رضی اللہ عنہم یہ اسناد ضعیف ہو اس میں ایک مجہول شخص غیر معروف ہو وہ راوی ہے شیخ شیعی محترق سے اور وہ حسین اشقر ہے اور اُس کی خبر اس محل میں مقبول نہیں ہے اور ذکر نزول آیت کا مدینہ میں بعید ہے اس لیے کہ سورت مکی ہے اور اُس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بالکل اولاد نہ تھی کیونکہ اُن کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں ہوا مگر بعد جنگ بدر کے ۲ھ ہجری میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں حق تفسیر اس آیت کی ہے اُس قول کے ساتھ جس کے ساتھ حبر امت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی ہے جس طرح کہ امام بخاری نے اُن سے اس کو روایت کیا ہے اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی وصیت فرمائی ہے اور اُن کے ساتھ احسان کرنے کا اور اُن کے احترام و اکرام کا امر فرمایا ہے کیونکہ وہ تو ذریت طاہرہ سے ہیں فخر حسب و نسب میں اشرف خاندان وہ اشرف جسد سے ہیں روی زمین پر خصوصا جب کہ وہ متبع ہوں سنت نبویہ صحیحہ واضحہ جلیہ کے جس طرح کہ اُن کے سلف اُس پر تھے جیسے حضرت عباس اور اُن کے فرزند اور حضرت علی اور اُن کے اہل بیت و ذریت رضی اللہ عنہم اجمعین صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ مبارک میں فرمایا جو کہ غدیر خم میں پڑھا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَاِنَّھُمَا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یعنے بیشک میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں دو گران چیزیں اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنے اولاد اور بیشک وہ جدا نہ ہوں گے یہانتک کہ وہ وارد ہوں گے میرے پاس حوض پر امام احمد نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش جس وقت بعض بعض سے ملتے ہیں تو خوب خوش ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ایسے چہرے سے ملتے ہیں جو ہمکو پہچانتے نہیں ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سخت خفا ہوئے اور فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے داخل نہ ہوگا دل میں مرد کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھے تم کو واسطے اللہ کے اور واسطے اُس کے رسول کے پھر امام احمد نے

ہین تمہارے پاس لایا بینات وہدی سے کچھ مزدوری مگر یہ کہ تم دوستی رکھو اللہ تعالی سے اور یہہ کہ تقرب کرو طرف
اُس کے ساتھہ طاعت اُس کی کے اور اسی طرح قتادہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مثل اس کے روایت کیا
ہے اور یہ گویا تفسیر بقول ثانی ہے گویا یون فرماتے ہین مگر یہ کہ عمل کرو ساتھہ طاعت کے جو کہ قریب کر دے تم کو
نزدیک اللہ کے پاس کا درجہ اور ایک تیسرا قول ہے یہ وہ ہے جس کو بخاری وغیرہ نے بروایت سعید بن جبیر
حکایت کیا ہے سعید نے کہا معنے اُس کے یہ ہین کہ تم دوستی کرو مجہ سے میری قرابت مین یعنے تم اُن کے ساتہ
احسان و نیکی کرو سُدی ابو الدیلم سے روایت کرتے ہین کہا جبکہ حضرت علی یعنے امام زین العابدین
فرزند ارجمند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے پہر درج دمشق پر کہڑے کیے گئے تو اہل شام
مین کا ایک شخص لعین کہڑا ہوا پہر کہا الحمد للہ الذی قتلکم واستاصلکم وقطع قرن الفتنۃ یعنے حمد ہے
اس اللہ کو جس نے تم کو قتل کیا اور جڑ پیڑ سے تم کو اُکھاڑ ڈالا اور فتنے کے سینگ کو کاٹ ڈالا تو حضرت علی
ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے اُس سے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑہا ہے وہ بولا ہان فرمایا کیا تو نے آل حم
پڑہی ہے کہا کیا مین نے قرآن پڑہا اور آل حم مین نے نہین پڑہی فرمایا تو نے نہین پڑہا قل لا اسالکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وہ بولا وانکم لانتم ہم یعنے وہ تمہین ہو فرمایا ہان ابو اسحاق سبیعی کہتے
ہین مین نے اس آیت کا عمرو بن شعیب سے پوچہا تو کہا قربی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہما ابن جریر
پہر ابن جریر نے بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار نے کہا فعلنا و
فعلنا وکانہم فخروا یعنے ہم نے یہ کام کیا وہ کام کیا گویا اپنے کامون پر فخر کیا تو حضرت ابن عباس یا حضرت
عباس رضی اللہ عنہما بولے یہ شک عبد السلام راوی کا ہے فرمایا لنا الفضل علیکم یعنے ہم کو فضیلت
ہے تم پر پہر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی تو آپ انصار کے پاس تشریف لائے اُن کی مجلسون
مین پہر فرمایا اے گروہ انصار کیا تم نہ تہے ذلیل پہر اللہ نے تم کو عزت دی میرے سبب بولے کیون نہین
یارسول اللہ آپ نے فرمایا کیا تم نہ تہے گمراہ پہر اللہ نے تم کو ہدایت کی میری وجہ سے بولے کیون نہین یارسول
اللہ فرمایا کیا پہر تم مجہ کو جواب نہین دیتے ہو عرض کیا یارسول اللہ ہم کیا کہین فرمایا کیون نہین کہتے ہو
کیا نہین نکالا تجہ کو تیری قوم نے سو ہم نے تجہے جگہہ دی کیا نہین جہٹلایا اُنہون نے تجہ کو پہر ہم نے
تیری تصدیق کی کیا نہین بے مدد چہوڑا تجہ کو پہر ہم نے تیری مدد کی پہر فرماتے رہے یہانتک کہ انصار
گھٹنون کے بل بیٹہ گئے اور عرض کیا ہماری اولاد اور جو کچہ ہمارے ہاتہون مین ہے واسطے اللہ کے
ہے اور اُس کے رسول کے کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسالکم الآیہ فصل رواہ ابن ابی حاتم
عن علی بن الحسین عن عبد المؤمن بن علی عن عبد السلام عن یزید بن ابی زیاد بمعنی

کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا اما بعد خبردار ہو لوگو میں بھی ایک بشر ہوں قریب ہے کہ آوے میرے
پاس قاصد میرے رب کا تو میں جواب دوں اور بیشک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں ثقلین کو اول انکا اللہ تعالیٰ
کی کتاب ہے اس میں ہدایت و نور ہے خذوا بکتاب الله واستمسکوا به یعنی پس تم پکڑو اللہ کی کتاب کو اور خوب مضبوط
پکڑو اس کو پس کتاب اللہ پر آمادہ کیا اور اس میں رغبت دلائی اور فرمایا و اہل بیتی اذکرکم الله فی اہل بیتی
اذکرکم الله فی اہل بیتی یعنے اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ اپنے اہل بیت میں یاد دلاتا
ہوں میں تم کو اللہ اپنے اہل بیت میں پس حصین نے زید سے کہا اے زید آپکے اہل بیت کون ہیں کیا نہیں
ہیں آپ کی بیبیاں آپکے اہل بیت زید نے کہا بیشک آپ کی بیبیاں آپکے اہل بیت سے ہیں ولیکن آپکے
اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے بعد آپکے کہا وہ کون ہیں زید نے فرمایا وہ آل علی و آل عقیل
و آل جعفر و آل عباس ہیں یعنے ان سب کی اولاد رضی اللہ عنہم حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا
گیا ہے زید نے کہا ہاں و هکذا رواه مسلم فی الفضائل والنسائی من طرق عن یزید بن حیان
به البیہقی ترمذی کا لفظ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله
حبل ممدود من السماء الی الارض والآخر عترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی
الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما تفرد بروایته الترمذی ثم قال هذا حدیث حسن
غریب یعنے بے شک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں وہ شے کہ اگر تم خوب مضبوط اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ
ہوگے بعد میرے ایک ان میں بڑا ہے دوسرے سے اللہ کی کتاب ایک رسی تنی ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری
میری عترت میرے اہل بیت ہیں اور ہرگز وہ جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ وارد ہوں گے حوض پر سو تم نظر کرو
کیسی خلافت کرتے ہو تم میری ان دونوں میں ترمذی نے بسند خود عن زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن
ابیه عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهم روایت کیا ہے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپکے
حج میں عرفے کے دن اور آپ اپنی اونٹنی قصواء نام پر خطبہ پڑھ رہے تھے سو میں نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے
لوگو بیشک میں نے چھوڑی تم میں وہ شے کہ اگر تم اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ کی اور عترت
میری اہل بیت میری تفرد به الترمذی ایضا وقال حسن غریب و فی الباب عن ابی ذر و ابی سعید
و زید بن ارقم و حذیفة بن اسید رضی الله عنهم پھر ترمذی نے بسند خود عن علی بن عبد الله
بن عباس عن ابیه عن جده عبد الله بن عباس رضی الله عنهم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے احبوا الله تعالیٰ لما یغذوکم من نعمه و احبونی بحب الله و احبوا اهل بیتی بحبی

عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پہر کہا بیشک ہم البتہ نکلتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں قریش کو کہ باتیں کرتے ہوتے ہیں پہر جب ہم کو دیکھا تو چپ
ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہوئے یہانتک کہ ایک رگ ابہر آئی درمیان آپکے ہر دو چشم
مبارک کے پہر فرمایا واللہ داخل نہ ہوگا دل میں کسی مرد مسلمان کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھو تم کو واسطے
اللہ کے اور واسطے میری قرابت کے بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ راوی ہیں
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنے نگاہ رکھو
محافظت کرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے اہل بیت میں مطلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے آپکے اہل بیت
کا اعظام واحترام کرو اُن کی تعظیم کرنا آپ ہی کی تعظیم کرنا ہے اسی لیے بزرگان دین اپنے استاد و پیر کے سبب
سے اُن کی اولاد کی تعظیم وتکریم کیا کرتے تہے صحیح میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا واللہ البتہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر محبوب ہے مجہہ کو کہ وصل کروں میں قرابت
میری سے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا واللہ البتہ تیرا
اسلام جس دن کہ تو اسلام لایا محبوب تر تہا مجہکو اسلام خطاب سے اگر وہ اسلام لاتا اس واسطے کہ تیرا اسلام
محبوب تر تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے پس ہر مسلمان پر یہی واجب ہے کہ اُس کا
حال مثل حال شیخین رضی اللہ عنہما کے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کو آپ کی وجہ سے کیسی محبوب
رکہتے تہے کہ اپنے والد و اولاد سے بڑہ کر اُن کو سمجہتے تہے یہی وجہ ہے کہ بعد نبیین و مرسلین کے افضل بشر
ہوئے رضی اللہ عنہما وعن سائر الصحابہ اجمعین امام احمد رحمہ اللہ تعالےٰ نے یزید بن حیان سے روایت کیا
ہے کہا چلا میں اور حصین بن سبرہ و عمر بن مسلم طرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہر جب ہم اُن کی طرف بیٹہے
تو حصین نے اُن سے کہا البتہ مقرر اے زید تم خیر کثیر سے ملے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا
یعنے آپکے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور آپ کی حدیث شریف سنی اور آپکے ساتہہ غزا کی اور
آپکے ساتہہ نماز پڑہی اے زید تم نے خیر کثیر دیکہی اے زید تم ہم کو حدیث کرو اس شے کی جو تم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے حضرت زید نے فرمایا اے بہتیجے واللہ البتہ مقرر میرا سن بڑا ہو گیا اور میرا
زمانہ قدیم ہو گیا اور میں بہول گیا بعض اُس شے کا جس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد رکہتا
تہا پس جو کچہہ میں تم کو حدیث کر چکا ہوں سو اُس کو قبول کرو اور جس کو میں نے تم کو حدیث نہیں کی سو مشکل
تم مجہے تکلیف نہ دو پہر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن
ہم میں خطبہ پڑہتے ہوئے ایک پانی پر جس کو خم کہتے ہیں درمیان مکہ و مدینہ کے سو آپنے اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا

اس لفظ کے قرأت کا بیان اول گذر چکا ہے یعنے فضل کبیر وہ ہے جس کی بشارت دیتا ہے اللہ اپنے بندون
کو پھر بندون کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ ہین جو ایمان لائے اور بھلائیان کین یعنے جن کو یہ بشارت دی
گئی وہ وہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اُس شے کے جس کا
اللہ پاک نے امر فرمایا ہے اور اُس چیز کے چھوڑنے کی جس سے اُس نے منع کیا ہے پھر جب اللہ پاک نے اُن
احکام شریفہ کا ذکر کیا جن پر اس کی کتاب عزیز مشتمل ہے اور جن کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر
دی ہے تو اُن کو امر فرمایا کہ اُن کو اس بات کی خبر دین کہ وہ سبب پہونچانے اُن احکام کے اُن سے کچھ اجرت
نہین چاہتے ہین قُل لا اسألکم علیہ اجرا یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ مین تم سے طلب
نہین کرتا ہون بشارت یا انذار کی رسالت پہونچانے پر کچھ مزدوری اور نہ کوئی نفع گو قلیل ہو یا بہ
آیندہ الا المودة فی القربیٰ یعنے مگر طلب کرتا ہون محبت عظیم وواسع قربیٰ مین یعنے ایسی بڑی وسیع
محبت جو کہ قربے مین مظروف ہو یا ن طور کہ قربے کو اُس کے واسطے موضع وظرف ہے جس سے تمہاری محبت
مین کوئی شے خارج نہین ہوتی ہے یہ خطاب یا تو قریش کو ہے اس لیے کہ آپ کا سارے قبائل قریش سے
مین رشتہ تھا یہ قول عکرمہ ومجاہد وابو مالک وشعبی کا ہے یا خطاب ہے قریش کو اور انصار کو اس لیے کہ انصار
آپ کے ننہال والے لوگ ہین یا خطاب ہے سارے عرب کو کیونکہ فی الجملہ وہ سب آپ کے اقارب ہین اس آیت
کے معنے مین تین قول ہین چنانچہ دو اول کے گذر چکے ہین یہان اور طرز سے اُن کا بیان کیا
جاتا ہے قول اول یہ ہے کہ قربیٰ بمعنے قرابت ورحم ہے یعنے رشتہ جو مصدر ہے قرب بضد بعد
ہے اس کی سند مین کئی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہین ایک تو وہی ہے جو بروایت
بخاری اول گذر چکا ہے دوسرا بطریق سعید بن جبیر اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُن سے فرمایا مین نہین سوال کرتا ہون تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر یہ کہ مودت رکھو مجھ سے
میرے نفس مین بسبب میری قرابت کے اور محفوظ رکھو اس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے
ہے تیسرا بطریق شعبی اُن سے مروی ہے شعبی کہتے ہین لوگون نے ہم پر کثرت کی اس آیت مین یعنے اس
کے معنے پوچھنے مین تو ہم نے حضرت ابن عباس رضی کو لکھا اس کا ہم اُن سے پوچھتے تھے سو اُنہون نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واسط النسب تھے قریش مین کوئی البطن یعنے قبیلہ نہ تھا اُن کے
بطون سے مگر حال یہ ہے کہ آپ کی اُس مین قرابت تھی پس اللہ تعالے نے فرمایا تو اُن سے کہدے کہ مین
نہین مانگتا ہون اجر یعنے اُس شے پر جس کی طرف مین تم کو بلاتا ہون کچھ مزدوری مگر مودت قربے
مین یعنے مگر یہ کہ تم مودت رکھو مجھ سے بسبب میری قرابت کے تم سے اور محفوظ رکھو مجھ کو بسبب

ثُمَّ قَالَ حَسَنٌ غَرِیبٌ اِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ یعنے دوست رکھو تم اللہ کو اس سبب سے کہ وہ غذا دیتا ہی تم کو اپنی نعمتون سے اور دوست رکھو مجھ کو بسبب حب اللہ کے اور دوست رکھو میری اہل بیت کو بسبب میری حب کے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ قولہ تعالے اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ الآیۃ کی تفسیر مین اور حدیثون مین ہم اس قدر لائے ہین کہ اس جگہہ اُن کے اعادہ سے مستغنی ہین ولله الحمد والمنہ حافظ ابو یعلی نے حنش سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور وہ پکڑنے والے تہے حلقہ دروازے کا فرماتے تہے لوگو جس نے مجھے پہچانا تو مقرر اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے نہ پہچانا تو مین ابوذر ہون مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تہے سوا اس کے نہین کہ مثل میرے اہل بیت کی تم مین مانند مثل سفینہ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے ہے جو کوئی اس مین داخل ہوا تو اُس نے نجات پائی اور جو اُس سے پیچہے رہا تو ہلاک ہوا یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے قولہ سبحانہ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کرے نیکی تو ہم بڑہائین واسطے اُس کے اُس مین اجر و ثواب مثل قولہ تعالے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا بعض سلف نے کہا کہ ثواب حسنہ سے حسنہ ہے بعد اُس کے اور جزائے سیئہ سے سیئہ ہے بعد اُس کے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنے بخشتا ہے کثیر کو سیئات سے اور کثیر کرتا ہے قلیل کو حسنات سے پس ستر کرتا ہے اور بخشتا ہے اور مضاعف کرتا ہے پس قدر دانی فرماتا ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو باندہ لیتا اللہ پر جہوٹ جیسا کہ یہ جاہل کہتے ہین تو وہ مہر لگا دیتا تیرے دل پر اور قرآن جو تجھ کو دیا ہے اُس کو تجھ سے سلب کر لیتا کقولہ جل جلالہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ یعنے البتہ ہم اُس سے سخت انتقام لیتے اور لوگون مین کوئی قادر نہ ہوتا کہ اس سے روکے قولہ تعالے وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ معطوف نہین ہے یختم پر کہ مجزوم ہو بلکہ مرفوع ہے بنا بر ابتدا قالہ ابن جریر کہا اور اُس کی کتابت رسم مصحف امام مین واو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ ان دو آیتون مین محذوف ہوا ہے سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ وقولہ تعالے وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ قولہ تعالی وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ معطوف ہے ویمح اللہ الباطل پر یعنے حق کو محقق و ثابت و ظاہر و واضح کرتا ہے اپنی حجتون و براہون سے اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے بیشک وہ خوب جانتا ہے اُن باتون کو جن کو ضمائر چہپائے ہین اور اسرار اُن پر منطوی ہوتے ہین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان ہم توضیح یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف فضل کبیر کے جمہور نے یبشر کو تشدید پڑہا ہے تبشیر سے اور مجاہد و حمید بن قیس نے بضم تحتیہ و سکون موحدہ و کسر شین البشارت سے یہ دونون سبعیہ ہین اور بعض سبعہ نے بفتح تحتیہ و ضم شین پڑہا ہے

دیا کرتے تھے اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے اُن
سے کہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اُس شے پر جس کی طرف میں تمکو بلاتا ہوں اجر یعنے سامان دنیا کا الا المودۃ
فی القربے یعنے مگر حفظ واسطے میرے اپنی قرابت میں جو تمہارے اندر ہے پھر جب آپنے ہجرت فرمائی طرف
مدینے کے تو اللہ پاک نے اس بات کو محبوب کیا کہ اور انبیا علیہم السلام جو کہ آپکے بھائی ہیں آپ کو اُن کے
ساتھ لاحق کر دے پس فرمایا قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ یعنے ثواب
و کرامت فے الآخرۃ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا ہے وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ
رَبِّ الْعَالَمِينَ اور جس طرح کہ حضرت ہود و حضرت صالح و حضرت شعیب علیہم السلام نے فرمایا ہے اجر کا استثنا
نہیں کیا جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استثنا فرمایا ہے سو اُس کو اُن پر رد کر دیا اور یہ آیت منسوخ ہے
حسین بن فضل بھی نسخ کے قائل ہیں اور اسی کو ابن جریر نے ضحاک سے روایت کیا ہے بغوی نے کہا
کہ یہ قول پسندیدہ نہیں ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت اور آپ سے ایذا کا روکنا اور آپ
کے اقارب کے ساتھ دوستی رکھنا اور اللہ پاک کی طرف ساتھ طاعت و عمل صالح کے تقرب کرنا فرائض دین
سے ہے یہ بات اُنہیں تین قول کی بنا پر ہے جن کا ذکر ہو چکا ہے غرضکہ جو روایت حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں بطریق مختلف جو مروی ہوا ہے سو اُس کا حاصل وہی ہے جو مذکور ہوا
لیکن جو معنے اُن سے صحیح ہوئے ہیں اور منجملہ اُن کے شاگردوں کی جماعت کثیر نے وہ معنے اُن سے روایت
کیے ہیں پھر اُن کے بعد جو بہت لوگوں نے کہے ہیں سو وہ اول ہی معنے ہیں اور نسخ جو اُن سے مروی ہے
سو اُس کو منافی نہیں ہے کیونکہ کوئی مانع اس سے نہیں ہے کہ کہے میں قرآن شریف یہ حکم لیکر نازل ہوا
کہ کفار قریش آپ سے دوستی کریں بسبب اُس قرابت کے جو درمیان آپ کے اور اُن کے ہے اور اُس
کی وجہ سے آپ کو محفوظ رکھیں پھر یہ حکم منسوخ ہو جائے اور یہ استثنا اپنی اصل سے جا تا رہے جس طرح کہ
اس پر وہ بات دال ہے جو ہم ذکر کر آئے ہیں اُس مضمون سے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپنے تبلیغ رسالت
پر کسی اجر کا علے الاطلاق سوال نہیں کیا پھر اگر یہ کہو کہ قربے کے معنے اہل بیت کے بھی تو اُن سے
مروی ہیں وہ معارض ہونگے معنے اول کے تو کہیں گے کہ اس معنے کو معنے اول کے معارضے کی قوت نہیں
ہے اس لیے کہ معنے اول بطریق کثیر صحیح طور پر اُن سے مروی ہیں اور اس معنے کی روایت کا جو حال ہے وہ
تم کو اول معلوم ہو چکا ہے دوسری یہ بات ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے وہ فضائل جلیلہ وفرا ایسے
جمیلہ ہیں کہ اللہ پاک نے بوجہ اُن کے اس روایت ضعیف کے اُن کو بے نیاز کر دیا ہے چنانچہ بعض کا ذکر
اول ہو چکا ہے اور آیت تطہیر میں پورے طور پر اُن کا ذکر ہوا ہے پھر اگر یہ کہو کہ حضرت ابن عباس رضی سے یہ

اُسکے مطلب یہ ہے کہ تم میری قوم ہو اور تم سب بڑھ کر اس کے مستحق ہو کہ مجھے مانو اور میری اطاعت کرو پہر جب تم نے اس سے انکار کیا تو حق قرابت کو تو نگاہ رکھو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو اور مجھے ایذا مت دو وجہ بطریق علی بن ابی طلحہ اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سارے قریش سے قرابت تھی پہر جب اُنہوں نے آپکو جھٹلایا اور آپ کی بیعت سے انکار کیا تو آپنے فرمایا اے میری قوم جب کہ تم نے انکار کیا اس سے کہ میری بیعت کرو یعنے پیروی تو نگاہ رکھو میری قرابت کو تم مین اور نہ ہووے غیر تمہارا عرب اولی ساتھ حفظ و نصرت میری کے تم سے غرضکہ ان سب قولون سے معلوم ہوا کہ قربے بمعنے قرابت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ قربے بمعنے اقارب ہے بطریق مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فے القربے ان تحفظونی فے اہل بیتی و تودوہم بی یعنے مگر یہ کہ تم محفوظ رکھو مجھکو میری اہل بیت مین اور مودت رکھو اُن سے بسبب میرے اسکو دیلمی و ابونعیم نے روایت کیا ہے بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپکے کون اقارب ہین جن کی مودت ہم پر واجب ہوئی ہے تو آپنے فرمایا علی و فاطمہ اور اُن کے دو ولد اَخرَجَہُ ابنُ المُنذِرِ وَابنُ اَبِی حَاتِمٍ وَالطَّبَرَانِی وَابنُ مَردُوَیہ قَالَ السُّیُوطِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیفٍ کلبی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینے مین تشریف لائے تو آپ کو نوائب و حقوق پیش آتے تھے اور آپکے ہاتھ مین فراخی نہ تھی سو انصار بولے کہ اس شخص نے تم کو ہدایت کی ہے اور وہ تمہاری بہن کا فرزند ہے اور تمہارا پڑوسی ہے تمہارے شہر مین پس تم جمع کرو واسطے اُس کے ایک طائفہ یعنے تھوڑا اپنے اموال سے سو اُنہون نے کیا پہر اُس کو لیکر آپکے پاس آئے تو آپنے اُس کو اُن پر رد کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسالکم علیہ اجرا یعنے تو کہہ مین نہین مانگتا ہون تم سے ایمان پر کچھ اجرا الا المودۃ فے القربے یعنے مگر یہ کہ تم مودت رکھو میری قرابت و عترت سے اور محفوظ رکھو مجھکو اُن مین ذکرہ الخطیب اور بطریق مقسم حضرت ابن عباسؓ سے انصار کا قول فعلنا و فعلنا اول گزر چکا ہے اُس کی اسناد مین یزید بن زیاد راوی ضعیف ہے اولی یہ ہے کہ آیت مکی ہے مدنی نہین ہے تیسرا قول یہ ہے کہ قربے بمعنے قرب و تقرب و زلفی ہے اُس کی دلیل وہ ہے جو بطریق مجاہد عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر مین مروی ہے قل لا اسالکم علے ما اتیتکم بہ من البینات والہدی اجرا الا ان تودوا اللہ وان تقربوا الیہ بطاعتہ اس کا ذکر بہی اول ہو چکا ہے حضرت حسن کا لفظ یہ ہے بالطاعۃ والعمل الصالح ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکے مین نازل ہوئی اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا

کہو کہ جو شے قائم مقام طلب اجر کی ہے یعنی مودت فی القربیٰ اُس کا صدور آپ سے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تو کہیں گے کہ یہ تو بڑے حسین پیرائے میں طلب اجر کی نفی ہے دیکھو کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وَلَا عَیْبَ فِیْهِمْ غَیْرَ اَنَّ سُیُوْفَهُمْ — بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْکَتَائِبِ

کسی قوم کی شجاعت کی تعریف کرتا ہے کہتا ہے اُن میں کوئی عیب نہیں ہے سوا اس کے کہ اُن کی تلواروں میں لشکروں کے مارنے پیٹنے سے دندانے پڑ گئے ہیں حالانکہ یہ عیب نہیں ہے بلکہ بڑا ہنر ہے اسی طرح یہاں سمجھو حاصل یہ ہوا کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں مگر یہ اجر یعنے مودت فی القربیٰ حالانکہ حقیقت میں یہ اجر نہیں ہے کیونکہ اجر تو وہ ہے جو عمل کے مقابلے میں واجب ہوتا ہے اور مودت آپ کی اور آپ کے اقربا کی قریش پر واجب تھی گو یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نبی کر کے اُن کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ آپ نے اُن کو وحی الٰہی پہنچائی کیونکہ آپ اور آپ کے اقربا ان کے رشتہ دار تھے تو ان کی صلہ رحمی کرنا اور اُن کی ایذا دہی سے باز رہنا بحکم مروت جبلی واجب تھا تو اب اُن کی مودت قربیٰ میں تبلیغ کا اجر نہ ہوئی اس لیے کہ قطع نظر تبلیغ سے اس کا وجوب اُن پر تھا پس آپ تبلیغ پر طالب اجر نہ ہوئے مگر آپ نے مودت کا نام اجر رکھا اور مودت کو اجر کے ساتھ تشبیہ دیکر اجر سے اس کا استثنا کر لیا اس قدر اتصال کی صحت میں کافی ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ استثنا منقطع ہے لا اسالکم علیہ اجرا پر کلام تمام ہو چکا پھر فرمایا الا المودة فی القربیٰ یعنی لیکن میں یاد دلاتا ہوں تم کو اپنی قرابت تم میں زجاج اسی کے قائل ہیں کہ منقطع ہے اس بنا پر معنے ہیں لا اسالکم علیہ اجرا قط ولکن اسالکم المودة فی القربیٰ التی هی بینکم ارقبوا فیها ولا تعجلوا الی ودعونی والناس یعنے میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ اجر ہرگز ولیکن سوال کرتا ہوں تم سے مودت کا قرابت میں جو کہ درمیان میرے اور تمہارے ہے پاسداری کرو تم میری اس میں اور مت جلدی کرو میری طرف اور چھوڑ دو مجھ کو اور لوگوں کو اسی معنے کے قتادہ وغیرہ قائل ہیں چنانچہ اول ذکر ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم میرا حق نہیں پہچانتے ہو بسبب میری نبوت کے اور بوجہ رحمت عامہ ہونے میرے کے تو اس سے تو کم نہ ہو کہ بسبب قرابت کے مجھ سے دوستی رکھو اور رشتہ داری کا پاس کرو **اب فرا** اس حسن اختصار کو دیکھو کہ الا المودة فی القربیٰ کو بجائے اس عبارت کے رکھا ہے الا ان تودوا لقرابتی منکم چونکہ قرابت کی وجہ سے باہم مودت و محبت رکھنا ایک نیک بات ہے اس لیے فرمایا وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کمائے کوئی طاعت تو زیادہ کریں ہم واسطے اُسکے اُس حسنہ یعنی طاعت میں یا جنت میں حسن کو ساتھ مضاعف کرنے اُس کے ثواب کے مقاتل نے کہا یعنے یہ ہیں جو کوئی کمائے ایک حسنہ تو زیادہ کریں ہم واسطے اُس کے اُس میں حسن مضاعف

بہی تو مروی ہے کہ مراد مودت سے یہ ہے کہ اللہ تعالے سے مودت کریں اور اسکی طرف تقرب کریں اُس کی طاعت کے
ساتھ یعنی اول معنے کے معارض ہونگے تو کہینگے کہ جس طرح کہ ثانی معنے اُس کے معارضہ کی قوت نہیں رکہتے
ہیں اسی طرح یہ بہی اُس کے معارضہ پر قوی نہیں ہیں لیکن اتنی بات ہے کہ اس معنے کے باوجود کہ یہ امر قوت دیتا
ہے کہ یہ تفسیر مرفوع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ف الا المودۃ فی القربیٰ میں جائز ہے کہ استثنا متصل ہو
باین طور کہ اجر سے مراد مطلق نفع لیا جائے مجازاً کیونکہ حقیقت میں اجر نفع مالی ہے جو کہ عمل کے مقابلے میں
واجب ہوتا ہے اور کلمۂ فی بمعنے لام ہے مودۃ سے متعلق ہے اور قربیٰ سے مراد قرابت بمعنے رحم یعنے میں نہیں
مانگتا ہوں تم سے تبلیغ پر کوئی نفع مگر یہ نفع کہ تم مجہے دوست رکہو بسبب قرابت میری کے تم سے یا قربیٰ
کو مصدر رکہو مثل زلفے و بشرے کے بمعنے قرابت جس سے اقارب مراد ہوتے ہیں اور کلمۂ فے ظرف مستقر
متعلق محذوف سے منصوب بنا بر حال مودت کہوے الا المودۃ ثابتۃ فے القربیٰ متمکنۃ فیہا اس صورت
میں کلمہ فی اپنے ظرفی معنے پر رہیگا گویا اقارب کو مکان و مقر ٹہیرایا مودت کا جیسے لی فی فلان مودۃ
بولتے ہیں جب کہ غایت درجہ کی مودت کا اظہار منظور ہوتا ہے یعنے فلان میں میری محبت ہے مطلب یہ ہے
کہ وہ میری محبت کا گہر اور قرارگاہ ہے دیکہو جو مبالغہ اس ترکیب میں ہے وہ اس میں نہیں ہے کہ جب
یون کہو الا مودۃ القربیٰ یا الا المودۃ للقربیٰ معنے یہ ہیں مگر نفع کہ تم خوب دوستی رکہو میرے قرابت
والون سے اب اگر کوئی کہے کہ استثنا متصل کس طرح ٹہیک ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے یہ نکلتا ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ وحی پر طالب اجر ہیں اور یہ کئی وجہ سے جائز نہیں ہے اول تو یہ ہے کہ
اللہ پاک نے اکثر انبیا علیہم السلام سے نفی طلب اجر کی تصریح نقل فرمائی ہے چنانچہ حضرت نوح و حضرت
ہود و حضرت صالح و حضرت لوط و حضرت شعیب علیہم السلام کے قصون میں مذکور ہے اور ہمارے حضور
پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیاء و سید المرسلین ہیں تو آپ کی شان عالی کے لائق طلب اجر کس
طرح ہو سکتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ خود آپ نے نفی طلب اجر کی تصریح فرمائی ہے قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ اور دوسری آیت اول گزر چکی ہے تیسری یہ ہے کہ تبلیغ آپ
پر واجب تہی لقولہ تعالے بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اور طلب اجر طلب واجب پر اقل الناس
کو لائق نہیں ہے تو افضل الناس سید الکائنات کا کیا ذکر ہے چوتہی یہ ہے کہ متاع دنیا اقل و اخس اشیا ہے
بنسبت وحی الٰہی و علم نبوت کے پہر اخس اشیا کا طلب کرنا اشرف اشیا کے مقابلے میں عقلاً کیونکر ٹہیک
ہو سکتا ہے پانچوین یہ ہے کہ طلب اجر موہم تہمت ہے اور یہ منافی ہے قطع نصیحت نبوت کو پس بوجوہ بالا
یہ بات ثابت ہوئی کہ طلب اجر تبلیغ پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہرگز جائز نہیں ہے تو اب

ف مسند امام احمد میں ہے کہ حدثنا حسن بن موسی حدثنا قزعۃ بن سوید عن ابن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ ورواہ

ابن ابی حاتم [illegible] عن [illegible] ابن [illegible] اللہ [illegible] الحدیث [illegible]

اس لیے کہ اللہ پاک باطل کو مطلقاً محو کرتا ہے حرف واو لفظاً اُس سے ساقط ہو گیا ہے بسبب التقای ساکنین کے اور لفظ پر حمل کر کے خطاً بھی گرادیا ہے جس طرح کہ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ کو بے واو لکھا ہے ذکرہ السمین ابن انباری کہتے ہیں کہ یختم علے قلبک پر وقف تام ہے یعنے اور مابعد اُس کا کلام مستانف ہے کسائی فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے اے واللہ یمحو الباطل اور حکایت کیا ہے کہ بعض مصاحف میں یمحو سے واو ساقط ہوا ہے زجاج کہتے ہیں ویمحو اللہ الباطل حجت قائم کرتا ہے اُس شخص پر جس نے انکار کیا اُس شے کا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے یعنے اگر وہ چیز باطل ہوتی جس کو وہ لائے تو البتہ اللہ تعالیٰ اُسکو مٹا دیتا جس طرح کہ مفتریوں کے بارے میں اُسپر اُس کی عادت جاری ہوئی ہے وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ اور ثابت کرتا ہے حق کو یعنے اسلام کو ساتھ اُس شے کے جسکو اُس نے نازل کیا ہے قرآن پاک سے اور بیشک اللہ سبحانہ نے کام کردیا پس اُن کے باطل کو مٹایا اور اسلام کا بول بالا کیا اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے بیشک اللہ پاک کو خوب علم ہے اُن باتوں کا جو بندوں کے دلوں میں ہیں نسفی فرماتے ہیں علیم ہے اُس شے کا جو تیرے سینہ میں ہے اور اُن کے سینوں میں سو وہ اسی کے موافق امر کو جاری کرتا ہے یہ جب اللہ سبحانہ نے مشرکوں پر انکار کیا اور اُن کو توبیخ و سرزنش کی اس پر کہ جو دین شیاطین نے اُن کے واسطے مشروع کیا اُس کی پیروی کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افترا علی اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کیا جو کہ کل انہا سے شبہ کر عظیم و قبیح ہے تو اُن کو بلایا طرف توبہ کے اور اُن کو یہ بات بتادی کہ وہ اُسکو قبول کرتا ہے ہر گنہگار سے گو اُس کا گناہ کیسا ہی شدید ہو پس ارشاد فرمایا وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ۭ اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝ وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ ۭ وَھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْھِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَھُوَ عَلٰی جَمْعِھِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ۝ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور معاف کرتا ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کرتے ہو اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور بڑھتی دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اور جو منکر ہیں اُن کو سخت مار ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اُٹھاویں ملک میں پر اُتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ پیچھے اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مہربانی ہے کام بنانے والا خوبیوں سراہا اور ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور زمین کا اور

کرین ہم اُس کو ایک کے بدلے مین دس اور زیادہ کسی نے کہا کہ مراد اس حسنہ سے وہی مودت فی القربیٰ ہے لیکن عموم پر
حمل کرنا اولیٰ ہے اور مودت فی القربیٰ بدخول اولیٰ اس کے تحت مین داخل ہوگی اس لیے کہ حسنہ کا ذکر مودت فی القربیٰ
کے عقب مین ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حسنہ مودت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے
یہ قول اُسی ایک قول کی بنا پر ہے جو کہ اقوال ثلثہ مین اول گزر چکا ہے سدی کہتے ہین کہ یہ آیت نازل ہوئی حق
مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اُن کی مودت کے اہل بیت کے حق مین لیکن بظاہر آیت عموم ہے اقتراف
یعنے اکتساب ہی اصل قرف کی کسب ہے محاورے مین بولتے ہین فلان یقرف لعیالہ ای یکسب اور اس کا فرع
یضر ہے ماخوذ ہے قول عرب سے رجل قرفۃ جبکہ وہ حیلہ گر تدبیر کار ہو اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنے جو کوئی کچھ
نیکی کرے گا تو اللہ پاک اُس کے اجر مین بڑہا دے گا اس واسطے کہ بیشک اللہ البتہ بڑا بخشنے والا ہے واسطے
گناہگارون کے اور بڑا قدردان ہے واسطے فرمانبردارون کے قتادہ نے کہا غفور ہے واسطے گناہون کے
شکور ہے واسطے نیکیون کے سدی نے کہا غفور ہے واسطے گناہان ... آل حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے شکور ہے واسطے قلیل کے تو اس کو مضاعف کر دیگا اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کلام
منقطعہ یعنے بل و ہمزہ ہے بل تو واسطے اضراب کے ہے کلام سابق سے اور ہمزہ انکار توبیخی کا ہے یعنے بلکہ
کیا وہ کہتے ہین کہ باندہ لیا اُس نے اللہ پر جھوٹ باین طور کہ نبوت کا مدعی ہوا اور قرآن کی نسبت اللہ تعالیٰ
کی طرف کی پہر اللہ پاک نے اس بات کا جواب دیا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ یعنے اگر وہ باندہتا اللہ
پر جھوٹ تو البتہ چاہتا صادر نہ ہونا جھوٹ کا اُس سے اور مہر کر دیتا اُس کے دل پر باین طور کہ خطرہ نہ ڈالتا اُس
کے دل مین کسی شے کا اُن چیزون سے جن مین اُس نے جھوٹ بولا جیسا کہ تم خیال کرتے ہو قتادہ نے کہا
پس اگر چاہے اللہ تو مہر کر دے تیرے دل پر پس بہلا دے تجھ کو قرآن پس خبر دے اُن کو اس بات کی کہ اگر وہ
افترا کرتا اللہ پر تو اُس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا جس کی اس آیت مین اُن کو خبر دی ہے مجاہد و مقاتل نے
کہا ہے اگر چاہے اللہ تو بندش کر دے تیرے دل پر ساتھ صبر کرنے کے اُن کی ایذا پر یہانتک کہ اُن کی بات
سے تیرے دل مین کچھ مشقت داخل نہ ہو کسی نے کہا کہ یہ خطاب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد
کفار ہین یعنے اگر چاہے تو مہر کر دے کفار کے دلون پر اور جلدی سے اُن پر عقوبت ڈالے یہ قول قشیری
نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اگر تیرا جی تجھ سے یہ کہتا کہ تو باندہے اللہ پر جھوٹ تو البتہ وہ مہر
کر دیتا تیرے دل پر کیونکہ جھوٹ پر وہی جرأت کرتا ہے جس کے دل پر مہر کی ہوئی ہوتی ہے والاول اولیٰ
مقصود اس کلام سے مبالغہ ہے استبعاد کے ثابت کرنے مین وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ کلام مستانف ہے
ماقبل مین جو نفی افترا کی ہے اُس کی تقریر و تاکید کے لیے لایا گیا ہے جزائے شرط مین داخل نہین ہے

اور بیابانیوں کے واسطے اور اس قول کو بعض نحویوں سے حکایت کیا ہے اور اس کو مثل اس آیت کریمہ کے ٹھہرایا ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پھر ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بحدیث اعمش عن شقیق بن سلمہ بن سبرہ روایت کیا ہے کہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا شام میں پس کہا تم مومن ہو اور تم اہل جنت ہو واللہ بیشک میں البتہ امید رکھتا ہوں اس کی کہ اللہ تعالیٰ داخل کرے اس شخص کو جسکو تم قید کر لاتے ہو فارس و روم سے جنت میں اور یہ یوں ہے کہ ایک تمہارا جس وقت کہ کرے واسطے اس کے ایک ان میں کا کوئی کام تو وہ یوں کہے احسنت رحمک اللہ یعنے تو نے اچھا کام کیا اللہ تجھ پر رحم کرے احسنت بارک اللہ فیک یعنے تو نے خوب کام کیا اللہ تجھ میں برکت دے پھر یہ آیت پڑھی وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے حکایت کیا ہے کہ اس نے قولہ تعالیٰ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ کو اسے یعنی الذین یستجیبون للحق ویتبعونہ مثل اس آیت کے ٹھہرایا ہے اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ سنے اول ظاہر تر ہیں اس لیے کہ بعد کو یوں فرمایا ہے ویزیدہم من فضلہ یعنے ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس سے زیادہ اور انکو عطا فرماتا ہے اسی لیئے ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شفاعت واسطے اس شخص کے جس کے لیے نار واجب ہوگئی ہے اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اُن کے ساتھ کوئی احسان کیا ہے دنیا میں قتادہ نے ابراہیم نخعی سے ویستجیب الذین آمنوا الآیہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہا کہ شفاعت کریں گے اپنے اخوان کے حق میں ویزیدہم من فضلہ کہا کہ شفاعت کریں گے اپنے اخوان کی اخوان کے بارے میں **قولہ عز وجل** وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ جب کہ اللہ پاک نے مومنین کا ذکر کیا اور اُس ثواب جزیل کا جو اُن کے واسطے ہے تو کافرون کا ذکر فرمایا اور اُس عذاب شدید و درد دہندہ کا جو کہ اُنکے معاد و حساب کے دن اُنکے واسطے ہے نزدیک اللہ پاک کے۔ **قولہ سبحانہ وتعالیٰ** وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ الآیہ یعنے اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اُنکی حاجت سے زیادہ رزق عطا کرتا تو یہ اُن کو باعث ہوتا بغی و طغیان و سرکشی پر یہاں تک کہ اترانے اور ناز و فخر کرنے کے ایک دوسرے پر بغاوت کرتے **قتادہ** فرماتے ہیں کہا جاتا تھا خیر العیش ما لا یلہیک و لا یطغیک یعنے بہتر میں گزران وہ ہے کہ مولیٰ سے تجھے غافل نہ کرے اور بندگان خدا پر تجھ کو باغی و طاغی نہ بنائے وذکر قتادہ حدیث اِنَّمَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ تَعَالَىٰ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَسُؤَالِ السَّائِلِ اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ الْحَدِيث **قولہ جل وعلا سبحان ربی العلی الاعلیٰ** وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ الآیہ یعنے ولیکن روزی سے انکو اتنی روزی دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اس قسم

جتنے بکھیرے ہیں اُن میں جانور اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکٹھا کر سکتا ہے ف یعنی نبی پیغام پہونچاتا
ہے اور بندون کو سب معاملت اپنے رب کی ہے انتہے ف اللہ پاک اپنے بندون پر بہت رکھتا ہے اس بات
کی کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جس وقت وہ توبہ کرتے ہین اور اُس کی طرف رجوع ہوتے ہین بیشک وہ اپنے کرم
وحلم سے معاف کرتا ہے اور در گذر فرماتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے اور بخشتا ہے کقولہ تعالیٰ عزوجل وَمَنْ یَّعْمَلْ
سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا صحیح مسلم مین ثابت ہوا ہے کہ اسحٰق
ابن ابی طلحہ نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے از روی خوشی کے اپنے بندے کے توبہ کے ساتھ جبکہ وہ اُس کی طرف رجوع
ہوتا ہے ایک تمہارے سے کہ تھی اُس کی سواری زمین بیابان مین پھر وہ اُس سے چھٹ گئی اور اُس پر اُس کا
کھانا پینا تھا پھر وہ اُس سے ناامید ہو گیا تو ایک درخت کے پاس آیا پھر وہ اُس کے سایے مین لیٹ گیا
اس حال مین کہ اپنی سواری سے ناامید ہو چکا تھا پھر وہ اس اثنا مین کہ ایسا تھا کہ ناگاہ اُس کے پاس
وہ سواری کھڑی ہوئی ہے پھر اُس نے اُس کی نکیل پکڑی پھر مارے شدت خوشی کے بول اُٹھا اے
اللہ تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون شدت خوشی کے مارے چوک گیا نیز صحیح مین بروایت حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مثل اسکے ثابت ہوا ہے عبدالرزاق نے عن معمر عن الزہری اس
کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے از روی خوشی کے اپنے بندے کی توبہ کے ساتھ ایک تمہارے سے کہ پاوے
اپنی گمی ہوئی سواری کو اُس جگہ مین جس مین اس سے ڈرتا ہے کہ پیاس اُس کو مار ڈالے ہمام
ابن حارث کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس شخص کا پوچھا جو کہ عورت
سے زنا کرتا ہے پھر اُس سے نکاح کر لیتا ہے تو فرمایا کہ اس کا کچھ خوف نہین ہے اور یہ آیت پڑھی وہو
الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الآیہ رَوَاهُ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِیْثِ شُرَیْحٍ الْقَاضِیْ
عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیْ عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَهٗ قولہ تعالےٰ وَیَعْفُوْا عَنِ
السَّیِّاٰتِ یعنے توبہ قبول کرتا ہے زمانہ آیندہ مین اور معاف کرتا ہے سیئات زمانہ ماضی مین وَیَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُوْنَ یعنے وہ عالم ہے ان سب کامون کا جو تم نے کیے اور اُن سب باتون کا جو تم نے کہین
اور باوجود اس کے رجوع ہوتا ہے اُس شخص پر جو اُس کی طرف رجوع ہوا قولہ سبحانہ وَیَسْتَجِیْبُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سدی نے کہا یعنے یستجیب لہم اور اسیطرح ابن جریر نے کہا ہے
کہ معنے اس کے یہ ہین کہ قبول کرتا ہے واسطے اُن کے دعا جو کہ خود اپنے واسطے کرتے ہین اور انکے دوستوں

تین تو یہی ہین اور چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحب معصیت کے حق سے بری ہو کسی نے کہا کہ قبول کرتا ہے توبہ کو
اپنے اولیا و اہل طاعت سے قول اول اولی ہے اس لیے کہ توبہ تو سارے بندون سے مقبول ہے مسلم ہون یا
کافر جب کہ وہ صحیح ہو اور خلوص نیت و عزیمت صحیح سے صادر ہوئی ہو توبہ کے ذکر و حکم مین بہت سی حدیثین
صحیحین وغیرہما مین وارد ہوئی ہین چنانچہ بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے خازن مین ہے کسی نے کہا توبہ
انتقال ہے معاصی سے از روی نیت و فعل کے اور متوجہ ہونا ہے طاعات پر از روی نیت و فعل کے سہل
ابن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین توبہ انتقال ہے احوال مذموم سے طرف احوال محمود کے حضرت
جنید فرماتے ہین کہ توبہ اعراض کرنا ہے ماسوی اللہ سے حقیقت مین یہ توبہ آخر درجہ کی ہے ایسی توبہ والون
کے ہاتھ مین مٹی سونا ہو جاتی ہے قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالے نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
کا قول نقل فرمایا ہے کہ توبہ ایک اسم ہے کہ چھ معنے پر واقع ہوتا ہے ندامت گزشتہ گناہون پر اور تدارک
اس شے کا جس کو ضائع کیا اور چھوڑا فرض سے ساتھ اُس کی قضا کے اور رد مظالم اور گلانا نفس کا طاعت
مین جس طرح کہ تو نے اُس کی پرورش کی ہے معصیت مین اور چکھانا اُس کو تلخی طاعت کی جس طرح کہ تو نے
اُس کو معصیت کی حلاوت چکھائی اور رونا بدلے مین ہر ہنسی کے جسکو تو ہنسا ہے قبول متعدی کیا جاتا
ہے طرف مفعول ثانی کے بحرف من و عن اس لیے کہ متضمن ہے معنے اخذ و ابانت کو زیادہ فرماتے ہین
یعنی بسبب متضمن ہونے اُس کے کے معنے اخذ کو متعدی کیا جاتا ہے بحرف من محاورے مین بولتے ہین
قبلتہ منہ اے اخذتہ اور بسبب متضمن ہونے معنے ابانت و تفریق کے متعدی بحرف عن ہوتا ہے بولتے
ہین قبلتہ عنہ اے ازلتہ وابنتہ عنہ ویعفو عن السیئات یعنے اور معاف کرتا ہے سیئات سے علی العموم
واسطے اس شخص کے جس نے توبہ کی کسی گناہ سے اور عفو کرتا ہے واسطے اُس شخص کے کہ چاہے بدون توبہ کے
بھی جب کہ وہ گناہ سوائے شرک کے ہو نسفی نے سیئات کی تفسیر ما دون الشرک فرمائی ہے یون کہا ہے
ہو ما دون الشرک یعفو لمن یشاء بلا توبۃ ویعلم ما تفعلون یعنے اور جانتا ہے اس خیر و شر کو جو تم کرتے ہو پس
بدلا دیگا ہر ایک کو وہ بدلا جس کا وہ مستحق ہوگا حمزہ و کسائی و حفص و خلف نے تاے فوقیہ پڑھا ہے بنا بر
خطاب اور باقی قرا نے یاے تحتیہ بنا بر خبر اور یہ دونون سبعیہ ہین ثانی کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار
کیا ہے اس لیے کہ فعل واقع ہوا ہے درمیان دو خبرون کے وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
موصول محل نصب مین ہے اے یستجیب اللہ الذین الخ اجاب و استجاب ایک معنے مین آتا ہے حرف سین
تا زائد ہے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے قبول کرتا ہے دعا اُن لوگون کی جو ایمان لائے اور نیک کام کیے
اور عطا کرتا ہے اُن کو وہ شے جو انھون نے اُس سے طلب کی کسی نے کہا ہے معنے یہ ہین کہ قبول کرتا ہے عبادت

سے جس مین اُن کی صلاح و درستی ہے اور وہ اُس کو خوب جانتا ہے سو غنی کرتا ہے اُس کو جو مستحق غنا کا ہے اور
فقیر کرتا ہے اُسکو جو مستحق فقر کا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ بیشک میرے بندون سے وہ شخص
ہے کہ اصلاح نہین کرتی ہے اُس کی مگر غنا اور اگر مین اُسکو فقیر کر دون تو فاسد کر ڈالون اُسپر اُس کے
دین کو اور بیشک میرے بندون سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہین کرتا ہے اُس کی مگر فقر اور اگر مین اس کو غنی کر دیتا
تو البتہ فاسد کر ڈالتا اُس پر دین اُس کا **قولہ سبحانہ** وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا
یعنے وہی ہے کہ بعد نا امید ہونے لوگون کے پانی کے نازل ہونے سے نازل کرتا ہے اُس کو اُن پر اُس وقت
مین کہ وہ اُس کی طرف حاجتمند ہوتے ہین کما قال عز وجل وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ
لَمُبْلِسِينَ **قولہ جل جلالہ** وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ یعنے عام کرتا ہے ساتھ اُس رحمت کے وجود کو اُس قحط کے لوگون پر
اور اُن ناحیہ پر **قتادہ** نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عرض
کیا یا امیر المومنین بارش رک گئی اور لوگ آس توڑ بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مطرتم یعنے اب تم پانی
برسائے گئے پھر یہ آیت پڑہی وہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وہو الولی الحمید یعنے وہی تصرف
کرنے والا ہے واسطے اپنی خلق کے ساتھ اُس شے کے جو اُن کو نفع دیتی ہے اُن کی دنیا و آخرت مین اور وہی
محمود العاقبہ ہے اُن سب اشیا مین جن کو مقدر فرماتا ہے اور اُن کامون مین جن کو کرتا ہے **قولہ سبحانہ**
وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیہ یعنے جو نشانیان اللہ پاک کی عظمت و قدرت عظیم و سلطان
قاہر پر دلالت کرتی ہین اُن مین سے پیدا کرنا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جتنے بکھیرے ہین اُن مین جانور
یعنے اور جو مخلوق کہ آسمان و زمین مین پیدا کی ہے یہ قول شامل ہے فرشتون کو اور انس و جن کو اور باقی حیوانات
کو مع اختلاف اُن کی شکلون رنگون زبانون طبیعتون جنسون نوعون کے اللہ پاک نے آسمان و زمین کے اطراف
و اکناف مین اُن کو متفرق کیا اور باوجود اس کے اُن کے جمع کرنے پر جبکہ چاہے گا قادر ہے یعنے قیامت
کے دن اولین و آخرین کو اور ساری خلائق کو ایک ایسے میدان مین جمع کرے گا کہ پکارنے والا اُن کو
اپنی آواز سنائے گا اور نگاہ اُن مین نفوذ کرے گی پھر اپنے حکم عدل و حق سے اُن مین فیصلہ کرے گا کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے وہی ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ اپنے گنہگار بندون سے یعنی جو گناہ
اور برائیان انہون نے کی ہین وہ جب اُن سے توبہ کرتے ہین تو اُن کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے **توبہ** یہ ہے کہ
معصیت پر نادم ہو اور اُس سے باز رہے اور اُس کے عود نہ کرنے پر عزم کرے یہ تین شرطین ہین اُس معصیت
مین جو کہ درمیان اُس کے اور اللہ تعالے کے ہے پس جب یہ شرطین حاصل ہو گئین تو توبہ صحیح ہو گئی اور اگر ان مین سے
ایک شرط مفقود ہوئی تو توبہ صحیح نہین ہوئی رہی وہ معصیت جو حق آدمی سے تعلق ہے سو اسکی چار شرطین ہین

پر بہی و یستجیب الذین آمنوا الآیہ بیں آل آیت نوطرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ انکو بلایا اور دوسرے طرف اشارہ کیا کہ اُس کے بلانیکا جواب نہیں دیا
مگر بعضوں نے بعض ہی مومنین عاملین صالحات ہین حاصل یہ ہوا کہ جن لوگون نے اللہ پاک کے بلانے کا جواب دیا اور اُس کی طاعت
کی تو وہ اُن کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دعا مانگتے ہین سفاقسی نے بہی قول ثانی کو قوت دی ہے مبرد نے کہا
ہے معنے یہ ہین و یستدعی الذین آمنوا الاجابۃ یعنے مومنین اجابت کو ستدعی ہین استفعل کے معنے کی حقیقت یہی
طرح ہے اس معنی ہین بہی موصول محل رفع مین ہے فتح القدیر و فتح البیان مین قول اول کو اولیٰ کہا ہے ف
یَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ یعنے اللہ پاک اُن کو زیادہ دیگا اُس شے پر جو اُنہون نے طلب کی اپنے فضل سے یا زیادہ دیگا
اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین براہ تفضل کے اپنی طرف سے کسی نے کہا زیادہ دینے کے یہ معنے ہین کہ اُن کی سفارش
قبول کریگا حق مین اُن کے اخوان کے چنانچہ اول گزر چکا ہے نسفی فرماتے ہین اللہ پاک نے بندون پر منت
رکہی باین طور کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جب کہ وہ توبہ کرتے ہین اور عفو کرتا ہے اُن کی سیئات سے اور اُن
کی دعا قبول فرماتا ہے جب کہ اُس سے دعا کرتے ہین اور زیادہ دیتا ہے اُن کو اُس پر جسکا اُنہون نے اُس سے سوال
کیا قاضی صاحب مرحوم کے بیان کی توضیح یہ ہے کہ جس صورت مین استجابت اللہ کا فعل ہو اور یہ معنے ہون کہ
قبول کرتا ہے اللہ مومنین کی دعا کو جبکہ وہ اُس سے دعا کرتے ہین اور اجابت اپنے اصلی معنے پر ہو تو یزیدھم من
فضلہ کے یہ معنے ہون گے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شی پر جس کا اُنہون نے سوال کیا اور
جب اجابۃ اللہ کا فعل ہو اور اس کے معنے ثواب دینے کے ہون تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے
فضل سے اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین اور جب استجابت مومنین کا فعل ہو اور اُس کے معنے اطاعت کے ہون
تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شے پر جس کے وہ مستوجب و مستحق ہین بسبب اپنی طاعت
کے قاضی صاحب نے اس معنے کو نہایت ایجاز و حسن سے ادا کیا ہے جس طرح کہ اُنکی عادت شریف ہے بالجملہ
جب اللہ پاک نے مومنین کا حال ذکر کیا تو اُس کے مقابلے مین کافرون کا حال یون بیان فرمایا وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ
عَذَابٌ شَدِیْدٌ یعنے کافرون کے واسطے سخت عذاب ہے پہر چونکہ یہ بات وارد ہوتی تہی کہ اول آیت کا
مقتضا ساری تقدیرون پر یہ ہے کہ مومن فراخی و رفاہیت مین ہو باین طور کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائے
یا جس کرامت کا وہ مستحق ہے اُس سے زیادہ اُس کو دے اور حال یہ ہے کہ مومن اکثر سختی و انواع بلا و فقر مین
مبتلا ہوتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور اثر اجابت و زیادت کا اُس مین ظاہر نہین ہوتا تو اس حالت مین
اور آیت یستجیب الذین الآیہ مین کیونکر جمع ہوگی سو اللہ پاک نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کی شان تو یہی ہے مگر
اثر استجابت کا واجب نہین ہے کہ دنیا مین ظاہر ہو جائے کیونکہ وہ دنیا مین انسان کے کام کی تدبیر کرتا ہے
اُس طور پر جو کہ اُس کی حکمت بالغہ کا مقتضا ہے سو وہ فقیر کرتا ہے اور غنی کرتا ہے تنگی کرتا ہے اور فراخی دیتا

مخلصین کی کسی نے کہا کہ تقدیر یستجیب للذین ہے حرف لام حذف کر دیا گیا ہے جس طرح کہ اس آیت مین محذوف ہوا ہے وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اصل مین کالوا لہم ہے اصل استجابت کی یہ ہے کہ متعدی بحرف لام ہو جس طرح کہ اس آیت مین ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ اسے اجیبوا اللہ والرسول اسلیے کہ استجاب و اجاب بیک معنے ہے صاحب کشاف نے تفسیر سورہ قصص مین کہا ہے کہ استجابت دعا کی طرف تو بنفسہ متعدی ہوتی ہے اور داعی کی طرف بحرف لام اور جب داعی کی طرف متعدی ہوتی ہے تو غالب استعمال مین دعا محذوف ہوتی ہے پس یون بولتے ہین استجاب اللہ دعاءہ و استجاب لہ و استجاب لہ دعاءہ نہین بولتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ دیکھو اس شعر مین استجاب داعی کی طرف بنفسہ متعدی ہوا ہے ؎

وَدَاعٍ دَعَا يَا مَنْ يُّجِيْبُ اِلَى النَّدٰى	فَلَمْ يَسْتَجِبْهُ عِنْدَ ذَاكَ مُجِيْبُ

تو کہینگے معنے اس کے یہ ہین فلم یستجب دعاءہ مجیب بنا بر حذف مضاف مگر آیت مین لام محذوف ہوا اس لیے کہ وہ معلوم ہے جس طرح کہ کالوہم مین بسبب معلوم ہونے کے حذف ہوا ہے بالجملہ معانی مذکورہ کی بنا پر یستجیب مین ضمیر فاعل کی مضمر ہے اللہ پاک کی طرف راجع ہے اور موصول مفعول بہ ہے اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک کے جواب دینے کے کیا معنے ہین سو کہینگے کہ اجابت مجاز ہے اثابت سے یعنی اللہ پاک ثواب دیگا مومنین عاملین صالحات کو طاعت پر وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب طاعت مشابہ ہوئی دعا کے اُس ثواب مین جو اُسپر مترتب ہوتا ہے تو طاعت پر ثواب دینا مثل اجابت دعا کے ہوا پس اس لیے اثابت کی تعبیر کی ساتھ اجابت کے بطور استعارہ جس طرح کہ طاعت کی تعبیر کی گئی ساتھ دعا کے عطا نے حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ ثواب دیگا اُن کو اُن کی طاعت پر اور زیادہ دیگا اُن کو اپنے فضل سے سوا ثواب اُن کے اعمال کے یہ زیادتی براہ تفضل و مہربانی ہوگی اُن پر کسی نے کہا کہ موصول محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ فاعل ہے یستجیب کا اور مفعول محذوف اے یستجیبون اللہ بالطاعۃ اذا دعاہم الیہا اس بنیاد پر کہ استجاب بمعنے اطاع ہے یا اجاب بمعنے جواب دیتے ہین اللہ کو ساتھ طاعت کے جب کہ وہ اُن کو اُس کی طرف بلاتا ہے یا اُس کے مطیع ہوتے ہین کما قال تعالے یا ایہا الذین اٰمنوا استجیبوا اللہ وللرسول اذا دعاکم اور حضرت ابراہیم بن ادہم سے جو بات مروی ہے وہ بھی اسی کی مؤید ہے کہ موصول یستجیب کا فاعل ہے کسی نے اُن سے عرض کیا یا حضرت ہمارا کیا حال ہے کہ ہم دعا کرتے ہین پھر وہ ہمارے واسطے قبول نہین کی جاتی ہے تو فرمایا اس واسطے کہ اُس نے تمکو بلایا سو تم نے اُس کو جواب نہ دیا پھر یہ آیت پڑھی وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کو بلایا یا بعد ملنے کے

لہ او جب بلایا دین اسکو یا توان ہی تو لکھنا کر دین سَہ سیا بیان ۱۵ او مانو حکم اسکا اور رسول کا جس وقت بلاوے تم کو ایک کام پر جس مین تمہاری زندگی ہے سَہ یعنی جنت سے پکارنے والے

مین کہ اس فرمانے پر اس کے جواب دینے کے سبب دعا کے بعضے کسی

سے انکو مارتا نہین ہے پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ یعنے اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ کو جو اقسام واعم انواع رزق ہے فائدے مین اور اکثر اقسام روزی ہے منفعت و مصلحت مین خاص کر کے اسم غیث ذکر فرمایا مطر نہ کہا اس لیے کہ غیث مختص ہے اُس پانی کے ساتھ جو کہ رحمت و نفع کے واسطے نازل ہوتا ہے اس لیے کہ غیث نام ہے اُس مطر کا جو کہ خشک سالی سے لوگون کی فریاد رسی کرتا ہے اسی لیے غیث خاص کیا گیا ہے ساتھہ مطر نافع کے چونکہ حصول نعمت کا بعد اشتداد بلا کے اقصی مراتب فریاد رسی کا ہوتا ہے اور کمال فرح و مسرت کا جالب اس لیے بعد اس کے یہ فرمایا مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا واسطے مزید امتنان و استدعا شکر کے یعنی بعد اس کے کہ پانی برسنے سو نا امید ہو گئے تھے تو اب بعد نا امیدی کے اس پانی برسانے سے رحمت الٰہی کی قدر پہچانین اور جس نعمت پر شکر واجب ہو اُس پر اُس کا شکر ادا کرین ینزل کو بتشدید و تخفیف پڑہا ہے اور دونون سبعیہ مین اور قنطوا کو عام نے بفتح نون پڑہا ہے اور کسی نے بکسر نون یہ بھی ایک لغت ہو اور اسی پر لا تقنطوا کو متواتر مین بفتح نون پڑہا ہے اور ماضی مین بکسر نون نہین پڑہا گیا مگر بطور شاذ کلمہ ما مصدریہ ہے

ای بعد قنوطهم وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ رحمت سو مراد برکات و منافع غیث مین ہر شے مین یعنے نرم زمین مین اور سنگستان مین اور روئیدگی وحیوانات مین اور ارزانی جو کہ بارش سو حاصل ہوتی ہے یا مراد رحمت سے رحمت واسعہ ہے جو کہ منتظم بانتظام اولی ہے اشیای مذکورہ کو یا مراد رحمت سے خود مطر ہے تو مطر کے دو نام ذکر کیے ایک تو غیث اس لیے کہ وہ فریاد رسی کرتا ہے مخلوقون سو دوسرا رحمت اس واسطے کہ وہ رافت و مہر کے سبب سے ہے زادہ کا بیان یہ ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہے طرف الله پاک کی اور وینشر رحمتہ فرمایا بعد وهو الذی ینزل الغیث کے باوجود اس کے کہ غیث ایک رحمت بالغہ ہے سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یعنے عطف عام بر خاص کے باب سے ہے گویا یون فرمایا گیا کہ نازل کرتا ہے رحمت کو جو کہ غیث ہے اور پہیلاتا ہے باقی انواع رحمت کو یہ بھی جائز ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہو طرف غیث کے اور معنے یہ ہون کہ پہیلاتا ہے غیث کی برکات و منافع کو اور خصب کو جو اُس سے حاصل ہوتی ہے وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ یعنے اور وہی ہے جو متولی ہوتا ہے اپنے بندون کا این طور کہ ان پر احسان کرتا ہے اور اپنی رحمت پہیلاتا ہے اور اُس احسان و انعام و رحمت پر مستحق حمد کا ہے کہ بندے اُس کی حمد کرین اور اُس کے انعام کا شکر بجا لاوین یا یہ معنی ہین کہ وہ ولی ہے اپنے صالح بندون کا این طور کہ ان پر احسان کرتا ہے اور منافع ان کے واسطے کہینچ لاتا ہے اور شر ان سے دور کرتا ہے اور اپنے انعام پر ان کی طرف سے مستحق حمد و ثنا کا ہے کہ خصوصا و عموما جو انعام اُنپر کیے ہین ان کا شکر کرین چونکہ محصول اس آیت کا بیان کرنا اُس شے کا ہے جو اس پر دال ہے کہ اس پاک کی شہو... بہت ہے اس لیے ایک اور آیت ذکر کی جو کہ دلالت کرے ... [illegible]

اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو باغی ہو جاتے اور اگر کل کو فقیر کر دیتا تو مر جاتے پس ارشاد فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ
لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ یعنے اگر ساری بندوں کے واسطے اُن کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ سب کے سب نافرمان
اور سرکش ہو جاتے زمین میں اور اترا جاتے نعمت میں مست ہو جاتے اور تکبر کرتے اور طلب کرتے اُس شے کو جس کی
طلب اُن کو لائق نہیں ہے اس لیے کہ غنا مبطرہ و ماشرہ ہے یعنے غنا اترانے اور بال مستی کرنے کا گھر ہے عبرت
کے واسطے قارون و فرعون کا حال کافی ہے کسی نے کہا اگر سب کو رزق میں برابر کر دیتا تو بعض
بعض کا مطیع و منقاد نہ ہوتا اور صنائع و حرفے بیکار ہو جاتے قول اول اولے ہے ظاہر آیت عموم انواع رزق
ہے کسی نے کہا کہ خاصۃً مراد مطر ہے یہ بات کہ فراخی رزق کی موجب طغیان ہوتی ہے اس میں کئی وجہیں ذکر
کی ہیں اُن کے بیان میں طول ہے۔ اصل بغی کے طلب تجاوز اقتصاد ہے اس شے میں جس کا قصد کیا
جاتا ہے کمیت میں یا کیفیت میں قرطبی میں ہے کہ بغی اُن کی طلب کرنا اُن کا ہے ایک منزلت کو بعد ایک
منزلت کے اور ایک دابہ کا بعد ایک دابہ کے اور ایک سواری کا بعد ایک سواری کے اور ایک پوشاک کا
بعد ایک پوشاک کے وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ یعنے ولیکن اُتارتا ہے روزی سے واسطے اپنے
بندوں کے ساتھ ایک اندازہ کے موافق اپنی مشیت کے اور حسب مقتضا اپنی حکمت بالغہ کے تنزیل کو تخفیف
و تشدید پڑھا ہے اور دونوں سبعیہ ہیں اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ یعنے بیشک اُس کو اپنے بندوں کے
احوال کی خوب خبر ہے اور جو چیز اُن کی اصلاح کرتی ہے اُس کو خوب دیکھتا ہے اُس کو خوب معلوم ہے کہ روزی
کی فراخی نافع ہے یا تنگی پس اُن میں سے ہر ایک کے واسطے وہی مقدر کرتا ہے جو اُس کی اصلاح کرتی ہے اور
زمین میں بغی کے ساتھ فساد کرنے سے اُس کو روکتی ہے اور جس شے کی اُس کی حکمت مقتضی ہے وہی بندوں
کے واسطے مقدر کرتا ہے پس فقیر کرتا ہے غنی کرتا ہے روکتا ہے عطا فرماتا ہے فراخی کرتا ہے تنگی کرتا ہے
اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو وہ ہوم مچاتے اور اگر فقیر کر دیتا تو ہلاک ہو جاتے اور یہ جو دیکھتے ہو کہ کسی پر روزی کی
فراخی ہے اور وہ بغاوت کرتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بدون فراخی کے بغی کرتا ہے سو یہ قلیل ہے اور اس میں
کوئی شک نہیں ہے کہ بغی فقر کے ساتھ اقل ہے اور فراخی کے ساتھ اکثر و اغلب ہے ابو ہانی خولانی
سے مروی ہے کہا میں نے سنا عمرو بن حریث وغیرہ کو وہ کہتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی سو صحاب صفہ کے
بارے میں اُنھوں نے کہا تھا لو ان لنا یعنے کاش ہمارے واسطے دنیا ہوتی سو انھوں نے دنیا کی تمنا کی امام سیوطی
نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ
بیان کیا کہ اپنی مقتضائے حکمت سے زیادہ اُن کو نہیں دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زیادہ دینا اُن کے دین میں
اُن کو ضرر دیگا تو اب یہ بیان کیا کہ جس وقت وہ رزق کی طرف محتاج ہوتے ہیں تو اُن کو رزق دیتا ہے اور بیشک

کی جگہ تثنیہ اور تثنیہ کی جگہ مفرد بولتے ہین قاضی صاحب نے کہا ہے کہ دآبہ سے مراد حیّ ہے بطور مجاز یعنے اسم مسبب
کا اطلاق سبب پر کیا ہے اس لیے کہ حیات سبب ہے دبیب کا سو حیات پر او دابہ جو اسم دبیب کا اطلاق کیا گیا اور
اس مین شک نہین کہ فرشتے احیا مین پس ہاین اعتبار دابہ مین فرشتے اور انسان وحیوان سب داخل ہو گئے یا
یون کہو کہ مراد دابہ سے اُس کے معنے لغوی ہین یعنے ما یدب علی الارض پس دابہ باین معنے اگرچہ فقط زمین
مین ثبوت ہو لیکن اس کا رجوع اسی طرف ہے کہ وہ دونون مین مثبوت ہو اس بنا پر کہ جو شے احد الشیئین مین
ہوتی ہے تو اُس پر یہ بات صادق آتی ہے کہ فی الجملہ وہ دونون مین ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو فعل منجملہ جماعت
ایک سے صادر ہوا ہے اُس کی نسبت ساری جماعت کی طرف کی جاتی ہے اس لیے کہ اُس کا وقوع درمیان
ان کے ہوا ہے تو یون بولتے ہین بنو فلان فعلوا کذا حالانکہ اُس فعل کو اُن مین سے صرف ایک نے کیا ہے غرضکہ
اُس جگہ مناط نزاع کے دو کلمے ہین ایک تو فیہما دوسرا دابہ پس دآبہ کو اپنے معنے پر رکھو تو فیہما نہین بنتا سو کسی
نے تو اس نزاع کا یہ فیصلہ کیا کہ فیہما مین تصرف فرمایا اور دابہ کو اپنے معنے پر رکھا کسی نے دابہ مین تصرف کیا
اور فیہما کو اپنے حال پر رہنے دیا چنانچہ اس کی ساری تفصیل تم سُن چکے نزاع کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ
فیہما کے یہ معنے سمجھے کہ دابہ کا ظرف آسمان وزمین دونون ہین تو آسمان مین علیحدہ دواب ہونے لگے اور زمین
مین جدا حالانکہ دواب زمین مین ہین اور آسمان مین فرشتے اُن کو دواب نہین کہتے ہین تو ایک کل بہانے
کی ضرورت ہوئی اب اگر یون کہین کہ یہان فیہما فرمایا ہے اگر علیہما ہوتا تو آسمان وزمین کے جدا جدا دوآب
کہتے بلتے اور وقت پیش آتی فیہما کے معنے بینہما کہو اور بلا شک دواب وحیوانات وغیرہ درمیان آسمان و
زمین کے بکھیرے گئے ہین اس مین کسی طرح کی دقّت نہین ہے دآبہ اور فیہما دونون اپنے حال پر رہے
اور فیصلہ ہو گیا ولہ الحمد واللہ اعلم یا یون کہو کہ زمین وما فیہما آسمان کے اندر ہے تو جو شے زمین پر ہے وہ
بطریق اولے آسمان مین ہوئی بالجملہ جب یہ بیان کیا کہ اللہ پاک نے انواع واقسام کے حیوان و انسان
روئے زمین پر متفرق کیے تو بیان کیا کہ اُن کا متفرق کرنا عجز کی وجہ سے نہین ہے بلکہ ایک مصلحت کے
واسطے ہے اور جس طرح ان کو متفرق کیا ہے اسی طرح اُن کے جمع کرنے پر بھی قادر ہے جس وقت کہ چاہیگا
جمع کرنا واسطے حشر وجزا وحساب کے ہو گا پس فرمایا وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کلمہ ہو مبتدا ہے اور
قدیر اس کی خبر ہے اور علے جمعہم متعلق ہے قدیر سے اور اذا یشاء ظرف ہے جمعہم کا قدیر کا نہین ہے اس لیے
کہ اذا ظرف ہے مستقبل کا اور اللہ پاک کی قدرت ازلی ہے مشیت کے ساتھ متعلق نہین ہے مشیت کے ساتھ
مقید اللہ تعالی کا جمع کرنا ہے اُس کی قدرت مقید بمشیت نہین ہے ابو البقا نے کہا اس واسطے کہ بیہودہ
ہوگا ظرف اس کے معنے یہ ہو جائین کہ وہ ان کے جمع کرنے پر قادر ہے اُس وقت کہ چاہے تو اب قدرت

پر کون قدرت جو کہ موجب ہے اُس کی توحید اور تفرد بالوہیت کے اور صدق وعدہ بعث ونشور کی پس فرمایا وَمِنْ
آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ یعنے اور اُس کی قدرت کی نشانیوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا
اس کیفیت عجیب صنعت غریب پر جو کہ صانع حکیم قادر کے وجود با جود کو ظاہر ظہور تبار رہا ہے وجود صانع تعالے
پر استدلال کرتے ہین جو مسالک چہارگانہ علم کلام مین ثابت کیے ہین اس مین اُن کی طرف اشارہ ہے وہ
یہ ہین جواہر کا حدوث اور امکان جواہر کا اور اعراض کا حدوث جو کہ جواہر کے ساتھ قائم ہین اور نیز امکان
اعراض کا اور نیز اس مین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اضافت خلق کی طرف سموات وارض کے اضافت
صفت کی ہے طرف موصوف کے اَيِ السَّمٰوٰتِ الْمَخْلُوْقَةِ وَالْأَرْضِ الْمَخْلُوْقَةِ كَمَا ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ وَمَا بَثَّ
فِيْهِمَا مِنْ دَابَّةٍ مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ خلق پر معطوف ہے بتقدیر مضاف اے وخلق ما بث دوسری
یہ ہے کہ سموات پر معطوف ہے قاضی نے اس وجہ کو مقدم ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک مختار یہی
ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہے کہ اس مین تقدیر مضاف کی حاجت نہین ہے دابّہ کہتے ہین ہر اُس شے کو
جو زمین پر چلتی ہے دبیب کے معنے ہین نرم رفتن یعنے ہلکے ہلکے چلنا جب دابہ کے کلام عرب مین
یہ معنے ہوئے تو اب کہو کہ فیہما کی ضمیر راجع ہے طرف آسمان وزمین کے سو زمین مین تو دابہ کا ہونا ٹھیک
ہے آسمان مین دابہ کیونکر ہو سکتا ہے پس فرا کہتے ہین کہ مراد ما بث فی الارض مین دابّہ ہے آسمان مراد
نہین ہے اس کی سند یہ ہے کہ دیکھو اللہ پاک نے فرمایا ہے يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ اس مین
منہما ضمیر تثنیہ ہے اور موتی ومرجان جو نکلتے ہین سو دریاے شور سے شیرین دریا سے نہین نکلتے ابو علی
فارسی فرماتے ہین تقدیر یہ ہے وما بث فی احدہما مضاف محذوف ہے مجاہد فرماتے ہین اس مین ملائکہ
اور آدمی داخل ہین اور اللہ پاک نے فرمادیا ہے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کرخی کہتے ہین کہ زمخشری
نے جو یہ جائز رکھا ہے کہ فرشتون کے واسطے مشی مع طیران ہو تو وہ موصوف بہ دبیب ہون جس طرح
کہ انسان اس کے ساتھ موصوف ہوتے ہین یا اللہ تعالے آسمانون مین حیوانات پیدا فرمائے جو کہ اُن مین
چلین جس طرح کہ انسان زمین مین چلتے ہین سو یہ قول بعید ہے افہام سے اس لیے کہ عرف عام کے
خلاف ہے اور اس لیے کہ شے اسی وقت آیت ہوتی ہے جب کہ وہ معلوم وظاہر ومکشوف ہو اسی لیے
قاضی صاحب مرحوم نے اس قول کو چھوڑ دیا النسفی رحمہ اللہ تعالے نے آخر مین ولا یبعد کر کے اس کو
ذکر کیا ہے اول یون کہا ہے کہ دواب صرف زمین مین ہوتے ہین لیکن جائز ہے کہ شے کی نسبت کی
جاے طرف جمیع مذکور کے گو وہ بعض مذکور ہو جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین بنو
تمیم فیہم شاعر مجید حالانکہ وہ شاعر جو ہوتا ہے سو کسی فخذ مین اُن کے ایک فرد ہے غرضکہ محاورۂ عرب مین

ملہ نکلتا ہے الک سے موتی اور مونگا ۱۲

ملہ موتی جو نہیں ... مانتے ۱۲

یعنی ابن جریر نے تخریج اخرج عن ابی قلابة عن انس رضی اللہ عنہ قال ولا اقول اخرج ابن ابی حاتم
نے عن ابی سخیلہ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کیا نہ خبر دوں تم کو افضل آیت کی اللہ عزوجل کی
کتاب میں اور حدیث کی ہم کو اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت
ایدیکم ویعفو عن کثیر اور ابھی میں اس کی تفسیر کرتا ہوں واسطے تیرے اے علی جو پہنچے تم کو کوئی مرض
یا کوئی عقوبت یا کوئی بلا دنیا میں سو بسبب اس شے کے ہے جس کو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور اللہ
حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اس پر عقوبت آخرت میں اور جو شے کہ عفو کیا اللہ نے اس سے دنیا میں تو
اللہ تعالے کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے بعد اپنے عفو کے وکذا اخرجه الامام احمد عن مروان بن معاویة
وعبدة عن ابی سخیلة قال قال علی رضی اللہ عنہ فذکر نحوہ مرفوعا پھر ابن ابی
حاتم نے بوجہ دیگر مثل اس کے اور وجہ سے موقوفا روایت کیا ہے کہا میں داخل ہوا حضرت علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ پر تو فرمایا کیا نہ حدیث کروں میں تم کو ایک ایسی حدیث کہ ہر مومن کو لائق ہے کہ اسے یاد رکھے
کہا پھر ہم نے ان سے پوچھا تو یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیة فرمایا جو شے کہ عتاب کیا اللہ تعالی نے ساتھ
اس کے دنیا میں تو اللہ حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اس پر عقوبت قیامت کے دن اور جو شے کہ عفو
کیا اللہ نے اس سے دنیا میں تو اللہ کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے اپنے عفو میں قیامت کے دن امام احمد
نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں ہے کوئی شے کہ پہنچے مومن کو اس کے جسم میں کہ ایذا دے اس کو مگر کفارہ
کرتا ہے اللہ تعالی اس سے بسبب اس کے گناہوں کے سے امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے
عنہا سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب بہت ہو جاتے ہیں گناہ
بندے کے اور نہیں ہوتی ہے واسطے اس کے وہ شے جو کفارہ کرے ان کا تو مبتلا کرتا ہے اس کو اللہ
ساتھ حزن کے تا کہ کفارہ کر دے ان کا ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس کی
تفسیر میں روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والذی
نفس محمد بیدہ ما من خدش عود ولا اختلاج عرق ولا عثرة قدم الا بذنب یعنی قسم
ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے نہیں ہے خراشنا کسی لکڑی کا اور حرکت (پھڑکنا)
کسی رگ کا اور نہ لڑکھڑانا قدم کا مگر بسبب کسی گناہ کے اور جن گناہوں سے اللہ تعالے عفو کرتا
ہے وہ اکثر ہیں نیز ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
بعض اصحاب ان پر داخل ہوئے اور وہ اپنے جسم میں مبتلا کیے گئے تھے یعنی کوئی بیماری تھی

متعلق ہوجاویگی ساتھ مشیت کے حالانکہ یہ بات محال ہے اور کلمہ اذا جب معنے وقت ہوتا ہے تو مضارع پر داخل
ہوتا ہے جس طرح کہ ماضی پر آتا ہے سمین و شہاب الدین کہتے ہین ہم نہین جانتے کہ اہل سنت کے مذہب
پر اس کے محال ہونے کی کیا وجہ ہے پس اگر ابوالبقا قائل بقول معتزلہ ہون وہ قول یہ ہے کہ قدرت اُس شے
کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جسکو اللہ تعالے نے نہین چاہا تو اُن کی بات چل جاویگی لیکن یہ قول تو ایک ردی
مذہب ہے اُس کا اعتقاد جائز نہین ہے بالجملہ جبکہ یہ جمع کرنا جو کہ علے جمعہم مین مذکور ہے یہی حساب
دینے کے واسطے جمع کرنا تھا اس لیے اللہ پاک نے اُس کے بعد یہ بیان کیا کہ بندہ مومن سے جو جنایات وقوع
مین آتے ہین سو اُس کو اُن سے انواع مصائب و بلایا کے ساتھ پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس کے اثقال سے
قیامت مین اُسکو ہلکا پھلکا کرے پس ارشاد فرمایا وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ
وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ‎﴿٣٠﴾‏ وَمَآ أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ‎﴿٣١﴾‏
اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو بدلا اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھون نے اور معاف کرتا ہے بہت اور تم تھکانے
والے نہین بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین تم کو اللہ کے سوا کام بنانے والا نہ مددگار **ف** یہ خطاب عاقل
بالغ لوگون کو ہے گنہگار ہون یا نیک مگر نبی نہین داخل اور لڑکے اُن کو اور کچھ واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی
بھی آتی ہے اور قبر کی اور آخرت کی انتہے **ف** اللہ پاک فرماتا ہے اے لوگو جو پڑے تم پر کوئی مصیبت دنیا
مین سے سو وہ گناہون ہی کے سبب سے ہے جو تمہارے واسطے گزر چکے ہین اور درگزر کرتا ہے بہت گناہون
سے سو اُن پر تمکو جزا نہین دیتا ہے بلکہ اُن کو معاف کر دیتا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا
تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ حدیث صحیح مین آیا ہے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے
نہین پہونچتا ہے مومن کو کوئی نصب اور نہ کوئی وصب اور نہ کوئی ہم اور نہ کوئی حزن مگر کفارہ کرتا ہے
اللہ اُس سے سبب اُس کی خطایا اُس کے سے یہانتک کہ کانٹا جس کو وہ چبھایا جاتا ہے **ابن جریر**
نے ایوب سے روایت کیا ہے کہا مین نے ابوقلابہ کی کتاب مین پڑھا کہا یہ آیت نازل ہوئی فَمَن يَعْمَلْ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھا رہے
تھے تو رک گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مین دیکھونگا اُس شے کو جو مین نے کیا ہے خیر و شر سے پس آپ
نے فرمایا أَرَأَيْتَ مَا رَأَيْتَ مِمَّا تَكْرَهُ فَهُوَ مِن مَثَاقِيلِ ذَرِّ الشَّرِّ وَيُدَّخَرُ مَثَاقِيلُ الْخَيْرِ یعنے کیا تو نے
دیکھا جو شے تو نے دیکھی اُس شے سے جس کو تو مکروہ رکھتا ہے سو وہ مثاقیل ذر شر سے ہے اور ذخیرہ
رکھے جاوینگے مثاقیل خیر کے یہانتک کہ تو دیا جاویگا اُس کو قیامت کے دن قال قال ابو ادریس

قال اری مصداقہا فے کتاب اللہ تعالے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ثم رواہ

اور قحط و وبا و غرق و حرق و صواعق وغیرہ مصائب **قائلین تناسخ** نے اس آیت کا دامن پکڑا اور یون کہا کہ اگر
اطفال کے واسطے کوئی حالت نہ ہوتی جس پر وہ اس حالت سے پہلے تھے تو وہ درد و الم نہ پاتے **حق** یہ ہے کہ اُن
کا تعلق اس آیت سے ٹھیک نہین ہے یہ تو مکلف لوگون کے ساتھ خاص ہے سیاق و سباق دونون اس تخصیص
کے شاہد عدل ہین **قولہ تعالے** وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ یعنے اللہ پاک درگذر فرماتا ہے بہت گناہون سے جن کو بندے
کرتے ہین سو اُن پر عقاب نہین کرتا یا عفو کرتا ہے بہت لوگون سے تو اُن کو جلد عقوبت نہین کرتا معنے آیت
کے یہ ہین کہ کفارہ کرتا ہے بندے کے سبب اُن مصیبتون کے جو اُس کو پہونچتی ہین اور معاف کرتا ہے بہت سے
گناہ صحیح دلیلون سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا مین ساری مصیبتین جو انسان کو پہونچتی ہین اُن سب
پر اسکو اجر ملے گا یا اُس سے اُس کے گناہون کا کفارہ کیا جاویگا کسی نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ
کافرون کے یا بہ معنی کہ جو مصیبت انکو پہونچتی ہے بہ سبب اُن کے گناہون کے ہے بدون اس کے ہے کہ ان کے
کسی گناہ کی کفارہ ہو اور کسی ثواب کو اُن کے واسطے حاصل کرے اُن کے بہت سے گناہون کی عقوبت
چھوڑ رکھی جاتی ہے دنیا مین اُن پر جلدی نہین کرتا بلکہ دار آخرت تک اُن کو مہلت دیتا ہے **اولی** حمل
آیت کا ہے عموم پر اور عفو جس طرح صادق آتا ہے گناہ کے مٹانے پر اور اسکی بوجھ پا جہہ کے رفع کرنے پر
اسی طرح تاخیر عقوبت پر بھی صادق آتا ہے **واحدی** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ آیت اللہ پاک کی کتاب
مین سب آیتون سے بڑھ کر رجا و امید کی ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے گناہون کی دو قسمین کین ایک
قسم کا تو اُن سے کفارہ کر دیا بہ سبب مصائب کے اور ایک قسم سے دنیا مین عفو کر دیا اور وہ کریم ہے اپنی عفو
مین رجوع نہین کرتا ہے پس یہ تو اللہ پاک کا طریقہ ہے مومنون کے ساتھ رہا کافر سو اُس کے گناہ کی عقوبت
کو جلدی نہین کرتا ہے دنیا مین واسطے اُس کے یہانتک کہ قیامت کے دن اُس گناہ کو لیکر اُس سے ملیگا
ترمذی و عبد بن حمید نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا ہے نہین پہونچتی ہے کسی بندے کو کوئی نکبت پھر اُس سے بڑھکر یا اُس سے کم مگر سبب گناہ کے اور جو عفو
کرتا ہے اللہ اُس سے اکثر ہے اور یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیۃ **ابن مردویہ** نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَثْرَةُ قَدَمٍ وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ وَلَا خَدْشُ
عُوْدٍ اِلَّا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ اَكْثَرُ اس کے معنے اول گذر چکے ہین **قولہ تعالے** وَمَا
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ یعنے نہین ہو تم فوت ہونے والے اُس شے سے جو اللہ تعالے نے تقدیر جاری
کی تھی بھاگ کر زمین اور نہ آسمان مین اگر تم اُس مین ہوتے بلکہ جن مصائب کو اُس نے تقدیر جاری کیا ہے وہ
ضرور تم پر واقع و نازل ہون گے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ یعنے اور نہین ہے واسطے تمہارے

تو بعض اصحاب نے اُن سے کہا کہ ہم تو تمہارے واسطے رنج کرتے ہیں بہ سبب اُس مرض کے جس کو ہم تم میں دیکھتے ہیں عمران بولے پس تم رنجیدہ مت ہو بہ سبب اُس شئ کے جس کو تم دیکھتے ہو پس بیشک جو شئ کو تم دیکھتے ہو بسبب کسی گناہ کے ہے اور وہ شئ جس سے اللہ عفو کرتا ہے اکثر ہے پھر یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ نیز ابو البلاد سے روایت کیا ہے کہا میں نے علا ربن بدر سے کہا وما اصابکم الآیہ اور میری بینائی جا چکی تھی درحالیکہ میں لڑکا تھا علا نے کہا بسبب گناہوں تیرے ماں باپ کے نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہا ہم نہیں جانتے ہیں کسی کو کہ اُس نے قرآن یاد کیا پھر وہ اُس کو بھول گیا مگر بہ سبب کسی گناہ کے پھر ضحاک نے یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ پھر ضحاک کہتے اور کونسی مصیبت عظیم تر ہے قرآن کے بھولنے سے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کلمہ ما شرطیہ ہے اسی لیے حرف فا اُس کے جواب میں آیا ہے جمہور کی قرارت میں نافع وابن عامر نے بغیر فا کے پڑھا ہے سیبویہ کے نزدیک اس فا کا حذف کرنا جائز نہیں ہے اخفش و بعض بغدادیوں نے حذف کو جائز رکھا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ اور اس شعر میں ہے

مَنْ يَفْعَلِ الْحَسَنَاتِ اللّٰهُ يَشْكُرُهَا	وَالشَّرُّ بِالشَّرِّ عِنْدَ اللّٰهِ مِثْلَانِ

ابو البقا بھی اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصولہ ہے تو اب حذف و اثبات فا دونوں جائز ہوں گے والاول اولیٰ زجاج کہتے ہیں کہ اثبات فا کا جید تر ہے اس واسطے کہ فا مجازاۃ جواب شرط ہے اور جس نے فا کو حذف کیا ہے سو اس بنا پر کہ ما بمعنے الذی ہے یعنے الذی اصابکم وقع بما کسبت ایدیکم یعنی جو کوئی مصیبت مصائب میں سے پہونچے تم کو کوئی سی مصیبت ہو تو بہ سبب اُن گناہوں کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے گناہوں کی جو نسبت ہاتھوں کے طرف کی سو اس لیے کہ اکثر کام انہیں ہاتھوں سے وقوع میں آتے ہیں حضرت حسن نے فرمایا کہ مصیبت اس جگہ حدیں ہیں جو کہ معاصی پر لگائی جاتی ہیں اولیٰ حمل کرنا مصیبت کا ہے عموم پر چنانچہ وقوع نکرہ کا سیاق نفی میں اور اس پر من استغراقی کا داخل ہونا اسی عموم کا مفید ہے حضرت حسن نے جو حدود کے ساتھ مصیبت کی تفسیر فرمائی سو اس لیے کہ یہ بھی ایک فرد ہے عام مصیبت کی جو کہ اکثر وقوع ہوا کرتی ہے اُن کی غرض کچھ حصر نہیں ہے اور اسیطرح اکثر تفاسیر صحابہ و تابعین کی اسی قبیل سے ہوتی ہیں چنانچہ ضحاک نے نسیان قرآن شریف کو اعظم مصیبت ٹھیرایا ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نسیان قرآن مجید کے ساتھ نسیان سنت مطہرہ بھی ملحق ہے اور اُس پر عمل ترک کرنا اور رائے محض کو باوجود موجود ہونے سنت صحیحہ کے اُس پر اختیار کرنا بعید ذکر روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے یوں کہا ہے اخرجہ احمد وابن منیع وابن راہویہ وعبد بن حمید والحکیم الترمذی وابو یعلیٰ وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم کسی نے کہا کہ مراد اُن مصائب سے احوال مکروہ ہیں جیسے وبا غدر بیماریاں

دیتا تو ادہر اودہر راہ سے ہوجاتے اور ہلاک ہوجاتے لیکن اللہ پاک اپنے لطف و رحمت و مہر سے ہوا کو موافق حیثیت کے بہیجتا ہے جس طرح کہ بارش کو بقدر کفایت بہیجتا ہے اور اگر اُس کو نہایت درجہ بہت نازل کرتا تو مکانون کو ڈہا دیتا یا تہوڑا اُتارتا تو نہ کہیتی اُگاتا نہ میوے یہانتک کہ جو زمین مثل بلاد مصر کے ہے تو اوس زمین سے اُسکی طرف سیح بہیجتا ہے اس واسطے کہ اُن کو بارش کی حاجت نہین ہے اور اگر اُن پر بارش کا پانی نازل کرے تو اُن کے مکانات ڈہاوے اور اُن کی دیوارین گرادے قولہ تعالے ویعلم الذین یجادلون الآیۃ کا مطلب ہے کہ اُن کو ہمارے پاس نعمت سے کوئی بہاگنے کی جگہہ نہین ہے کیونکہ وہ تو ہماری قدرت کے سبب تتمہ مین کذا فی ابن کثیر **ف** نافع وابوعمرو نے الجوار باثبات یا پڑہا ہے وصل مین رہا وقف سو اثبات اُس کا اصل سبب ہے اور حذف واسطے تخفیف کے ہے اس لیے کہ یارات زوائد سے ہے غرضکہ حذف یا خط مین اور اثبات و حذف وصلا و وقفا قرارت سبعیہ مین جوار جمع ہے جاریہ کی یعنے کشتیان چلنے والی اعلام جمع ہے علم کی علم کہتے ہین پہاڑ کو اسی معنے سے خنسار کا قول ہے اپنے بہائی صخر کے مرثیہ مین ؎

کانہ علم فی راسہ نار	وان صخرا لتاتم الھداۃ بہ

خلیل نے کہا ہر شے مرتفع علم ہے نزدیک عرب کے مجاہد نے کہا اعلام قصور ہین یعنے محل آن احد اس کا علم ہے بالجملہ جوار کا موصوف محذوف ہے اے السفن الجوار فی البحر قرینہ فی البحر کا موجود ہے اور فی البحر اور کالاعلام اُس سے متعلق ہین اور اگر جوار کو اسم جامد کہو گے تو یہ دونون اس سے حال ہون گے یا اُس کی صفت ان یشا کو جمہور نے بہمزہ پڑہا ہے اور ورش نے نافع سے بدون ہمزہ الریح کو جمہور نے مفرد اور نافع نے الریاح جمع پڑہا ہے فیظللن کو جمہور نے بفتح لام اولی پڑہا ہے جو کہ عین فعل ہے اور یہی قیاس ہے اس لیے کہ ماضی بکسر عین ہے اور قتادہ نے بکسر لام اولی اور یہ شاذ ہے اور ایک لغت قلیل ہے زمخشری نے کہا کہ ظل یظل و یظل سے ہے جیسے ضل یضل و یضل شیخ نے کہا ایسا نہین ہے جیسا کہ زمخشری نے کہا ہے اس لیے کہ یضل بفتح عین ضللت ماضی بکسور العین سے ہے اور یضل بالکسر ضللت ماضی مفتوح العین سے ہے اور یہ دونون قیاسی ہین یعنے اُن مین سے ہر ایک کی ایک اصل ہے کہ اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے بخلاف ضل کے کیونکہ اس کی ماضی فقط مکسور العین ہے بالجملہ ظل افعال ناقصہ سے ہے نون اسکا اسم ہے اور رواکد خبر پہر یہی جائز ہے کہ ظل یہان بمعنے صار ہو اس لیے کہ وقت ظلول دن کا وقت ہوتا ہے سو یہ معنے نہین کہ کشتیان فقط دن مین دریا کی پشت پر ٹہیری ہوئی رہجاتی ہین بلکہ مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر ہوا کو تہام دے تو وہ دریا کی پشت پر ٹہیری رہجاتی ہے

اسی پر محبت منیق کہ دن کو یارات کو یہ مضمون نہین کا ہے مدو اکد اے عبرن ساکن ثوابت وقوفا

تمہارا سوا اللہ کے کوئی ولی کہ تم سے دوستی کرے پھر اللہ کی جاری کی ہوئی شے کو تم سے روکے اور نہ کوئی مددگار ہے
کہ دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے تمہاری مدد کرے پھر اللہ سبحانہ نے ایک اور نشانی ذکر کی ان بڑی
نشانیوں میں سے جو دال ہیں وجود آقا و حکیم پر اور اس کی توحید و صدق وعدہ پر پس ارشاد فرمایا وَمِنْ
اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ
ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ۝ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ
یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ۝ اور ایک اسکی نشانی ہے چلتے ہیں جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر
چاہے تھام دے باؤ پھر رہجاویں سارے دن ٹھیرے اس کی پیٹھ پر بیشک اس میں پتے ہیں ہر ٹھیرنے والے
کو جو حق مانے یا تباہ کردے ان کو ان کی کمائی سے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور جانیں جو لوگ کہ جھگڑتے
ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں ان کو بھاگنے کی جگہ ف جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اُس
وقت عاجز ہو جاویں گے انتھے ف جو نشانیاں کہ اللہ پاک کی قدرت باہر و سلطان قاہر پر دلالت
کرتی ہیں ان میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے دریا کو مسخر کیا ہے تا کہ اس میں کشتیاں چلیں اس کے
حکم سے وہ یہی جہاز ہیں جو کہ دریا میں چلتے ہیں كالاعلام اے كالجبال یہ قول مجاہد و حسن و سدی و ضحاک
کا ہے یعنے یہ جہاز دریا میں مثل پہاڑوں کے ہیں جنگل میں اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ الآیہ کے یہ معنے ہیں کہ
اگر اللہ پاک چاہتا تو تھام دیتا اس ہوا کو جو کہ جہازوں کو لیکر دریا میں چلتی ہے یہانتک کہ جہاز حرکت نہ
کرتے بلکہ ٹھیرے ہوئے رہ جاتے نہ آتے نہ جاتے بلکہ دریا کی ظہر پر ٹھیرے رہتے علے ظہرہ کے معنے ہیں سطح
روئے آب اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ یعنے بیشک اس بات میں کہ اللہ پاک نے دریا کو مسخر
کیا اور ہوا چلائی بقدر اس کے جس کی طرف اپنے چلنے کے واسطے حاجتمند ہوتے ہیں البتہ
نشانیاں ہیں اللہ پاک کی نعمتوں پر جو کہ اس کی خلق پر ہیں واسطے ہر اس شخص کے جو بڑا صبر کرنے والا
ہے سختیوں میں اور بڑا شکر کرنے والا ہے راحتوں میں اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا یعنے یا اگر چاہتا تو تباہ
کر دیتا جہازوں کو اور ڈبا دیتا ان کو بسبب گناہ ان کے لوگوں کے جو کہ ان میں سوار ہیں وَیَعْفُ عَنْ
كَثِیْرٍ یعنے ان کے بہت گناہوں سے عفو کرتا ہے اور اگر ان کو پکڑتا ان کے ساری گناہوں کے سبب تو
ہلاک کر ڈالتا ہر ایک کو جو جہاز میں سوار ہے بعض علمائے تفسیر نے کہا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر
چاہتا تو زور دار سرکش ہوا بھیجدیتا تو وہ جہازوں کو پکڑ لیتی اور انکو سیدھی چال سے تباہی کی حالت میں
دائیں بائیں طرف پھیر دیتی پھر وہ نہ کسی راہ پر چلتی نہ طرف جہت مقصود کے یہ قول متضمن ہے انکے
ہلاک کرنے اور مناسب ہے اول آیت سے وہ یہ ہے کہ اگر چاہتا تو ہوا کو تھام دیتا تو جہاز ٹھیر جاتے یا اس کو زور کا

ہے جیسے کہ ثبوت قراءت باکا من یتقی و یصبر میں ہے دوسرا یہ ہے کہ فعل مرفوع ہو اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی کہ وہ
بہت گناہوں سے عفو فرماتا ہے بعض اہل مدینہ منورہ نے نصب پڑھا ہے بعد واو کے ان ناصبہ مقدر کیا ہے
جس طرح کہ فیغفر لمن یشاء میں بعد حرف فا کے تین وجہ سے پڑھا گیا ہے اور یہاں ان مع فعل کے موول بمصدر ہو کر
معطوف ہوگا اس مصدر پر جو کہ اگلے فعل سے متوہم ہے تقدیر یہ ہے او یقع ایباق و عفو عن کثیر پس نصب کی
قراءت مثل قراءت جزم کے ہے معنے میں مگر اتنی بات ہے کہ نصب والی میں تو عطف مصدر موول کا ہے مصدر
متوہم پر اور جزم والی میں عطف فعل کا ہے اپنے مثل پر کذا فی السمین اسی باب سے نابغہ کا شعر ہے ؎

فان یہلک ابو قابوس یہلک	ربیع الناس والشہر الحرام
ونأخذ بعده بذناب عیش	اجب الظہر لیس له سنام

بنصب نأخذ **قولہ سبحانہ** ویعلم الذین یجادلون فی آیاتنا جمہور نے یعلم کو منصوب پڑھا ہے
زجاج نے کہا بنا بر صرف یعنی صرف کے پھیرنا عطف علی اللفظ کا طرف عطف علی المعنے کے کہا اور یہ اس
طرح ہوا کہ جب عطف ویعلم کا مجزوم ہو کر ماقبل پر بہتر نہ ٹھیرا کیونکہ معنے یہ ہوتے ہیں کہ اگر چاہے تو جانیں
وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو اس طرف عدول کیا کہ جو فعل یعلم سے قبل تھا اس کے مصدر پر
عطف ٹھیرایا اور یہ نہیں ہو سکتا ہے مگر یاں طور کہ یعلم سے پہلے حرف ان مقدر کریں تاکہ ان مع فعل کے اسم
کی تاویل میں ہو جاوے چنانچہ اسی باب سے نابغہ کے شعر میں جن کا ذکر ہو چکا ہے جس طرح زجاج نے کہا ہے
اسی طرح مبرد و ابو علی فارسی نے بھی کہا ہے اس وجہ پر یہی بات سے اعتراض کیا گیا ہے جس کے تحت میں کچھ
فائدہ نہیں ہے کسی نے کہا کہ اس کا نصب اس بنا پر ہے کہ تعلیل محذوف پر معطوف ہو تقدیر
یہ ہے لینتقم منہم و یعلم شیخ ابو حیان وحقانی نے اس پر یوں اعتراض کیا ہے کہ مترتب ہوا ایک قوم
کا اہلاک اور ایک قوم کی نجات مترتب ہوئی ہے تو اب لینتقم منہم کی تقدیر حسین نہ ہوگی کیونکہ ماقبل میں
دو امر تھے یعنی اہلاک و نجات سو یہ ایک امر کی علت ہوئی ایک امر خالی رہ گیا محلی نے بھی نصب کی توجیہ
میں یہی وجہ اختیار کی ہے اسے لیغرقہم لینتقم منہم و یعلم کرخی نے ابو حیان پر رد کر کے کہا بلکہ تقدیر لینتقم
منہم کی حسین ہے جس طرح کہ ہمارے شیخ شافعی نے یعنی محلی نے کہا ہے اس لیے کہ مقصود فقط اہلاک کی
تعلیل ہے جس کی تقدیر محلی نے لیغرقہم کہہ کر کی ہے اس واسطے کہ و یعلم علت معطوفہ سے مناسب ہی
ہے واللہ اعلم نافع و ابن عامر نے برفع یعلم پڑھا ہے بنا بر استیناف یعنی اس بنیاد پر کہ یہ جملہ فعلیہ ہو یا
اسمیہ پس فعلیہ ہونے پر تو موصول فاعل ہوگا یعلم کا اور اسمیہ کی بنا پر مفعول ہوگا اور فاعل یعلم کا ضمیر
مستتر ہوگی راجع طرف مبتدا کے تقدیر کے اور ہو یعلم الذین یہ قراءت ظاہر ہے باعتبار اللفظ کے ۔

لہ یعنی ان یہلک ابو قابوس یہلک ربیع الناس اور شہر الحرام واخذنا بعده بذناب عیش مجبوب الظہر لیس له سنام ہو

یعنے پھر ہو جائین وہ کشتیان ساکن و ثابت ٹھیری ہوئی جب پانی اور ہوا و کشتی ساکن ہوجاتی ہے تو بولتے ہین
رکد الماء و رکدت الریح و رکدت السفینۃ رکودا اور ہر شے جو کسی جگہہ مین ثابت ہو تو وہ راکد ہے ترازو سب برابر
ہو جاتی ہے تو کہتے ہین رکد المیزان و رکد القوم یعنے قوم ساکن ہو گئی مراکد وہ مواضع ہین جنمین انسان
وغیرہ ساکن ہوتے ہین علے ظہرہ کے یہ معنے ہین کہ وہ کشتیان دریا کی پشت پر ساکن ہو جاتی ہین چلتی نہین
حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے یتحرکن ولا یجرین فی البحر یعنے حرکت کرتی ہین لیکن دریا مین چلتی
نہین ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور یعنے بیشک کشتی کے حال مین جس کا ذکر ہوا
البتہ بڑی دلالتین ہین واسطے ہر اُس شخص کے جو کہ کثیر الصبر ہے بلا پر کثیر الشکر ہے نعمت پر اسواسطے کہ یہ ان
کے دو شکر سے ہین آدہا تو صبر ہے یعنے باز رہنا ہے معاصی سے اور آدہا شکر ہے یعنے واجبات کو ادا کرنا
قطرب فرماتے ہین صبار شکور وہ ہے کہ جب اسکو نعمت دی جائے تو شکر کرے اور جب بلا مین
مبتلا ہو تو صبر کرے عون بن عبد اللہ کہتے ہین پس بہت سے نعمت یافتہ ناشکر ہین اور بہت سے
بلا رسیدہ صبر ہین او یوبقہن معطوف ہے یسکن پر ایباق بمعنے اہلاک ہے محاورہ مین بولتے ہین
اوبقہ اے اہلکہ یعنے اُسکو ہلاک کر ڈالا معنے یہ ہین یعنے ہلاک کر ڈالے اُن کشتیون کو ساتھ ڈبا دینے
کے بقول حضرت ابن عباسؓ کا ہے مراد اہل کشتی ہین بما کسبوا یعنے بسبب اُن گناہون کے جو انہون نے
کمائے کسی نے کہا اس سبب سے کہ اُنہون نے شرک کیا قول اول اولے ہے اس لیے کہ دریا مین مشرک و
غیر مشرک دونو ہلاک ہوتے ہین ویعف عن کثیر یعنے اور عفو کرتا ہے بہت سے کشتی والون سے بایں
طور کہ تجاوز فرماتا ہے اُن کے گناہون سے تو غرق سے اُن کو نجات دیدیتا ہے جمہور نے یعف کو بجزم
پڑہا ہے جواب شرط پر عطف کیا ہے قشیری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اس قراءت مین اشکال ہے
کیونکہ معنے یہ ہین اگر چاہے تو تھام دے ہوا کو پس وہ کشتیان رہجاتی ہین ٹھیری ہوئی یا اُن کو ہلاک
کر ڈالے بسبب گناہون کشتی والون کے تو ایباق و یعف کا عطف اس پر خوب نہین ہے اس لیے کہ
معنے یہ ہو جائین گے کہ اگر چاہے تو معاف کر دے حالانکہ یہ معنے نہین ہین بلکہ معنے تو خبر دینا عفو کا ہے
بدون شرط مشیت کے پس اب عطف مجزوم پر ہوگا لفظ کی جہت سے نہ معنے کے اعتبار سے اور ایک
قوم نے ویعفو برفع پڑہا ہے یہ قراءت معنے مین جید ہے شیخ ابو حیان کہتے ہین کہ قشیری نے
جو یہ کہا سو جید نہین ہے اس لیے کہ ترکیب کی مدلول کو نہین سمجہا معنے یہ ہین مگر یہ کہ اللہ تعالے اگر
چاہے تو ایک لوگون کو ہلاک کر دے اور ایک لوگون کو نجات دے بطور عفو کے اُن سے اعمشؒ نے
ویعفو برفع پڑہا ہے اس مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ مثل مجزوم کے ہو اور حرف واو مجزوم مین ثابت ہے

لو تحرک القصبہ مین عینہ شرح اور حیل سے سبب ہے خفیف نقل کیا ہے رحمہ اللہ

کسی نے یعلم کو مجزوم پڑہا ہے ماقبل کے فعل مجزوم پر عطف کیا ہے بایں معنے کہ اگر اللہ چاہے تو جمع کرے درمیان
اہلاک و نجات و تحذیر کے **قولہ تعالے** مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيصٍ مالہم خبر مقدم اور من محیص مبتدا موخر زیادت حرف
من کما قالہ الجمل اور جملہ نفی قائم مقام دو مفعول یعلم کے ہے اور نفی معلق ہے عمل سے کما قالہ المحلی **قطرب**
نے کہا مالہم من فرار ولا مہرب من العذاب یعنی نہین ہے واسطے اُن کے بہاگنا اور نہ جگہہ بہاگنے کی عذاب سے
سدی نے کہا نہین ہے واسطے اُن کے کوئی ملجا یعنے جائے پناہ محیص ماخوذ ہے اس قول عرب سے حاص البعیر
حیصۃ اذا رمی بہ اور اسی معنے سے یہ قول ہے فلان یحیص عن الحق یعنے فلان مائل ہوتا ہے حق سے **پہر جب**
اللہ پاک اپنی وحدانیت و کمال قدرت کی دلائل بیان کرچکا تو بعد اس کے دنیا سے نفرت دلانے کا ذکر کیا اور
اُس کی تحقیر شان کا اس لیے کہ دلیل سے مانع یہی دنیا مین رغبت ہے پس ارشاد فرمایا فَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ
الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ
كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ○ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ
وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ○
سو جو ملا ہے تم کو کچھ چیز ہو سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور جو اللہ کے یہان ہے بہتر ہے اور رہنے والا واسطے ایمان
والون کے جو اپنے رب پر بہروسا رکہتے ہین اور جو بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی سے اور جب غصہ آوے
وہ معاف کرتے ہین اور جنہون نے حکم مانا اپنے رب کا اور کہڑی کی نماز اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے
اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے چڑہائی تو وہ بدلا لیتے ہین **ف** مشورے سے
کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا **ف** یعنی کافرون سے جہاد کرتے ہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر
کہتے ہین اللہ تعالی دنیا کی زندگی و زینت کی تحقیر اور جو کچھ اُس مین تازگی و رونق و عیش و آرام فانی ہے
اُس کی حقارت بیان فرماتا ہے کہ جو کچھ تم نے حاصل و جمع کیا ہے سو مت مغرور ہو وہ تو برتنا ہے دنیا
کے جیتے اور دنیا ایک خانہ دنی و خسیس ہے بالضرور فانی و زائل ہونے والا ہے اور جو اجر و ثواب اللہ تعالی کا ہے
سو وہ دنیا سے بہتر ہے اور باقی و سرمدی ہے پس تم فانی کو باقی پر مقدم مت کرو اور اسی لیے یون فرمایا
لِلَّذِينَ آمَنُوا یعنے واسطے اُن کے جنہون نے اپنے نفوس کو حجاب لذتون کے چھوڑنے پر دنیا مین وَعَلَىٰ
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور واسطے اُن کے جو اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین تاکہ اُن کی اعانت کرے صبر پر ادائے
واجبات و ترک محرمات مین پہر فرمایا والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش یعنے اور وہ جو بچتے ہین
بڑے گناہون سے اور بیحیائی سے سورہ اعراف مین اثم و فواحش پر کلام گزرچکا ہے **واذا ما غضبوا ہم**
یغفرون یعنے اُن کی طبیعت اس کی مقتضی ہے کہ لوگون سے عفو و درگزر کرتے ہین اور لوگون سے بدلا

الذین آمنوا سے یا اُس سے بدل ہے یا محل نصب میں ہے بنا بر اضمار اعنی والاول اولیٰ معنے یہ ہین کہ جو ثواب اللہ تعالیٰ
کے پاس ہے وہ بہتر و باقی تر ہے واسطے اُنکے جو ایمان لائے اور واسطے اُن کے جو بچتے ہین کبائر اثم و فواحش
سے کبائر سے مراد ذنوب ہین یعنے گناہ اس کی تحقیق سورہ نساء مین گذر چکی ہے شیخ شیوخنا علامہ شوکانی رحمہ
اللہ تعالےٰ نے ارشاد الفحول مین اس کی بحث خوب تحریر فرمائی ہے جمہور نے کبائر بجمع پڑھا ہے اور حمزہ
وکسائی نے کبیر بافراد جو مفاد کبائر کا ہے اُسی کے یہ بھی مفید ہے کیونکہ اضافت واسطے جنس کے ہے
مثل لام کے اور رسم کریم دونون قراءتون کی محتمل ہے فواحش منجملہ کبائر ہین لیکن یہ موصوف ہونے
ان کے کے فاحشہ گویا کبائر سے فوق ہین جیسے زنا و قتل اور مثل انکے مقاتل نے کہا ہے فواحش وہ
گناہ ہین جو کہ حدون کو واجب کرنے والے ہین سدی نے کہا کہ زنا ہے پس عطف فواحش کا کبائر
پر عطف خاص بر عام و عطف بعض بر کل کے باب سے ہے اس لیے کہ کبائر کبھی حد کے موجب نہین ہوتے
ہین جیسے غیبت و نمیمہ کہ منجملہ کبائر ہین اور موجب حد نہین ہین وَاِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُوْنَ یعنے
اور جس وقت خفا ہون تو وہ تجاوز و درگذر کرتے ہین اُس گناہ سے جو کہ اُن کو غصے مین لایا
ہے اور پی جاتے ہین غصے کو اور حلم کرتے ہین اُس شخص پر جس نے اُن پر ظلم کیا ہے غضب کو غفران کے
ساتھ اس لیے خاص کیا ہے کہ استیلا و غلبہ غضب کا انسان کی طبیعت پر نہایت سخت ہوتا ہے تو وہ
اس کو وقت جوش غضب کے نہین بخشتا ہے مگر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ پاک نے کھول دیا ہے اور مزید
و شرف علم و بردباری کے ساتھ اُس کو اختصاص بخشا ہے اسی لیے اللہ پاک نے سورہ آل عمران مین اُن
لوگون کی ثنا و صفت کی ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ابن زید نے کہا کہ اللہ پاک
نے مومنین کی دو قسمین ٹھیرائی ہین ایک قسم تو وہ ہین جو اپنے ظالم سے معاف کرتے ہین سو ابتدا اُن کی
ذکر کی اور ایک قسم وہ ہین کہ اپنے ظالم سے بدلا لیتے ہین یہ وہ لوگ ہین جن کا ذکر آگے آتا ہے وَ
الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ یعنے وہ لوگ جنہون نے اجابت کی اپنے رب کی طرف
اُس شے کی جس کی طرف اُس نے اُن کو بلایا اور جو چیز اُن پر واجب کی اُس کو قائم کیا یعنے فریضہ نماز ابن زید
نے کہا یہ لوگ انصار ہین مدینے مین اُنہون نے رسول پر ایمان لانے کی دعوت قبول کی جب کہ اُن کی طرف
روانہ کیے بارہ سردار اُن مین سے ہجرت سے قبل اور قائم کی نماز اُس کے وقتون پر مع اُس کے شروط و ہیآت
کے قالہ القرطبی ونحوہ فی البیضاوی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنے مشورہ کرتے ہین آپس مین اور جلدی
نہین کرتے ہین اور نہ رائے کے ساتھ منفرد ہوتے ہین شوریٰ مصدر ہے شاورتہ کا مثل البشریٰ و قربیٰ
ضحاک نے کہا یعنی شوری مشورہ کرنا ہے انصار کا جب کہ اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غورث بن الحارث سے عفو فرمایا جس نے کہ آپ کے ناگاہ قتل کا ارادہ کیا تھا جب کہ
اُس نے آپ کی تلوار برہنہ کر لی تھی اور آپ سو رہے تھے پھر آپ جاگ اُٹھے اور تلوار ننگی اُس کے ہاتھ میں تھی پھر آپ
نے اُس کو جھڑکا تو اُس نے تلوار اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور آپ نے اُس کے ہاتھ سے لے لی اور اپنے اصحاب
کو بلایا پھر اپنے ماجرا کی اور اُس شخص کے حال کی اُنکو خبر دی اور اُس سے عفو کیا اور اسی طرح آپ نے لبید بن اعصم
سے عفو فرمایا جس نے آپ پر سحر کیا تھا اور باوجود اس کے نہ آپ نے اُس کے واسطے کوئی تعریض کی اور نہ اُس پر
عتاب فرمایا حالانکہ اُس پر آپ کو قدرت حاصل تھی اور اسی طرح آپ نے یہودی عورت سے عفو فرمایا یہ عورت
زینب نام مرحب یہودی خیبری کی بہن تھی اس شخص نے محمود بن سلمہ کو قتل کیا تھا اس عورت نے بکری
کے دست میں زہر ملایا تھا خیبر کے دن پھر دست نے آپ کو اس کی خبر دی تھی پس آپ نے اُس عورت کو بلایا تو
اُس نے اقرار کر لیا پھر آپ نے فرمایا کون شے تجھ کو اس پر باعث ہوئی تھی تو وہ بولی میں نے ارادہ کیا کہ اگر آپ
نبی ہیں تو زہر آپ کو ضرر نہ دیگا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے پھر آپ نے اُس کو رہا کر دیا
لیکن جب کہ بشیر بن براء رضی اللہ عنہ اس زہر سے مر گئے تو آپ نے اُن کے عوض میں اس عورت کو قتل کر ڈالا
احادیث و آثار اس باب میں بہت ہیں واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **ف** فتح البیان کا بیان ہو توضیح یہ ہے
لوگو تم کو جو آسودگی و فراخی رزق و روزی و اثاثات و سامان دنیا میں دی گئی ہے سو یہ تو صرف ایک متاع
قلیل ہے جس سے تھوڑے دنوں میں برت لیا جاتا ہے پھر وہ منقضی و زائل ہو جاتی ہے کسی نے خوب کہا ہے

إِنَّمَا الدُّنْيَا فَنَاءٌ ۔ لَيْسَ لِلدُّنْيَا ثُبُوتٌ
إِنَّمَا الدُّنْيَا كَبَيْتٍ ۔ نَسَجَتْهُ الْعَنْكَبُوتُ

یعنے دنیا تو ہی فنا ہے دنیا کو کسی طرح کا ثبات نہیں ہے دنیا تو صرف مثل اُس گھر کے ہے جس کو مکڑی نے
تن بن دیا ہے غرضکہ دنیا کی تو یہ گت ہے جو مذکور ہوئی پھر اللہ پاک نے ثواب آخرت میں اور اُس نعیم مقیم
میں اُن کو رغبت دلائی جو اُس کے پاس ہے پس ارشاد فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى یعنے جو ثواب طاعات
کا اللہ تعالی کے پاس ہے اور اُن پر جزا ساتھ روضات جنات کے وہ بہتر ہے متاع دنیا سے اور بہت باقی
رہنے والا ہے کیونکہ وہ دائم ہے منقطع نہ ہوگا اور متاع دنیا کی جلد تمام ہو جاتی ہے پھر اللہ پاک نے بیان
کیا کہ یہ ثواب باقی کن لوگوں کے لیے ہے تو فرمایا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ یعنے واسطے اُن کے جنہوں نے تصدیق
کی اور عمل کیا اُس شے پر جس کو ایمان واجب کرتا ہے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں نہ اُس کے غیر پر یعنی
اپنے کام اُس کے سپرد کرتے ہیں اور اپنے کل حالات میں اُسی پر اعتماد رکھتے ہیں کہا ہے کہ یہ آیت حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جب کہ اُنہوں نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا اور لوگوں
نے اُنکو ملامت کی وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ موصول محل جر میں ہے معطوف ہے

ذکر بھی معرض مدح میں فرمایا ہے اس لیے کہ جس نے بغی کی ہے اُس کے واسطے ذلیل ہونا اُن لوگون کی صفات سے
نہین ہے جن کے واسطے اللہ پاک نے عزت رکھی ہے جہان کہ فرمایا ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ پس جیسا عفو وقت غصے کے فضیلت ہے ویسا ہی بدلا لینا بغی کے وقت فضیلت ہے ابن المنذر
رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اللہ پاک نے بغی مین بدلا لینے کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین اور دوسری جگہ جرم سے
عفو کرنے کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین تو اب یہ احتمال ہے کہ دونون مین کا ایک دوسرے کا رافع ہو یہ بات
راجح ہو طرف دو حالتون کے ایک تو یہ حالت ہے کہ باغی فجور کا اعلان و اظہار کرتا ہو اور صغیر و کبیر کو ایذا دیتا
ہو تو اب اُس سے بدلا لینا افضل ہے دوسری حالت یہ ہے کہ وقوع بغی کا اُس شخص سے ہو جو کہ معروف بدلیت
ہے اور مغفرت کا سوال کرتا ہو تو یہان عفو افضل ہے اسی طرح کیا طبری نے بھی اپنے کلام مین ذکر کیا
ہے نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مومنین مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ اپنے نفس کو ذلیل کرین تو سفہا
و فساق اُن پر جری ہو جائین لیکن یہ بدلا لینا مشروط باین شرط ہے کہ اللہ پاک نے جو امر ٹھیرا دیا ہے اُس
پر قصر کرین اور اُس سے آگے نہ بڑہین چنانچہ خود اللہ پاک نے بعد اس کے اُس کو یون بیان فرمایا ہے وَجَزٰٓؤُا

سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَلَمَنِ انْتَصَرَ

بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی

الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

اور برائی کا بدلا ہے برائی ویسی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے سو اُس کا ثواب ہے اللہ کے ذمے
بیشک اُس کو خوش نہین آتے گنہگار اور جو کوئی بدلا لے اپنے ظلم پر سو اُن پر نہین الاہنا الاہنا تو اُن پر
جو ظلم کرتے ہین لوگون پر اور دھوم اٹھاتے ہین ملک مین ناحق اُن لوگون کو ہے دکھ کی مار اور البتہ جس نے
سہا اور معاف کیا بیشک یہ کام ہمت کے ہین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ قولہ
تبارک و تعالیٰ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُہَا مثل اس آیت کے ہے فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ اور مثل اس آیت کریمہ کے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ
الآیۃ پس اللہ پاک نے عدل کو مشروع کیا ہے مراد قصاص ہے اور فضل کی طرف رغبت دلائی ہے اور وہ
عفو ہے کما قال سبحانہ و تعالیٰ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ فَہُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ اور اسی لیے یہان
یون فرمایا ہے فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ یعنے یہ عفو کرنا اللہ کے پاس ضائع نہ ہوگا چنانچہ یہ بات حدیث
شریف مین صحیح ہوئی ہے اور نہین زیادہ کی اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو بسبب عفو کے مگر عزت قولہ تعالیٰ
اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ای المعتدین یعنے اللہ دوست نہین رکھتا ہے زیادتی کرنے والون کو مراد شروع

ہوئی اور نقبا اُن کی طرف وارد ہوئے جس وقت کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں اُن کی رائے متفق ہوئی اس پر
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں کسی نے کہا کہ مراد اُن کا مشورہ کرنا ہے
ہر کام میں جو اُن کو پیش آتا ہے سو اختیار نہیں کرتا ہے بعض اُن کا بعض پر ساتھ رائے کے ابن العربی
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں الشوریٰ الفۃ للجماعۃ ومسبار للعقول وسبب الی الصواب وما
تشاور قوم قط الا ہدوا یعنے شوریٰ الفت ہے واسطے جماعت کے خوب جانچنے والا ہے واسطے
عقلوں کے سبب ہے ٹھیک سیدھی کے کبھی کسی قوم نے مشورہ نہیں کیا مگر اُن کو ہدایت ہوئی مطلب یہ کہ جس
کام میں مشورہ کرتے ہیں تو مشورے کی برکت سے اُس کام کی سیدھی راہ مل جاتی ہے پس اللہ پاک نے کاموں
میں مشورہ کرنے کی خصلت کی مدح فرمائی ہے سبب مدح کرنے اُن لوگوں کے جو اُس کا امتثال کرتے ہیں بشار بن برد
نے کیا خوب کہا ہے ؎

إذا بلغ الرأي المشورة فاستعن	برأي نصيح أو نصيحة حازم
ولا تجعل الشورى عليك غضاضة	فريش الخوافي قوة للقوادم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ سے اپنے امور میں مشورہ فرمایا کرتے تھے اور اللہ پاک نے آپ کو اُس کا
امر فرمایا پس ارشاد کیا وشاورھم فی الامر پس مشورہ کرنا آرا میں بہت ہے اور احکام میں آپ ان سے
مشورہ نہیں لیتے تھے اس لیے کہ احکام مع جمیع اقسام فرض و ندب و مکروہ و مباح و حرام کے اللہ پاک کے
پاس سے منزل ہیں سو صحابہ کرام بعد آپ کے سو وہ احکام میں مشورہ کیا کرتے تھے اور کتاب عزیز و سنت
مطہرہ سے اُن کا استنباط فرماتے تھے پہلے پہل جس کام میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا وہ امر خلافت
ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نص نہیں فرمائی تھی اور اہل ردت کے بارے صحابہ نے مشورہ
کیا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی رائے قتال پر مستقر ہوئی چنانچہ اسی پر عمل درآمد ہوا اور مشورہ
کیا صحابہ نے بعد آپ کے حد شرب میں یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا ہرمزان سے جب کہ وہ
مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا اس کا قصہ جس جگہ مذکور ہے آل عمران میں شوریٰ پر کلام گزر چکا ہے ومما
رزقنہم ینفقون یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہیں راہ خیر میں اور اس کو محتاجوں پر
خیرات کرتے ہیں پھر اللہ پاک نے اُس گروہ مومنین کا ذکر کیا جو اپنے ظالم سے بدلا لیتا ہے پس ارشاد
فرمایا والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون یعنے اور وہ لوگ کہ جس وقت پہنچے اُن کو یعنی
اُس شخص کی جس نے اُن پر بغاوت کی بغیر حق کے تو وہ انتقام لیتے ہیں اپنے ظالم سے بغیر تعدی کے اللہ
پاک نے جس طرح کہ غصے کے وقت مغفرت کا ذکر کیا ہے معرض مدح میں اسی طرح ان بدلا لینے والوں کا

داخل ہوئین مجھ پر زینب اور وہ خفا تھین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کافی ہے آپ کو جب کہ لوٹ
دین واسطے آپکے حضرت ابوبکر کی بیٹی اپنے کرتے کو پھر وہ مجھ پر متوجہ ہوئین تو مین نے ان سے منہ پھیر لیا یہانتک
کہ مجھ سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یعنے مقابلہ کر پس بدلا لے پھر مین اُن پر متوجہ ہوئی یہانتک
کہ مین نے اُن کے تھوک کو دیکھا کہ اُن کے منہ مین خشک ہوگیا تھا نہین رد کرتی تھین مجھ پر کچھ یعنے ہار گئین
اُن سے کچھ جواب نہ بنا پس مین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک جھل جھلاتا تھا۔

فتح البیان مین ہے کہ نسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
فرمایا بی بی زینب مجھ پر داخل ہوئین اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے سو وہ مجھ پر متوجہ ہوئین
تو مجھے بُرا کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو جھڑکا تو وہ باز نہ ہوئین پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو سب کر سو مین نے اُن کو بُرا کہا یہانتک کہ اُن کا تھوک اُن کے منہ مین خشک
ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے مارے چمچماتا تھا امام احمد و مسلم و ابوداؤد
و ترمذی و ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا مِنْ شَیْءٍ فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ ثُمَّ قَرَأَ وَجَزَاءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ
مِّثْلُهَا انتہی یعنے دو شخص آپس مین گالی دینے والے جو کچھ اُنھون نے کہا سو گناہ اُس کا ابتدا کرنیوالے
پر ہے یہانتک کہ زیادتی کرے مظلوم پھر آیت مذکور پڑھی بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے کہ بددعا کی اُس شخص پر جس نے اُس پر ظلم کیا تو
مقرر اُس نے بدلا لے لیا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ وَاسْمُهٗ مَیْمُوْنٌ
ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِهٖ وَقَدْ تَکَلَّمَ فِیْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ **قولہ عز وجل اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی
الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ** یعنے حرج و محنت جو ہے سو انہین لوگون پہ
جو کہ ظلم کرتے ہین لوگون پر اور بغاوت کرتے زمین مین ناحق یعنے ابتدا کرتے ہین ظلم کی لوگون پر جس طرح
کہ حدیث صحیح مین آیا ہے المستبان ما قالا فعلی البادی مالم یعتد المظلوم **اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ** یعنے
یہ لوگ جن کا ذکر ہوا انہین کے واسطے ہے عذاب سخت درد دینے والا **ابوبکر بن ابی شیبہ** نے محمد بن
واسع سے روایت کیا ہے کہا مین مکے کو آیا تو ناگاہ خندق پر ایک پل ہے پس مجھے پکڑا پھر مجھ کو مروان بن
مہلب کی طرف لے گئے یہ امیر تھا بصرے پر سو اُس نے کہا اے ابوعبداللہ تیری کیا حاجت ہے مین نے کہا میری
حاجت اگر تو طاقت رکھے اس کی کہ تو ویسا ہووے جیسا کہ بنی عدی کا بھائی تھا تو تو ہو پھر مروان نے کہا بنی
عدی کا بھائی کون ہے مین نے کہا کہ علاء بن زیاد اُس نے ایک بار اپنے کسی دوست کو عامل بنایا تھا کسی

ہے جو کہ برائی کی ابتدا کرتا ہے پھر اللہ جل وعلا نے فرمایا وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ
یعنے اور البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے سو ان لوگون پر نہین ہے کوئی راہ یعنے جس شخص نے
اُن پر ظلم کیا ہے اُس سے بدلا لینے مین اُن پر کچھ گناہ نہین ہے ابن جریر نے ابن عون سے روایت کیا ہے کہا
مین انتصار کا پوچھا کرتا تھا ولمن انتصر الآیہ یعنے اس آیت مین جو انتصار مذکور ہے اس کا مین لوگون سے
سوال کیا کرتا تھا سو علی بن زید بن جدعان نے مجھے حدیث کی ام محمد اپنے باپ کی بی بی سے ابن عون
نے کہا لوگون نے زعم کیا ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا کرتی تھی اُس نے
کہا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر داخل ہوئے اور ہمارے پاس بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھین پس آپ اپنے
دست مبارک سے کچھ کرنے لگے آپ کو بی بی زینب کی خبر نہ تھی سو مین نے آپ کا ہاتھ پکڑا یہانتک کہ مین نے
بی بی زینب کی آپ کو خبر کر دی تو آپ رک گئے اور بی بی زینب متوجہ ہوئین بی بی عائشہ کو برا کہنے لگین پس
آپ نے بی بی زینب کو منع فرمایا سو انہون نے باز رہنے سے انکار کیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو اُن
کو سب کر سو انہون نے بی بی زینب کو برا کہا پھر وہ اُن پر غالب ہو گئین اور حضرت زینب چلین تو حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئین پھر کہا کہ ان عائشۃ تقع بکم وتفعل بکم یعنے حضرت عائشہ تم کو سخت و درشت
کہتی ہین پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئین تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ انہا حبۃ ابیک
ورب الکعبۃ یعنے بیشک عائشہ محبوبہ ہے تیرے والد کی قسم ہے رب کعبہ کی سو حضرت فاطمہ لوٹ گئین اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین نے اُن سے یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ایسا کہا تو انہون
نے ایسی ایسی بات فرمائی راوی نے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے
اور اس باب مین آپ سے گفتگو کی هٰكَذَا اَوْرَدَ هٰذَا السِّيَاقَ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ يَاْتِيْ فِيْ
رِوَايَاتِهٖ بِالْمُنْكَرَاتِ غَالِبًا وَهٰذَا فِيْهِ نَكَارَةٌ وَالصَّحِيْحُ خِلَافُ هٰذَا السِّيَاقِ كَمَا رَوَاهُ
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ الْفَاَفَاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ اِذْنٍ وَهِيَ
غَضْبٰى ثُمَّ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ اِذَا قَلَبَتْ لَكَ ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا
ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيَّ فَاَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَكِ فَانْتَصِرِيْ فَاَقْبَلْتُ
عَلَيْهَا حَتّٰى رَاَيْتُ رِيْقَهَا قَدْ يَبِسَ فِيْ فِيْهَا مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ وَهٰذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین نہین جانا مین نے جب کہ

ملہ وجہ یہی ہے کہ رات کا وقت تھا اور چراغ نہ تھا کہ سبب ظلمت کے ... بعض دشنام دہی ہے و دشنام دہی قذف و بہتان و دشنام محرم سا بات ہے نہیں ہے بلا جس طرح مرد اور عورتین آپس میں لڑائی مین کہا کرتی ہیں کو سخت و درشت باتین

سخت باتین ... مین ... سہمنا ... سخت باتین

پھر فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں کہ وہ کل حق ہیں نہیں ہے کوئی بندہ کہ ظلم کیا جاوے ساتھ کسی مظلمہ کے پھر وہ آنسو سے چشم پوشی کرے واسطے اللہ کے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عزت دیتا ہے بسبب اس کے اور مدد کرتا ہے اس کی اور نہیں کھولا کسی شخص نے دروازہ عطیہ کا کہ ارادہ کرتا ہے اس سے صلہ کا مگر زیادہ کرتا ہے اللہ اس کو بسبب اس کے کثرت اور نہیں کھولا کسی شخص نے دروازہ سوال کا کہ ارادہ کرتا ہے اس سے کثرت کا مگر زیادہ کرتا ہے اس کو اللہ عز وجل بسبب اس کے قلت وَكَذَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ وَرَوَاهُ صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ وَرَوَاهُ مِنْ طَرِيْقِ اللَّيْثِ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْمُحَرَّرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْ غَايَةِ الْحُسْنِ فِي الْمَعْنٰى وَهُوَ مُنَاسِبٌ لِلصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ **ف** فتح البیان کا بیان فائح مع توضیح ہے **وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا** اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ انتصار میں عدل یہی ہے کہ مساوات پر اقتصار کرے ظاہر اس کا عموم ہے یعنے کوئی سی جنایت ہو اس کے بدلا لینے میں برابری پر قصر کیا جاوے مقاتل و امام شافعی و امام ابوحنیفہ و سفیان رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ یہ بدلا لینا خاص ہے ساتھ مجروح کے کہ وہ انتقام لیوے جاتے ہے ساتھ قصاص کے نہ اس کے سوا مجاہد و سدی کہتے ہیں یہ جواب ہے قبیح کا جب کوئی شخص کہے اخزاک اللہ تو اس کے جواب میں کہے اخزاک اللہ یعنے اللہ تجھے رسوا کرے بغیر اس کے کہ زیادتی کرے اور جب بدلا لے لیا تو اپنی مظلمت بھر پور لے چکا اور اول بری ہو گیا اس کے حق سے اور باقی رہا اس پر گناہ ابتدا کا اور گناہ اللہ تعالیٰ کے حق کا جزاء سیئہ کا نام جو سیئہ رکھا سو یا تو اس واسطے کہ جس پر وہ آتی ہوتی ہے اس کو بری لگتی ہے یا بطریق مشاکلت کے اسلیے کہ صورت میں دونوں باہم متشابہ ہیں پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان کر دیا کہ بدلا سیئہ کا ویسی ہی سیئہ کے ساتھ حق جائز ہے تو بعد اس کے عفو کی فضیلت بیان کی پس ارشاد فرمایا **فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ** حرف فاء واسطے تفریع کے ہے یعنے جب کہ جزا میں رعایت مماثلت کی واجب ہے بدون زیادتی کے اور یہ رعایت نہایت مشکل ہے تو اولیٰ عفو و اصلاح ہے جبکہ وہ قابل اصلاح کے ہو پس اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ اس قول کے مخالف ہے کہ الحلم على العاجز محمود وعلى المتغلب مذموم یعنے عاجز پر حلم کرنا محمود ہے اور متغلب پر مذموم ہے معنے یہ ہیں کہ جس شخص نے عفو اس شخص سے جس نے اس پر ظلم کیا اور صلاح کی ساتھ عفو کے درمیان اپنے اور اپنے ظالم کے تو اجر اسکا اللہ پر ہے یعنے وہ ضرور اس پر اس کو اجر دے گا **اجر** کو جو مبہم کہا سو اس پر کو منظور ہے اسکی تعظیم شان ہے اور آگاہ کرتا ہے اس کی جلالت و بزرگی پر یعنے ایسا عظیم الشان اجر ہے کہ اس کی عظمت بیان سے باہر ہے مقاتل نے کہا پس عفو اعمال صالحہ سے ہوا اسکا بیان سورہ آل عمران

سنان پر یعنے کسی جگہہ کی اُس کو حکومت دی تھی سو علاء نے اُس کو خط لکھا اَمَّا بَعْدُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا تَبِيْتَ اِلَّا وَظَهْرُكَ خَفِيْفٌ وَبَطْنُكَ خَمِيْصٌ وَكَفُّكَ نَقِيَّةٌ مِّنْ دِمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمْوَالِهِمْ فَاِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ سَبِيْلٌ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ الاٰية یعنے بعد حمد و صلوٰۃ کے پس اگر تو طاقت رکھے اس کی کہ رات بسر نہ کرے تو مگر اس حال میں کہ تیری پیٹھ ہلکی ہو اور تیرا پیٹ پتلا ہو اور تیری ہتیلی صاف ہو مسلمانوں کے خونوں اور مالوں سے پس بیشک تو نے اگر یہ کیا تو نہیں ہے تجھ پر کوئی راہ یعنے کسی طرح کا حرج و گناہ و راہ جو ہے سو نہیں مگر اُن پر جو کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر الاٰیہ پس مروان بولا واللہ اس نے سچ کہا اور نصیحت و خیر خواہی کی پھر کہا اے ابو عبد اللہ تیری کیا حاجت ہو میں نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے لاحق کردے میرے گھر والوں سے کہا ہاں رواہ ابن ابی حاتم پھر اللہ تعالیٰ نے جب کہ ظلم و اہل ظلم کی مذمت فرمائی تو عفو و درگذر کرنے کی طرف رغبت دلائی ارشاد فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ یعنے البتہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور برائی کا ستر کیا اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سعید بن جبیر نے کہا یعنی بیشک البتہ حق امور سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے یعنے البتہ امور مشکورہ و افعال حمیدہ سے ہے جن پر ثواب جزیل و ثنائے جمیل ہے ابن ابی حاتم نے عبد الصمد بن یزید حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے خادم سے روایت کیا ہے کہا میں نے حضرت فضیل کو سنا کہ فرماتے تھے جس وقت آئے تیرے پاس کوئی شخص کہ شکایت کرتا ہے طرف تیرے کسی شخص کی تو تو کہہ اے میرے بھائی تو اُس سے معاف کردے پس بیشک عفو قریب تر ہے طرف تقویٰ کے پھر اگر وہ کہے کہ میرا دل عفو کی برداشت نہیں کرتا ہے لیکن میں تو بدلا لوں گا جیسا کہ اللہ عز و جل نے مجھے امر فرمایا ہے تو تو اُس سے کہہ کہ اگر تو اچھی طرح سے بدلا لینا جانتا ہے تو بدلا لے ورنہ پھر رجوع کر طرف دروازہ عفو کے پس بیشک عفو ایک دروازہ فراخ ہے کیونکہ جس شخص نے عفو کیا اور اصلاح کی تو اُس کا اجر اللہ پر ہے اور صاحب عفو سوتا ہے اپنے بچھونے پر رات کو اور صاحب انتصار کا قلب کرتا ہے امور کو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم جلوس فرما تھے تو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم تعجب کرنے اور تبسم فرمانے لگے پھر جب اُس شخص نے کثرت کی تو حضرت صدیق نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا پس نبی صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم خفا ہو گئے اور کھڑے ہو گئے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے جا ملے پھر عرض کیا یا رسول اللہ بیشک وہ مجھے گالی دیتا تھا اور آپ بیٹھے تھے پھر جب میں نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو آپ خفا ہوگئے اور کھڑے ہو گئے فرمایا بیشک حال یہ ہے کہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا وہ تیری طرف سے رد کرتا تھا پھر جب تو نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو شیطان حاضر ہو گیا پس نہیں ہوں میں کہ شیطان کے ساتھ بیٹھوں

نے اسی طرح کہا ہے بغی فی الارض کو جو بغیر حق کے ساتھ مقید کیا سو اس لیے کہ بغی کبھی مصحوب بحق ہوتی ہے جیسے وہ بدلا لینا جو کہ مقترن بتعدی ہوتا ہے **مقاتل** نے کہا بغی اُن کی عمل کرنا اُن کا ہے ساتھ معاصی کے کسی نے کہا کہ تکبر و تجبر کرتے ہیں **ابو مالک** کہتے ہین بغی وہ شے ہے جس کی اہل مکہ امید رکھتے ہین کہ ہمکو ہین بغیر اسلام کے دین ہوا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنے یہ لوگ جو لوگون پر ظلم کرتے ہین اُن کے واسطے اس سبب سے عذاب ہے نہایت سخت دردوالا سپہر اللہ سبحانہ نے صبر و عفو مین رغبت ولائی پس فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تکرار صبر و عفو کی اس لیے فرمائی ہے کہ منظور صبر کا اہتمام ہے اور اُس مین رغبت دلانا ہے صبر اس جگہہ وہی اصلاح ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے سو اُس کا بیان اعادہ کیا گیا ہے اور اُس کو جو صبر کے پیرایہ مین ذکر کیا ہے سو اس واسطے کہ صبر اولو العزم ہمت والون کے شان سے ہے اور اشارہ ہے اس طرف کہ عفو محمود وہ ہے جو کہ تحمل و برداشت سی پیدا ہوتا ہے نہ وہ عفو جو کہ عجز سے ہو معنے یہ ہین کہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور بخشی و بگناہ لوجہ اللہ واسطے اُس شخص کے جس نے اُس پر ظلم کیا اور بدلا نہ لیا بیشک یہ صبر و مغفرت اُس کی طرف سے البتہ عزم امور سے ہے یہ اُس شخص کے حق مین ہے کہ جس نے اُس پر ظلم کیا ہے وہ مسلمان ہو کلمہ لام اور من مین بعینہ وہی تقریر ہے جو کہ ولمن انتصر مین ہے جملہ ان ذلک الخ مین منہ محذوف ہے جس مین ضمیر کلمہ من کی طرف پھرتی ہے چونکہ ظاہر المفہوم ہوتی ہے اُس لیے اس کو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ السمن منوان بدرہم مین محذوف ہے ای منہ مقاتل نے کہا من عزم الامور کے یہ معنے ہین کہ اُن امور سے ہے جن کا اللہ تعالے نے امر فرمایا ہے یا یہ معنے ہین کہ اُس قبیل سے ہے کہ عاقل کو سزاوار ہے کہ اُس کو اپنے نفس پر واجب کرے اور اُس کے ترک مین رخصت نہ دے زجاج نے کہا کہ صابر بسبب اپنے صبر کے ثواب دیا جائے گا پس ثواب مین رغبت کرنا تمام تر ہے از روی عزم کے ابن زید نے کہا کہ یہ سب منسوخ ہے جہاد سے اور مشرکون کے ساتھ خاص ہے **قتادہ** نے کہا یہ عام ہے ظاہر نظم قرآنی یہی ہے **تکملہ** بیان تو بلام تاکید فرمایا اور سورہ لقمان مین بدون اُس کے اس لیے کہ صبر اُس مکروہ پر جو کہ بسبب ظلم کے حادث ہوا ہے جیسے قتل فرزند سخت تر ہے اُس صبر سے جو کہ اُس مکروہ پر ہو جو کہ بلا ظلم حادث ہوا ہے جیسے مرجانا لڑکے کا جس طرح کہ اول پر عزم ثانی پر عزم کرنے سے زیادہ تر موکد ہے اس جگہہ جو عزم مذکور ہے سو وہ قبیل اول سے ہے تو اُس کی تاکید زیادہ تر مناسب ہوئی اور سورہ لقمان مین جو عزم ہے سو وہ قبیل ثانی سے ہے تو اُس کو عدم تاکید مناسب تر ہوا افادہ الکرخی **لطیفہ** ابو سعید قرشی رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین صبر مکارہ پر بیٹے شدائد و تکالیف پر علامات انتباہ سے ہے پس جس شخص نے صبر کیا اُس مکروہ پر

میں گذر چکا ہے مقصود آیت سے آمادہ کرنا ہے عفو پر اور توفیق درمیان عفو و انتصار کے اول تم کو معلوم ہو چکی ہے ابن
مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب
کہ روز قیامت ہوگا تو اللہ تعالے ایک منادی کو امر فرمائے گا وہ ندا کرے گا خبردار چاہیے کہ کھڑا ہو وہ شخص
جس کے واسطے اللہ پر اجر ہے پس کھڑا نہ ہوگا مگر وہ شخص جس نے عفو کیا ہے دنیا میں وہ یہ قول ہے اللہ تعالی
کا فمن عفا الآیہ بیہقی نے عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا
ندا کرے گا ایک منادی وہ شخص کہ ہے واسطے اُس کے اجر اللہ پر تو چاہیے کہ داخل ہو جنت میں یہ ندا دو بار
کرے گا پس وہ شخص کھڑا ہوگا جس نے معاف کیا ہے اپنے بھائی سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے فمن عفا الآیہ
پھر اللہ سبحانہ نے یہ بات ذکر کی کہ ظالم لوگ اُس کی محبت سے خارج ہیں کون محبت جو کہ فوز و نجات کی سبب ہے پھر
ارشاد فرمایا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ مقاتل نے کہا یعنے من یبدء بالظلم سعید بن جبیر بھی اسی کے قائل ہیں
مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ابتدا کرتے ہیں ساتھ ظلم کے اللہ تعالی اُن کو دوست نہیں رکھتا ہے یعنے اُن کو
اُن کی ابتدائے ظلم کا بدلا دیگا کسی نے کہا یعنے ہیں کہ دوست نہیں رکھتا ہے اُس شخص کو جو کہ
زیادتی کرتا ہے بدلا لینے میں اور تجاوز کرتا ہے اُس کی حد سے اس لیے کہ حد سے بڑھنا ظلم ہے پھر فرمایا
کہ بدلا لینے والے پر کچھ مواخذہ نہیں ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ مصدر
مضاف ہے طرف مفعول کے اے بعد ان ظلمہ الظالم یعنے البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اس کے کہ ظالم نے
اُس پر ظلم کیا تو اُن لوگوں پر کوئی مواخذہ و عقوبت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو وہ کام کیا جو اُن کو جائز
تھا یہ حرف لام ابتدا کا لام ہے حوفی و ابن عطیہ نے کہا کہ لام قسم ہے یہ قول جید نہیں ہے بلکہ اولی
قول اول ہے کلمہ من شرطیہ ہے اور جواب اسکا فاولئک الآیہ ہے یہ بھی جائز ہے کہ موصولہ ہو حرف فا جو
اُس کے جواب میں آیا سو اس لیے کہ موصولہ کو شرطیہ سے تشبیہ دی ہے لیکن اولی قول اول ہے قرطبی
میں ہے کہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ مظلوم کے واسطے یہ ہے کہ وہ خود استیفا انتصار کا کرے یعنی
یعنے خود اپنی ذات سے بدلا لیوے اس کی تین قسمیں ہیں قرطبی میں مذکور ہیں جمل نے پوری عبارت نقل کی ہے
چونکہ محل اُن کا کتب فقہ میں ہے اس لیے اُن کا ذکر یہاں نہیں کیا جب کہ اللہ پاک نے سبیل یعنے مواخذے
کی نفی کی اُس شخص سے کہ جس نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے تو اُس شخص کا بیان کیا جس پر سبیل ہے پس فرمایا
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ یعنے سبیل جو ہے سو انہیں پر ہے جو کہ تعدی کرتے ہیں لوگوں
پر ابتداءً اکثر نے اسی طرح کہا ہے ابن جریج نے کہا یعنے ظلم کرتے ہیں اُن پر ساتھ شرک کے جو اُن کے
دین کے مخالف ہیں وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنے عمل کرتے ہیں نفوس و اموال میں ناحق اکثر

اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

قولہ تعالے وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا الآیہ یعنے تو دیکھے انکو پیش کیے گئے ہین آگ پر اس حال مین کہ آنکھیں نیچی کرنے والے ہین مارے اُس ذلت وخواری کے جو اُن پر چھا رہی ہے بسبب نافرمانے اللہ پاک کے جس کو دنیا مین کرگزرے ہین دیکھتے ہین طرف خفی سے مجاہد نے کہا یعنے ذلیل مطلب یہ ہے کہ آگ سے ڈر کر اُس کی طرف چور نظر سے دیکھین گے حالانکہ جس شے سے ڈرتے ہین وہ ضرور اُن پر واقع ہونے والی ہے اور جو کچھ اُن کے جی مین ہے اُس سے بھی کہین بڑھ کر ہوگی اجارنا اللہ من ذلک قولہ تعالے وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ یعنے دنیا مین جو لوگ ایمان لے آئے تھے وہ قیامت کے دن یون کہین گے کہ مقرر بڑے ٹوٹے والے وہی ہین جنھون نے گنوائین اپنی جانین اور اپنے گھر والے قیامت کے دن مطلب یہ ہے کہ اُن کو آگ کی طرف لے گئے سو اُنھون نے ابد الآباد کے گھر مین اپنی لذت معدوم کی اور اپنی جانین گنوائین اور جدائی کی گئی اُن مین اور اُن کے یار دوستون اور گھر والون اور رشتہ دارون مین سو اُن کو گنوا بیٹھے أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ یعنے سنتا ہے بیشک ظالم لوگ تو ہین دائم وسرمدی وابدی عذاب مین جس سے اُن کو نہ نکلنا ہے نہ اُس سے اُن کو بھاگنے کی جگہ ہے قولہ تعالے وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ الآیہ یعنے اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمائتی کہ چھڑاتے اُن کو اللہ کے سوائے اُس عذاب ونکال سے جس مین وہ ہین اور جسکو بھٹکا دے اللہ تو اُس کو نہین کسی طرح کا چھٹکارا **ف** فتح البیان کا بیان ہم توضیح یہ ہے کہ جس کو گمراہ کرے اللہ یعنے اس کو بے مدد چھوڑ دے تو کوئی نہین اُس کا کام بنانے والا اللہ کے سوائے کہ اُس کی ہدایت کا متولی ہو اور اُس کی مدد کرے ظاہر آیت عموم ہے کسی نے کہا کہ یہ خاص ہے اُس شخص کے ساتھ جس نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کیا اور جس شے کی طرف آپ نے اُس کو بلایا اُس پر عمل نہ کیا مراد ایمان لانا ہے اللہ پاک پر اور عمل کرنا ہے اُس شے پر جو اُس نے مشروع فرمائی اور سورۃ شوری مین یعنے جس شخص کو اللہ پاک نے ان چیزون سے گمراہ کیا تو کوئی ہدایت کرنے والا اُس کو ہدایت نہین کرتا ہے قالہ القرطبی والاول اولی تری کا خطاب دونون جگہ ہر اُس شخص کو ہے جس سے رویت ہو سکتی ہے اور رویت دونون موضع مین بصری ہے یعنے سر کی آنکھ سے دیکھنا یہ رویت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوئی ہے چنانچہ الظالمین اُس کا مفعول ہے اور یہ ایک کے بعد کا جملہ حالیہ ہے مراد ظالمین سے مشرکین مکذبین بعث ہین رأوا کے معنے ہین یرون ماضی کا صیغہ واسطے تحقیق وقوع کے اختیار کیا ہے عذاب سے مراد نار ہے معنی یہ ہین اے دیکھنے والے تو دیکھے گا مشرکون بعث کو جھٹلانے والون کو جس وقت وہ دیکھین گے آگ کو کسی نے کہا جب دیکھین گے

جو اسکو پہونچتا ہے اور جزع و فزع نہ کیا یعنے مضطر و بے قرار نہ ہوا تو وارث کرتا ہے اُسکو اللہ تعالی حال رضا کا اور
یہ حال اجل و بزرگتر احوال کا ہے اور جس نے مصیبتوں سے جزع و فزع کیا اور شکایت کی تو اللہ تعالی اُسکو اُس کے
نفس کی طرف سپرد کر دیتا ہے پھر اُس کو اُس کی شکایت نفع نہیں دیتی ہے حکایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت
حسن رحمہ اللہ تعالے کی مجلس میں ایک شخص نے ایک شخص کو گالی دی ہیں جس کو گالی دی تھی وہ غصے کو پیتا تھا
اور پسینے پسینے ہو رہا تھا پس پسینے کو پونچھتا تھا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا تو یہ آیت پڑھی یعنے ولمن صبر وغفر الآیہ
پس حضرت حسن نے فرمایا عقلها والله وفهمها اذ ضيعها الجاهلون یعنے واللہ اُس نے اُس کو سمجھا اور جہا جب کہ جاہلوں
نے اُس کو ضائع کیا بالجملہ عفو ایک ایسی نفیس شے ہے کہ اُس کی طرف رغبت دلائی ہے پھر بعض احوال میں کبھی اس
کے برعکس بھی ہوتا ہے تو ترک عفو لوٹ کر مندوب الیہ ہو جاتا ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے یہ جب ہوتا ہے کہ
زیادتی لنبی سے روکنے اور مادہ ایذا اسکے قطع کرنے کی حاجت ہوئی ہے غرضکہ ایذا پر صبر کرنا اور عفو و درگذر
کرنا ہمت کا کام ہے اللہ پاک کی توفیق سے بندہ صالح کو نصیب ہوتا ہے پھر فرمایا وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا
لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ۝ ق
تَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا
إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۝ ق
مَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ۝ اور
جس کو راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہیں اُس کا کام بنانے والا اُس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت
دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ اور تو دیکھے اُن کو سامنے لائے گئے
ہیں آگ کے نوبی آنکھیں ذلت سے دیکھتی ہیں چھپی نگاہ سے اور کہتے ہیں جو ایمان دار تھے بیشک ٹوٹے والے
وہی ہیں جنہوں نے گنوائی اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کی مار
میں اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکاوے اللہ اُس کو
کہیں نہیں راہ لتف **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالے اپنے نفس کریم کی خبر دیتا ہے کہ جو کچھ
اُس نے چاہا وہ ہو گیا اور اُس کا کوئی رد کرنے والا نہیں اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا پھر اُس کا کوئی وجود میں لانے
والا نہیں اور جس کو اُس نے ہدایت کی اسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اُس کا
کوئی راہ پر لانے والا نہیں کما قال عز وجل وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا پھر اللہ پاک نے خبر
دی طرف سے ظالمین کے یہ وہ ہیں جو کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں جب قیامت کے دن عذاب
کو دیکھیں گے تو دنیا کی طرف پھرنے کی تمنا کریں گے کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ جیسا کہ

[illegible]

اُن کے واسطے گمراہ ہوئے قولہ تعالےٰ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یا تو تتمہ کلام مومنین ہے
یا اللہ پاک کے کلام سے ہے یعنے سنتا ہے بیشک ظالم لوگ عذاب دائم میں ہیں جو کبھی منقطع نہ ہوگا وَمَا کَانَ
لَهُمْ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس جگہ اللہ تعالےٰ کے سوا اُن کے واسطے کوئی اعوان میں کہ اُن سے عذاب کو
دفع کریں اور نہ کوئی انصار و مددگار کہ اُن کی مدد کریں بلکہ اللہ پاک ہی متصرف ہے جو اُس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ
چاہا نہ ہوا وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ الآیہ کے یہ معنے ہیں کہ جس کو اللہ بہکاوے تو نہیں ہے اُس کے واسطے کوئی راہ
کہ وہ اس پر چلے طرف نجات کے پھر جب اللہ سبحانہ نے وعد و وعید کے ذکر میں اطناب کیا تو بعد اُس کے وہ
شے ذکر کی جو کہ دونوں کے ذکر سے مقصود ہے پس ارشاد فرمایا اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ
لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ؕ اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ
آوے ایک دن جو پھرتا نہیں اللہ کے یہاں سے نہ ملے گا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ ملے گا الوپ ہوجانا پھر اگر وہ
ٹلاویں تو تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی
طرف سے مہر اُس پر ریجھتا ہے اور اگر پہنچتی ہے اُن کو کچھ برائی بدلا اپنی کمائی کا تو انسان بڑا ناشکرہ ہے
انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں کہ جو احوال و امور عظام ہولناک قیامت کے دن
ہوں گے جب کہ اللہ پاک نے اُن کا ذکر کیا تو اُس سے تحذیر کی اور اُس کے واسطے تیاری کرنے کا امر کیا
پس فرمایا اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ الآیہ یعنے اپنے رب کا حکم بجا لاؤ [illegible] کے آنے سے پہلے جس کو اللہ [illegible]
نہیں [illegible] ہے کہ جس وقت [illegible] [illegible] تو ٹل سکے [illegible] کے مو پہنچا [illegible]
کوئی [illegible] والا ہے [illegible] مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ [illegible]
تمہارے واسطے اُس دن کوئی حصن [illegible] [illegible] محفوظ [illegible] [illegible] [illegible]
لے اور تم اُس میں الوپ ہو جاؤ تو اللہ تبارک و تعالےٰ کی نگاہ سے غائب ہو [illegible] [illegible] اپنے علم و قدرت
قدرت سے تمہارا احاطہ کرنے والا ہے پس اُس سے کوئی رستہ بچنے کا نہیں ہے مگر طرف اُسی کی یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَئِذِ ۣ الْمُسْتَقَرُّ قولہ تعالےٰ فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ یعنے
پھر اگر مشرکین اعراض کریں تو نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اُن پر نگہبان یعنے تو کچھ اُن پر داروغہ نہیں ہے کہ خواہ مخواہ
اُن کو راہ پر لائے کما قال عز و جل لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وقال
تعالےٰ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ اور یہاں یوں فرمایا ہے اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ

جیسے الیم بمعنے مولم ہے یعنے تم نہ پاؤگے اُس دن کوئی سنگر اُس عذاب کا جو تمپر نازل ہوگا ابن ابی حاتم نے اسکو حکایت کیا ہے اور کلبی وغیرہ بھی اسی کے قائل ہین لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا معنے یہ ہین کہ وہ قادر نہ ہونگے کہ انکار کرین اُن گناہون کا جن پر وہ واقف کیے جائینگے یہ معنی اول معنے کے لگ بھگ ہین فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ کا یہ مطلب ہے پھر اگر وہ اعراض کرین تو نہین بھیجا ہم نے تجھکو اُن پر حفیظ یعنے حافظ و نگہبان کہ جو اعمال اُن سے صادر ہوتے ہین تو اُن کو نگاہ رکھے یہانتک کہ تو اُن پر اُن سے محاسبہ کرے اور نہ ہم نے تجھکو اُن پر موکل و رقیب کرکے بھیجا ہے کہ تو اُن کو مقہور کرے اُس شے کی بجا آوری پر جس کو ویکہ ہم نے تجھے بھیجا اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلَاغُ یعنے نہین ہے تجھ پر مگر پہونچا دینا اُس شے کا جس کے پہونچانے کا تجھے حکم دیا ہے سوا اس کے تجھ پر اور کچھ نہین ہے یہ حکم منسوخ ہے آیت سیف سے اس لیے کہ یہ قبل امر بالجہاد کے تھا وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت ہم چکھا دین انسان کو اپنی طرف سے رحمت یعنے جب ہم اُس کو عطا کرین ارزانی و صحت و آسودگی تو خوش ہو اُس سے اتراکر دنیا کی نعمتین گو عظیم ہی کیون نہ ہون مگر بہ نسبت سعادت آخرت کی ایسی ہین جیسے قطرہ بہ نسبت دریا کے سو اسی لیے انعام کا نام اذاقت رکھا ہے یعنے دنیا کا انعام اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے مقابلے مین ایسا ہے جیسے کسی کھانے کا صرف مزہ چکھ لینا بالجملہ مراد انسان سے جنس ہے اسی لیے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ الآیہ مین اُس کی طرف ضمیر جمع کی راجع فرمائی ہے یعنے اگر اُن کو پہنچے کوئی بلا و سختی و بیماری و فقر بسبب اُن گناہون کے جن کو اُن کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہین ذات کو ہاتھون کے پیرایہ مین اس لیے ادا کیا ہے کہ اکثر افعال کی مزاولت انہین ہاتھون سے ہوتی ہے تو بیشک انسان بڑا ناشکرا ہے اُن نعمتون کا جن کا اللہ پاک نے اُس پر انعام فرمایا ہے اُن پر اُس کا شکر نہین کرتا ہے یہ بات باعتبار غالب جنس انسان کے ہے اکثر یہی ناشکرے ہین شاکر بہت کم ہین کما قال تعالی وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ نکتہ بیان ناشکری کو دنیا کافی تھا اس لیے کہ انسان کا ذکر اول ہو چکا ہے سو ایسا نہ کیا بلکہ اسم ظاہر کو بجائے ضمیر کہا اس واسطے کہ منظور تسجیل کرنا ہے اس امر پر کہ یہ جنس موسوم بکفران نعم ہے کما قال تعالے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ معنے یہ ہین کہ غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ بلا کو یاد کرتا ہے اور نعمتون کو بھول جاتا ہے اور اُن کو جھٹلاتا ہے پھر اللہ سبحانہ نے اپنی وسعت ملک و نفاذ تصرف کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ

یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ○ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ

اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ○ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا

یعنی ہم نے تو تجھ کو صرف اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رسالت اُن کو پہونچا دے پھر فرمایا وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ یعنے جس وقت پہونچے انسان کو ارزانی و نعمت تو اُس سے خوش ہوتا ہے اور اگر پہونچے لوگوں کو کوئی برائی یعنے قحط و نقمت و بلا و شدت تو بیشک انسان بڑا ناشکر ہے یعنے جو نعمتیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اُن کا منکر ہوتا ہے اور نہیں پہچانتا ہے مگر ساعت راہنہ کو یعنے اگلے انعام سے چشم پوشی کرتا ہے اسی حالت موجودہ کو پیش نظر رکھتا ہے پھر اگر اُس کو کوئی نعمت پہونچے تو اترانہ و بطر کرتا ہے یعنے اتراتا ہے کہ ہم جیسا کوئی نہیں ہے ہم ہی نازو نعم میں ہیں اور اگر لگے اُس کو کوئی محنت و ایذا تو ناامید ہو جاتا ہے اُس تو ڑ بیٹھتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ عورتوں کے تم خیرات کیا کرو پس بے شک میں نے تم کو دیکھا ہے اکثر اہل نار کے تو ایک عورت بولی یا رسول اللہ یہ کیوں ہے پس آپ نے فرمایا اس واسطے کہ تم شکایت بہت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو لو احسنت الی احدٰہن الدہر ثم ترکت یوما قالت ما رأیت منک خیرا قط یعنے آپ نے عورتوں سے التفات فرما کے مرد غیر معین کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا اے مخاطب اگر تو احسان کرے کسی عورت پر ایک مدت دراز پھر تو ایک دن احسان چھوڑ دے تو کہے کہ کبھی میں نے تجھ سے کوئی خیر نہیں دیکھی اکثر عورتوں کا یہی حال ہے مگر وہ عورت جس کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی اور اُس کی ہدایت کا اُسے الہام فرمایا اور وہ اُن میں سے تھی جو ایمان لائے اور بھلائیاں کیں پس مومن ایسا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر پہونچے اُس کو رحمت تو شکر کرے پس اُس کے واسطے خیر ہو اور اگر لگے اُس کو کوئی تکلیف تو صبر کرے پس اُس کے لیے خیر ہو یہ حال کسی کے واسطے نہیں ہوتا ہے مگر واسطے مومن کے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ تمہارے رب نے جو تم کو اس طرف بلایا ہے کہ اُس پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ سو تم اُس کی دعوت کو قبول کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کے رد و دفع پر کوئی قادر نہ ہو یہ تقریر اس بنا پر ہے کہ معنے یہ ہوں قبل اس کے کہ آوے اللہ کی طرف سے وہ دن جس کو کوئی رد نہ کرے یا الا مرد لہ من اللہ کے یہ معنے ہیں کہ رد نہ کرے گا اُس کو اللہ بعد اس کے کہ اپنے بندوں پر اُس کا حکم کر چکا اور اُن کو اُس کا وعدہ دے چکا مراد اُس دن سے قیامت کا دن ہے یا موت کا دن مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ یعنے نہیں ہے واسطے تمہارے کوئی جائے پناہ اُس دن کہ تم اُس کیطرف پناہ پکڑو وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ کے یہ معنے ہیں اور نہیں ہے واسطے تمہارے کسی طرح کا انکار اُس دن یعنے بلکہ تم تو اپنے گناہوں کا اقرار کر لوگے کیونکہ وہ تو تمہارے نامۂ اعمال میں جمع کیے ہوئے ہونگے اور تمہارے اعضا اُن کی تم پر گواہی دینگے مجاہد نے کہا یعنی ہیں کہ ما لکم من ناصر ینصرکم یعنے نہیں ہے تمہارا کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے کسی نے کہا نکیر بمعنے منکر ہے

فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ○ اللہ کا راج ہے آسمانون مین اور زمین مین پیدا کرتا ہے جو چاہتا
ہے بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیان اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا اُن کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیان
اور کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ ... وہ ہے سب جانتا کر سکتا اور کسی آدمی کی حد نہین کہ اُس سے باتین کرے
اللہ مگر اشارہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہونچاوے اُس کے حکم کو جو چاہے وہ
سب سے اوپر ہے حکمتون والا **ف** حضرت موسیٰ سے کلام ہوئے ہین پردے کے پیچھے سے انتھی **ف**
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ خالق و مالک ہے آسمانون کا اور زمین کا
اور اُن مین تصرف کرنے والا ہے اور اُس نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اور وہ دیتا ہے جس کو چاہتا
ہے اور جس کو چاہتا ہے نہین دیتا اور کوئی منع کرنے والا نہین ہے اُس شے کا جو اُس نے دی اور کوئی دینے
والا نہین ہے اُس چیز کا جو اُس نے نہ دی اور وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹیان
بغوی نے کہا اُن مین سے حضرت لوط علیہ السلام ہین اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹے بغوی نے
کہا جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اُن کے یہان کوئی بیٹی پیدا نہین ہوئی اور عطا کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے لوگون مین سے جوڑے بیٹے اور بیٹیان بغوی نے کہا جیسے حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم اور کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ یعنے اُس کے نہ بیٹا ہوتا ہے نہ بیٹی بغوی نے کہا جیسے حضرت
یحییٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام پس لوگون کی چار قسمین ٹھیرائین اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹیان عطا
کرتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹے دیتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو دونون قسمون سے عطا
فرماتا ہے بیٹے اور بیٹیان اور اُن مین سے وہ ہے جس کو نہ بیٹا دیتا ہے نہ بیٹی تو اُس کو بانجھ کرتا ہے
نہ اُس کی کوئی نسل ہے نہ اولاد اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ یعنے وہ خوب جانتا ہے اُس شخص کو جو مستحق ہے ہر
قسم کا ان قسمون سے بڑی قدرت والا ہے اُس شے پر جس کو چاہتا ہے یعنے تفاوت لوگون کا اس باب
مین یہ مقام مشابہ ہے اُس مقام کے جس کی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً
لِّلنَّاسِ یعنے اور تا کہ کرین ہم اُسکو ایک دلالت اپنی قدرت پر بایں طور کہ اللہ پاک نے خلق کو چار قسم پر
پیدا کیا پس حضرت آدم علیہ السلام تو پیدا کیے گئے مٹی سے بدون مرد و عورت کے اور حضرت حوا علیہا السلام
مخلوق ہوئین مرد سے بغیر عورت کے اور باقی خلق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے سوا پیدا ہوئے مرد و عورت سے
اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام عورت سے بغیر مرد کے پس حضرت عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا کرنے سے دلالت
قدرت پر تمام ہو گئی اور اسی لیے یون فرمایا وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ پس یہ مقام تو آبا مین ہے اور مقام اول ابنا
مین اور ہر ایک اُن مین سے چار قسم ہے فسبحان العلیم القدیر قولہ تعالےٰ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہٗ

انبیا چار مین رفتافی

اس لفظ کا اطلاق مرد و عورت دونون پر ہوتا ہے رجل عقیم و امرأۃ عقیم بولتے ہین عقمت المرأۃ تعقم عقما اصل
عقم کی قطع ہے ویقال شفاء عقم وعقما وعقام اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ یعنے بیشک اللہ پاک بینع العلم عظیم القدرۃ
ہے جو چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ الآیہ یعنے صحیح نہین ہے واسطے
کسی فرد کے افراد بشر سے یہ کہ کلام کرے اُس سے اللہ بوجہ من الوجوہ مگر باین طور کہ وحی کرے طرف اُس کے یس
الہام کرے اُس کو خواب مین اور وہ بات اُس کے دل مین ڈالدے مجاہد نے کہا نفث ینفث فی قلبہ یعنے ایک پہونک
ہے کہ اُس کے دل مین پہونک دے سو وہ اُس کی طرف سے الہام ہو جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام کی والدہ
کی طرف وحی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی ذبح کرنے مین اُن کے فرزند کے وحی کہتے
ہین اشارہ و رسالت و کتابت کو اور ہر شئے جس کو تو القا کرے طرف اپنے غیر کے تاکہ وہ اُس کو جان جائے
تو وہ بہی وحی ہے کسی طرح ہو قالہ ابن فارس وحی مصدر ہے وحی الیہ یحی کا باب وعیٰ سے آور اوحی الیہ
بالف بہی اُس کے مثل ہے پہر استعمال وحی کا اُس شئے مین غالب کیا گیا جس کا اللہ تعالےٰ کے پاس سے انبیا
علیہم السلام کی طرف القا کیا جاتا ہے قرآن شریف کا لغت فاش اوحی بالف ہے اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ
یعنے یا پیچہے سے پردے کے جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام سے کلام کیا مراد یہ ہے کہ اسکا کلام سنائی
دیتا ہے ایسی جگہہ سے کہ وہ دکہائی نہین دیتا یہ تمثیل ہے ساتہہ حال بادشاہ محتجب کے جو کہ اپنے خاص
لوگون سے باتین کرتا ہے پردے کے پیچہے سے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ سامع محجوب ہے رویت سے دنیا مین
اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا الآیہ یعنے یا بہیجے کسی فرشتے کو تو وہ وحی کرے طرف رسول بشر کے ساتہہ امر و تیسیر اللہ
کے جس چیز کی کہ اس کی طرف وحی کرنا چاہے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے مگر یہ کہ بہیجے کسی
فرشتے کو کہ وہ وحی کرے طرف اس کے نزدیک اپنے سے یا اس کو الہام کرے تو ڈال دے اُس کے دل مین
یا کلام کرے اس سے پردے کے پیچہے سے زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین کہ کلام اللہ تعالےٰ کا واسطے بشر کے یا
تو ہوتا ہے ساتہہ الہام کے کہ اُن کو الہام کر دیتا ہے یا کلام کرتا ہے اُن سے پردے کے پیچہے سے جس طرح
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا یا ساتہہ رسالت فرشتے کے طرف اُن کے تقدیر کلام یہ ہے ماکان
لبشر ان یکلمہ اللہ الا ان یوحی وحیا او یکلمہ من وراء حجاب او یرسل رسولا اور جس نے یرسل کو برفع
پڑہا ہے تو اُس کی مراد وہو یرسل ہے پس یہ ابتدا و استیناف ہے انتہے جمہور نے بنصب یرسل او سے
منصب فیوحی پڑہا ہے بر تقدیر اَن آور اَن اور اس کا مدخل معطوف ہوگا وحیا پر اور وحیا محل حال مین ہوگا
تقدیر یہ ہے الا موحیا او مرسلا اور عطف او یرسل کا ان یکلمہ اللہ پر صحیح نہین اس لیے کہ تقدیر یہ ہوگی وماکان
لبشر ان یرسل اللہ رسولا حال آنکہ یہ فاسد ہے لفظا و معنے قرأت جمہور کی توجیہ مین اور کچہہ بہی کہا ہے جو کہ

اناث کے ذکر مین اس وجہ کے مخالف ہو تو اب آیت مین اس بات پر دلالت نہین ہے کہ ذکور کا شرف اناث پر ثابت کو ذکور کو معرف بالف و لام ذکر کیا ہے کیونکہ اگر یہ امر منظور ہوتا تو ذکور کو ذکر مین بھی مقدم کرتے تا کہ اُن کی شرف معلوم ہوتا بلکہ سیاق آیت کا کسی اور معنے کے واسطے ہوا ہے رہا شرف ذکر کا اناث پر سو اس کی دلیل یہہ آیت ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اس کے سوا اور دلیلین ہین جو دلالت کرتی ہین ذکور کے شرف پر اوپر اناث کے اب اس کی وجہ کہ اناث کو کیون مقدم کیا ہے سو کسی نے تو کہا اسواسطے کہ عورتین بہ نسبت مردون کے بہت ہین پس بلحاظ کثرت اُن کو مقدم ذکر کیا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ اُن کے باپون کے دل خوش ہوجائین کیونکہ وہ بیٹیون سے ناخوش ہوتے تھے اس کے سوا اور وجوہ بھی ذکر کیے ہین جن کی تطویل کی کچھ حاجت نہین ہے چونکہ اللہ پاک نے اناث کا اول ذکر فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ پہلے پہل لڑکی پیدا ہونا مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ وابن عساکر نے عن واثلہ بن الاسقع عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے مِنْ بَرَكَةِ الْمَرْأَةِ ابْتِكَارُهَا بِالْأُنْثٰى لِأَنَّ اللّٰهَ قَالَ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا الآیہ یعنے عورت کی برکت سے پہلے پہل اسکا لڑکی جنبا ہے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا یعنے یا قران کرتا ہے درمیان اناث و ذکور کے اور اُن کو جوڑے کرتا ہے سواپنی بعض خلق کو بیٹے بیٹیان دونون بخشتا ہے مراد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اس لیے کہ بنا قول صحیح آپ کے تین تو فرزند ارجمند تھے حضرت قاسم و حضرت عبد اللہ و حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم اور چار صاحبزادیان تھین حضرت زینب و حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہن کذا قال ابن عباس رضے اللہ عنہما مجاہد کہتے ہین اس کے یہ معنے ہین کہ عورت لڑکا جنے پھر لڑکی پھر لڑکا جنے پھر لڑکی محمد بن حنفیہ فرماتے ہین یہ معنے ہین کہ توام جنے یعنے ایک ساتھ لڑکا اور لڑکی جنے قتیبی کہتے ہین یہان تزویج سے مراد جمع کرنا ہے درمیان بیٹون اور بیٹیون کے عرب لوگ جب چھوٹے بڑے اونٹون کو جمع کرتے ہین تو اپنے محاورے مین بولتے ہین زوجت ابلی معنے آیت کے واضح تر ہین اس سے کہ اس جیسے امر مین اختلاف کیا جائے کیونکہ اللہ پاک نے تو یہ خبر دی ہے کہ وہ اپنی بعض خلق کو تو بیٹیان دیتا ہے اور بعض کو بیٹے اور بعض کو بیٹے بیٹیان دونون بخشتا ہے وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا یعنے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے عقیم کہ جس کے نہ لڑکا پیدا ہو نہ لڑکی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مراد حضرت یحیے و حضرت عیسے علیہما السلام ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ بات بطور تمثیل ہے اور حکم جو ہے سو سب لوگون مین عام ہے اس لیے کہ مقصود بیان کرنا اس امر کا ہے کہ اللہ پاک کی قدرت تامہ تکوین اشیا مین نافذ ہے جس طرح وہ چاہتا ہے تو اب تخصیص کے کوئی معنے نہین ہین عقیم وہ ہے جس کے بچہ نہین ہوتا ہے

امرنا اس کے معنے بھی قرآن ہیں قرآن شریف کو جو روح فرمایا سو اس لیے کہ لوگ اس سے ہدایت کی راہ پاتے ہیں پس
اس میں حیات ہے موت کفر سے یا یوں کہو کہ جب قرآن دل میں حلول کرتا ہے تو دل ایمان کی حیات سے زندہ
ہو جاتا ہے جس طرح کہ روح حقیقی جس وقت جسم میں حلول کرتی ہے تو وہ حیات روح سے زندہ ہو جاتا ہے یا
یوں کہو کہ قرآن کے سبب دل کو وہ شے حاصل ہو جاتی ہے جو کہ مثل حیات کے ہے یعنے علم نافع مالک
ابن دینار کا بھی یہی قول ہے کہ مراد روح سے قرآن ہے کسی نے کہا کہ نبوت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت
ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد رحمت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت حسن کی طرف
منسوب کیا ہے کسی نے کہا مراد جبریل علیہ السلام ہیں خطیب نے اس قول کو مستبعد کیا ہے ایک
یہ قول سدی کا نقل کیا ہے کہ مراد وحی ہے وحی کو روح اس لیے ٹھیرایا کہ وحی روح کی مدبر ہے جس
طرح کہ روح حقیقی بدن کی مدبر ہے قولہ تعالے من امرنا حال ہے روحا سے اور کلمہ من تبعیض کا ہے معنے یہ
ہیں کہ وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی یعنے قرآن کی درانحال کہ وہ کائن ہے ہمارے امر سے تبعیض
کی وجہ یہ ہے کہ جس شے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے وہ قرآن شریف میں منحصر
نہیں ہے بلکہ قرآن کے سوا اور امور کی بھی آپ کی طرف وحی کی گئی پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا حال قبل وحی آنے کے جو تھا اس کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا ما کنت تدری ما الکتب
ولا الایمان یعنے وحی آنے سے پہلے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا شے ہے اور نہ جانتا تھا ایمان کو اس
لیے کہ آپ تو امی تھے نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے اس بات کو زیادہ تر دخل ہے اعجاز میں اور زیادہ
تر دلالت ہے آپ کی صحت نبوت پر کیونکہ جس شخص کا یہ حال ہو پھر وہ دفعۃً اعلم اہل الارض ہو جائے تو یہ
محض اللہ پاک کی طرف سے نہیں ہے تو پھر کیا ہے جملہ استفہامیہ معلق ہے فعل درایت کا عمل سے
پس محل نصب میں ہے اس لیے کہ قائم مقام ہر دو . . . مفعول تدری کے ہے اور جملہ منفیہ بعد اکمل
نصب میں ہے بنا بر حال الیک کے کاف سے یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی اپنے امر سے اس حال
میں کہ تو نہ جانتا تھا کیا ہے کتاب ما الکتاب کا ما استفہامیہ ہے اور مبتدا ہے اور الکتاب خبر ہے اور عبارت
میں مضاف مقدر ہے ای ما کنت تدری جواب ما الکتاب یعنے وحی آنے سے قبل تو اس استفہام کا جواب
نہیں جانتا تھا کیونکہ آپ لکھے پڑھے نہ تھے اب اگر کوئی کہے کہ ولا الایمان کس طرح فرمایا حالانکہ سارے
انبیا علیہم السلام قبل وحی آنے کے اپنے عقول کے دلائل سے مومن تھے اور ہمارے حضور پر نور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کے دین پر عبادت کرتے تھے اور حج و عمرہ ادا فرماتے تھے اور حضرت خلیل
جلیل کی ملت کے متبع تھے تو کہنے لگے کہ یہ سب ٹھیک ہے لیکن بیان ایمان علم نہ جانتے تھے یہ مراد

منفصلہ سے حال نہیں ہے تاکہ قطع لازم آئے یہ محل رفع پر ہے اور اصطلاح فصیحی بسکون یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کے
محذوف کی یا بہ تقدیر او ہو یرسل جیسا کہ زجاج وغیرہ نے کہا ہے اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ تعلیل ہے ماقبل کی یعنے اللہ
پاک بذات خود نہیں کلام کرتا ہے جن کا ذکر ہوا اس لیے کہ وہ متعالی و برتر ہے صفات نقص سے حکیم ہے اپنے
کل احکام میں بعض مفسرین نے کہا سبب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تم
کیوں نہیں اللہ سے کلام کرتے اور کیوں نہیں اُس کی طرف نظر کرتے اگر تم نبی ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اُس سے کلام کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ
مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے
رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں اور تو البتہ سوجھاتا ہے سیدھی
راہ راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہونچتے ہیں کاموں کی انتہا

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیرے قرآن کی اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ
کیا ہے کتاب اور نہ ایمان یعنے اُس تفصیل پر جو مشروع کی گئی واسطے تیرے قرآن میں ولیکن کیا ہم نے
قرآن کو ایک روشنی جس کے ساتھ ہم راہ دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں کما قال تعالےٰ
قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى
الآیۃ قولہ تعالےٰ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنے اور بیشک اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ
تو بتاتا ہے راہ سیدھی یعنے حق قویم کا رستہ بتاتا ہے قویم و مستقیم کے ایک معنے ہیں یعنے سیدھی راہ
کہ منزل مقصود کو پہونچا دے پھر اللہ پاک نے صراط کی یہ تفسیر فرمائی صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ یعنے وہ سیدھی راہ اللہ کی شرع ہے جس کا اُس نے امر فرمایا ہے کون اللہ جو کہ رب و مالک ہے
آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن میں تصرف کرنے والا ہے اور ایسا زبردست حاکم ہے کہ کوئی اُس کے حکم
کا پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ یعنے خبردار اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں
کام پھر وہ اُن کا فیصلہ کرے گا اور اُن میں حکم دیگا سبحانہ و تعالےٰ عما یقول الظالمون والجاحدون علوا
کبیرا ف فتح البیان کا بیان ہم توضیح یہ ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یعنے مثل
اُس وحی کے جس کی ہم نے وحی کی طرف نبیوں کے جو تجھ سے پہلے تھے وحی کی ہم نے طرف تیرے روح
کی اپنے حکم سے روح سے مراد قرآن شریف ہے یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے مقاتل نے کہا یعنے اور ...

کو اس واسطے کہ جب آپ کو اس کا علم نہ تہا کہ کتاب آپ پر نازل ہوگی تو آپ اُس کتاب سے بہی عالم نہ تہے کسی نے
کہا کہ ایمان مشتمل ہے کئی چیزون کو اُن مین سے بعض تو وہ ہین جن کی طرف عقل کو راہ ہے یعنے عقل سے معلوم ہوتے
ہین اور بعض سمع سے معلوم ہوتے ہین پس یہان جو ایمان کی نفی کی ہے اس سے مراد وہی ہین جو صرف سمع سے
معلوم ہوتے ہین عقل سے اُن کا علم نہین ہوتا ہے اور یہ وہی ہین کہ آپ کو اُن کا علم نہ تہا یہانتک کہ اُن کو وحی
سے حاصل کیا یہ حاصل ہے اُن کے بیان کا غرضکہ ولا الایمان کی وجوہ جو یہانتک بیان کئگئی اُن کی بنا اس
پر ہے کہ مسلمانون کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حضرات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام قبل اور بعد بعثت کے
معصوم ہین کبائر سے اور صغائر سے جو کہ موجب ہین لوگون کی نفرت کے اُن سے اور اہل کلام کا اجماع ہے
اس پر کہ رسول قبل وحی کے مومن ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے بالجملہ جب قرآن شریف روح ٹہیرا تو چاہیے
تہا کہ ساری خلق کے دل اُس سے زندہ ہوجاتے اور سب ایمان لے آتے اور راہ پر لگ جاتے حالانکہ واقع
مین ایسا نہین ہے اس لیے یون ارشاد فرمایا وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا یعنے
پر ہم نے کیا ہے اُس روح کو جس کی تیری طرف وحی کی ایک روشنی اور دلیل توحید و ایمان پر ہدایت کرتے
ہین ہم اُس سے جس کو چاہتے ہین اپنے بندون سے یہان ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جو کہ مقصود کو پہونچا
دیتی ہے دلیل اس کی من نشاء ہے یعنی جس بندے کی ہدایت ہم چاہتے ہین تو اُس کو دین حق کی طرف راہ
بتا دیتے ہین پس وہ راہ پا لیتا ہے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یہ ہدایت پہلی ہدایت سے عام تر
ہے یعنے اور بیشک تو سوجہاتا ہے ہر مکلف کو سیدہی راہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کام صرف دین حق
کی راہ بتا دینا ہے دگر ہیچ اور منزل مقصود کو پہونچا دینا ہمارا کام ہے قتادہ و سدی و مقاتل نے کہا اور
بیشک تو البتہ دعوت کرتا ہے طرف اسلام کے پس صراط مستقیم یہی ہے جمہور نے لتہدی بصیغہ معروف
پڑہا ہے اور شہر بن حوشب نے بصیغہ مجہول اور ابن سمیفع نے بضم تا و کسر دال اہدی سے اور حضرت
ابی کی قرارت مین وانک لتدعو ہے پہر اللہ پاک نے صراط مستقیم کا بیان کیا صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یہ صراط بدل ہے صراط اول سے بدل معرفہ کا نکرہ سے اضافت صراط کی
جو اسم شریف کی طرف کی اس مین جو صراط کی تعظیم و تفخیم ہے سو وہ مخفی نہین ہے یعنے وہ صراط مستقیم جس کی
طرف تو راہ بتاتا ہے وہ راہ ہے اسد کی کون اسد جس کی ملک و خلق و عبید ہے وہ شے جو آسمان مین ہے اور وہ
شے جو زمین مین ہے اور اُس مین تصرف کرنے والا ہے اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ یعنے سنتا ہے جس کا
اون سب مین تصرف ہے اور جس کے یہ سب ملک و غلام ہین اُسی کی طرف رجوع ہے سب کامون کا یعنی خلائق کے
قیامت کے دن یہین طور کہ سارے وسائط و تعلقات رفع ہوجاوینگے کسی کا لگاؤ کچہ باقی نہ رہیگا

ہے کہ آپ شرائع کی تفاصیل کو نہین جانتے تہے اور اُن کے معالم کی طرف راہ یاب نہین ہوتے تہے مثلاً صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و ختنہ اور طلاق کا واقع کرنا جنابت سے نہانا نسب و سسرال کے رشتے کی عورتین جو جو محرم ہین اُن کی تحریم حق بات یہی ہے ایمان کا خاص کر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ ساری شرائع و احکام کا راس و اساس ہے کسی نے کہا کہ یہان مراد ایمان سے نماز ہے ایک جماعت اہل علم کی اسی کے قائل ہین اُن مین سے امام الائمہ محمد بن اسحٰق بن خزیمہ رضی اللہ عنہ بہی ہین اور اس آیت سے حجت پکڑی ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ دیکہو یہان نماز کا نام ایمان رکہا ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کوئی نبی نہین بہیجا مگر اس حال مین کہ وہ اُس پر ایمان لانے والا تہا اور کہا کہ اس آیت کے معنے یہ ہین کہ تو نہ جانتا تہا قبل وحی کے کہ کس طرح پڑہے تو قرآن کو اور نہ یہ جانتا تہا کہ کس طرح بلاوے خلق کو طرف ایمان کے کسی نے کہا کہ یہ حال قبل بلوغ کے تہا جب کہ آپ طفل تہے اور گہوارے مین تہے حسین بن فضل کہتے ہین کہ یہان مضاف محذوف ہے ای ولا اہل الایمان یعنے تو نہ جانتا تہا اہل ایمان کو کسی نے کہا کہ مراد ایمان سے دین اسلام ہے کسی نے کہا یہان ایمان عبارت ہے اقرار سے ساتہ ہر اُس شے کے جس کے ساتہ اللہ تعالیٰ نے بندون کو مکلف کیا ہے کواشی کہتے ہین جائز ہے کہ ایمان سے نفس کتاب مراد لی جاوے بہ سبب اختلاف دونون کے لفظون کے ایک کا عطف دوسرے پر کر دیا ہے معنے یہ ہین تو نہ سمجہتا تہا قرآن کو اور اُن حکمون کو جو اُس مین ہین اس تاویل پر یہ بات دال ہے کہ جعلناہ مین ضمیر واحد کی ذکر کی ہے کسی نے کہا ایمان سے مراد وہ کلمہ ہے جس کے ساتہ ایمان و توحید کی دعوت ہوئی ہے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپ نے جو ایمان کو باین تفسیر جانا سو وحی سے جانا عقل سے نہین جانا قالہ الکرخی ابو نعیم نے دلائل مین اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا گیا کہ آیا آپ نے کبہی کسی بت کو پوجا آپ نے فرمایا نہین لوگون نے کہا پہر آیا آپ نے کبہی شراب پی فرمایا نہین اور مین ہمیشہ جانتا رہا اسی بات کو کہ وہ شے جس پر وہ ہین کفر ہے اور مین نہین جانتا تہا کیا ہے کتاب اور نہ ایمان اور اسی بات کو قرآن لیکر نازل ہوا و ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان قاضی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنے قبل وحی کے اور یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ آپ قبل نبوت کے کسی شرع کے ساتہ متعبد نہ تہے ایک قول بلفظ قیل یہ ذکر کیا ہے کہ مراد ایمان ہے اُس شے پر جس کی طرف راہ نہین ہے بجز سمع انتہے نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین ما الکتاب ولا الایمان یعنے نہین جانتا تہا تو کیا ہے قرآن اور نہ جانتا تہا شرائع ایمان کو یا یہ معنے ہین کہ نہین جانتا تہا اہل ایمان کو

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کا ڈنکا بجے گا اللہ ہی اللہ ہوگا اس میں وعید ہے بعث کی جو مستلزم ہے
مجازات کو اور وعدہ ہے نعیم جنات کا پس نیک کو ثواب دے گا اور بد کو عقاب کرے گا اس معنی کی بنا پر
مضارع اپنے ظاہر پر ہے کسی نے کہا کہ اس مضارع سے مراد دیموست ہے یعنی دوام و استمرار جس طرح کہ
یہ قول ہے زید یعطی و یمنع یعنے اُس کی شان سے عطا و منع ہے کسی زمانے کی قید نہیں ہے اسی طرح یہاں
حقیقت مستقبل کی مراد نہیں ہے کیونکہ ہر وقت سارے امور اللہ تعالے سے متعلق ہیں اُسی کے حکم و مشیت
سے سب کچھ ہوتا ہے سہیل بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہیں کہ ایک مصحف جل گیا اور اُس میں باقی
نہ رہا مگر یہ آیت الا الی اللہ تصیر الامور اور ایک مصحف ڈوب گیا تو کل مٹ گیا مگر یہ آیت واللہ اعلم ذکرہ
القرطبی رحمہ اللہ تعالے الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر اس سورہ مبارکہ کی شب بست و نہم ماہ مبارک رمضان
شریف سنہ ۱۳۲۱ ہجری مقدس شب یکشنبہ وقت نو ساعت محلہ امیر گنج میں تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول
فرمائے اور آیندہ لکھنے کی توفیق دے ۔ اللھم اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی
یفقھوا قولی ۔ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا واغفر لنا وارحمنا وتب علینا واحسن عواقبنا فی
الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار
اللھم اغفرلی ولوالدی ولمن توالد وارحمنا ولازواجی وذریاتی ولاقربائی ولمشائخی ولاحبابی ولمن احسن
الی ولمن اساء الی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات یا ارحم الراحمین
واکرم الاکرمین بجاہ النبی الامین صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وعلی صحبہ اجمعین آمین آمین آمین والحمد للہ اولاً
وآخراً وظاہراً وباطناً